GOVERNMENT OF TAMILNADU

اُردو

برائے بارھویں جماعت

URDU READER

Standard 12

Department Of School Education

Untouchability is Inhuman and a Crime

12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:01 PM

Government of Tamil Nadu

First Edition - 2019

Reprint - 2020, 2021, 2022,

2023, 2024

(Published under New Syllabus)

Content Creation

State Council of Educational
Research and Training

© SCERT 2019

Printing & Publishing

Tamil NaduTextbook and Educational
Services Corporation

www.textbooksonline.tn.nic.in

12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:01 PM



پیش لفظ

تعلیم کا مقصد نہ صرف علم کا حصول ہے، بلکہ طلبہ کے مستقبل کے خواب کو سچ کر دکھانے کی پہلی منزل بھی ہے۔نصابی کتابیں نہ صرف طلبہ کی رہ نمائی کرتی ہیں، بلکہ اگلی نسل کے لئے بھی ایک مشعل راہ ثابت ہوئی ہیں۔اس کتاب میں والدین، اساتذہ اور طلبہ کے ذہنی خاکوں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔

اسی کے ساتھ درج ذیل مقاصد کی تکمیل کی ایک بہتر کوشش بھی کی گئی ہے۔

اسباق کو رَٹنے کے بجائے تخلیقی راہ بتانا۔

- اردو زبان وادب،نظم، نثر، قواعد اور ان کی لسانی بنیادوں کو بچوں کے ذہنوں میں پیوست کرنا۔
- سائنسی نقطۂ نظر سے تدریس- اس طریقے سے طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرنا
- طلباء کے ذہنوں کی گرہوں کو کھولنا اور ان کے مستقبل کو روشن، کامیاب اور تابناک بنانا۔
- حصول علم کے دوران انہیں محدود نگاہ کے نظریہ سے ہٹا کر وسیع النظری کی طرف لے جانا۔
- امتحانوں میں ناکامی کے خوف سے پیدا ہونے والی احساس کمتری کو دور کر کے تعلیم کے عمل کو آسان تر بنانا۔

یہ کتاب کو جدّت پسندی، گہرے فہم اور طالب علموں کی نفسیات کے مطابق تشکیل دی گئی ہے۔

امید قوی ہے کہ یہ مرتب کردہ کتاب آپ کو علم وادب کی ایک نئی دنیا میں لے جائے گی۔



12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:02 PM

قومی ترانہ

جن گن من ادھنا یک جئے ہے

بھارت بھاگیہ ودھاتا

پنجاب سندھ گجرات مراٹھا

دراوڑ اتکل ونگا

وندھیہ ہماچل یمنا گنگا

اچھل جل دھی ترنگا

توا شبھ نامے جاگے

توا شبھ آشش ماگے

گاہے توا جئے گاتا

جن گن من گل دایک جے ہے

بھارت بھاگیہ ودھاتا

جے ہے جے ہے جے ہے

جے جے جے جے ہے

رابندر ناتھ ٹیگور

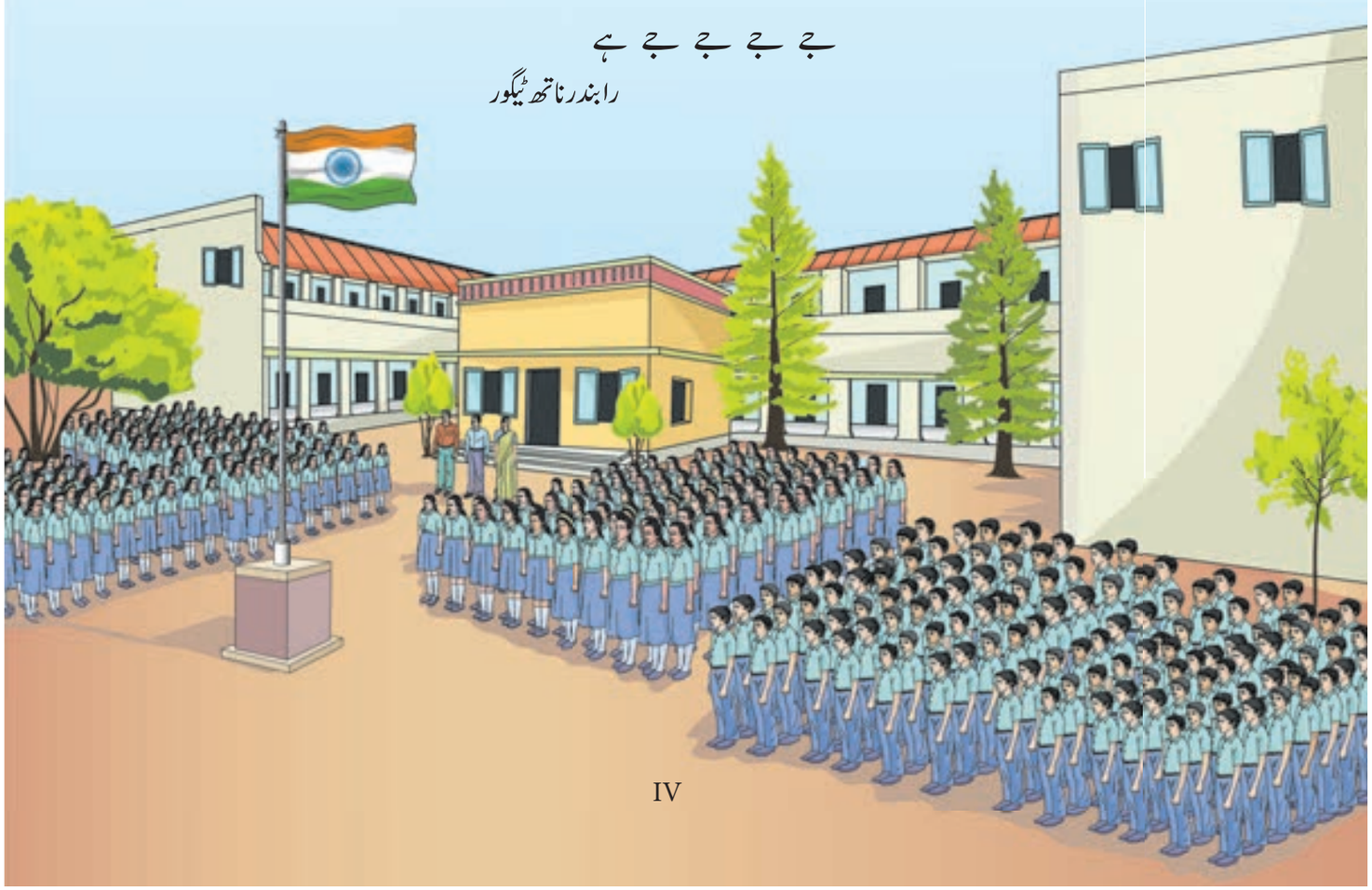

11th Std Telugu Reader Page I - III.indd 3 10-03-2021 14:40:58

تمل زبان کی عظمت

(ترجمہ)

حسینہ زمین، پرجوش سمندر کو اوڑھے ہوئے ہے۔ خطہ بھارت، اس حسینہ کا دمکتا ہوا چہرہ ہے۔ علاقہ دکن اس چہرے کی پروقار ہلال نما پیشانی ہے، جس پر دراوڑ کا مہکتا ہوا تلک لگا ہوا ہے۔

اے قابل فخر دوشیزہ تمل! اے دوشیزہ تمل!

تو ہی اس تلک کی خوشبو ہے، جس سے سارا جہاں لطف اندوز ہو رہا ہے۔ دنیا کا چپہ چپہ تیری مہکتی خوبیوں سے معطر ہو رہا ہے۔

ہم تیری پرشکوہ، سدا بہار جوانی کے جوہر پہ حیراں، بے خودی کے عالم میں تیری عظمت کے گیت گاتے ہیں۔

اے دوشیزہ تمل زندہ باد! پائندہ باد!

مترجم : سجاد بخاری

پے۔سندرم پلّے منون منیم

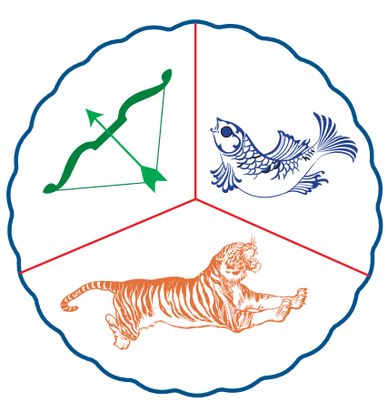

12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:04 PM



قومی یکجہتی کا اقرار

''اقرار کرتا ہوں کہ میں ملک عزیز کو متحد رکھنے، اس کی سالمیت کو برقرار رکھنے اور اسے مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا''۔

''یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں تشدد کا کبھی ساتھ نہیں دوں گا، ہر قسم کی مذہبی، لسانی، علاقائی، سیاسی اور اقتصادی اختلافات کو پُرامن اور دستوری طریقہ سے حل کرنے کی کوشش کروں گا''۔



اقرارنامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ سارے ہندوستانی میرے بھائی بہن ہیں۔ مجھے اپنے وطن سے محبت ہے۔ اور میں اس کے بھرپور اور گوناگوں ورثے پر نازاں ہوں۔ میں ہمیشہ اس کا اہل بننے میں کوشاں رہوں گا۔ میں اپنے ماں باپ، اساتذہ اور بزرگوں کا احترام کروں گا اور ہر ایک سے اخلاق کے ساتھ پیش آؤں گا۔ میں اپنے وطن اور اس کے باشندوں کے لئے جاں نثاری کا اقرار کرتا ہوں۔ انہیں کی خوش حالی اور فراغت میں میری مسرت پوشیدہ ہے۔

چھوت چھات ایک غیر انسانی فعل اور جرم ہے

12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:05 PM

اس کتاب کا طریقہ استعمال



مزید استفادہ کے لئے کتابیں
طلباء کے اندر مطالعہ کی دلچسپی
پیدا کرنے کے لئے



سیکھنے کے مقاصد

اس سے طلباء کے اندر سیکھنے کی
صلاحیتیں اجاگر ہوں گی

نصابی کتاب

علم کے شمع کی لو کو طلباء کے اندر
جلانے کے لئے نصابی کتاب کا
یہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔



درس وتدریس کے عمل میں دلچسپی پیدا کرنے
کے لئے ''کیا تم جانتے ہو'' جیسے عنوانات
دئے گئے ہیں



سوالات (محاسبہ)

مختلف سطح کے طلباء کو مدنظر
رکھ کر تیار کئے گئے ہیں۔



شاعر یا مضمون نگار کا تعارف کیا گیا ہے
تاکہ طلباء کے اندر ان سے متعلق معلومات
حاصل کرنے کا ذوق بیدار ہو۔



قواعد

اردو زبان کے بنیادی قواعد
کو جاننے کے لئے قواعد
دئے گئے ہیں۔



حاصل کلام/حاصل مطالعہ

نظم یا نثر میں جو کچھ سیکھا ہے اس
کو سمجھ کر اس کا ماحصل لینا۔



ڈھونڈئے اور تلاش کیجئے

درس و تدریس کے دوران انٹرنٹ
اور دیگر الکٹرانک آلات کی مدد لینا۔



تلاش کیجئے اور جانئے۔
لسانی سرگرمیاں:

12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:06 PM

فہرست مضامین

				صفحہ نمبر
	حصہ نظم	حمد	عتیق احمد جاذبؔ	1
	حصہ نثر	انسانی حقوق	سید محی الدین حسینی یونسؔ	7
اکائی I	حصہ غزل	غزل	مرزا اسداللہ خان غالبؔ	14
	سرسری مطالعہ	حج اکبر	منشی پریم چند	16
	حصہ قواعد	مستقل اور غیر مستقل جملے		23
	حصہ نظم	نعت	جلالؔ کڑپوی	24
	حصہ نثر	حکایاتِ رومی		30
اکائی II	حصہ غزل	غزل	مومن خان مومنؔ	36
	سرسری مطالعہ	مرزا کی یاد میں	مجتبیٰ حسین	38
	حصہ قواعد	لوازمِ اسم		42
	حصہ نظم	مرثیہ شہادت امام حسین	مرزا سلامت علی دبیرؔ	43
	حصہ نثر	میٹھا انسولن	مترجم : مولوی سید عبدالقادر عمری	49
اکائی III	حصہ غزل	غزل	محمد علی جوہرؔ	55
	سرسری مطالعہ	مٹی کی بو	مترجم : مختار بدری	57
	حصہ قواعد	جنس غیر حقیقی کی پہچان		60
	حصہ نظم	شکوہ اور جواب شکوہ	علامہ اقبالؔ	61
	حصہ نثر	حضرت عائشہؓ	مولوی سید رضوان عمری	67
اکائی IV	حصہ غزل	غزل	مولوی حفیظ الرحمٰن اعظمی حفیظؔ عمری	74
	سرسری مطالعہ	ہیکل سلیمانی	ماخوذ	76
	حصہ قواعد	جمع بنانے کے قاعدے		79
	حصہ نظم	رباعیات	انیسؔ، ابوالبیان حمّادؔ، برترؔ مدراسی	80
	حصہ نثر	امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد	ڈاکٹر یم سعید الدین	85
اکائی V	حصہ غزل	غزل	حسرت موہانیؔ	94
	سرسری مطالعہ	ممنوعہ جزیرہ	امیر النساء	96
	حصہ قواعد	اسم کی حالت		100

12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:06 PM

فہرست مضامین

				صفحہ نمبر
	حصہ نظم	مساوات	شبلی نعمانی	101
	حصہ نثر	اخلاق کے رہنما اصول	مسعود احمد قاسمی	105
اکائی VI	حصہ غزل	غزل	محمد یعقوب اسلم	112
	سرسری مطالعہ	تخت طاؤس	واجدہ تبسم	114
	قواعد	ضمیر اور اس کی قسمیں		119
	حصہ نظم	نثار میں تیری گلیوں کے	فیض احمد فیض	122
	حصہ نثر	بابائے میزائل ڈاکٹر اے. پی. جے عبدالکلام	کے۔ ارشاد احمد	127
اکائی VII	حصہ غزل	غزل	منوّر رانا	135
	سرسری مطالعہ	پرہیز	کرشن چندر	137
	قواعد	صفت کی تعریف اور اس کی قسمیں		141
	حصہ نظم	شیریں بیانی - تروکرل کا منظوم ترجمہ	سید عظمت اللہ سرمدی	143
	حصہ نثر	دوستی	منشی ذکاء اللہ	147
اکائی VIII	حصہ غزل	غزل	سراج زیبائی	154
	سرسری مطالعہ	بدذات	مبشرہ ناز	156
	حصہ قواعد	فعل کی قسمیں		159
	حصہ نظم	بھارت کے مسلمان	جگن ناتھ آزاد	162
	حصہ نثر	حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ	محمد ناصر رفیق	168
اکائی IX	حصہ غزل	غزل	کلیم طاہری	176
	سرسری مطالعہ	کسی سے نہ کہنا	ماخوذ	178
	قواعد	مفرد اور مرکب الفاظ		181
	حصہ نظم	دامن اسلام	سجاد بخاری	183
	حصہ نثر	ادبی لطیفے	ماخوذ	189
اکائی X	حصہ غزل	غزل	گوہر مدراسی	196
	سرسری مطالعہ	دل ہی تو ہے	سر عبدالقادر	199
	قواعد	جنس کی قسمیں		202

12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:06 PM

زبانی یاد کرنے کی نظمیں اور غزلیں

				صفحہ نمبر
حصہ نظم	حمد باری تعالیٰ	عتیق جاذبؔ	(پہلے 5 اشعار)	1
حصہ غزل	غزل	محمد علی جوہرؔ	(پہلے 5 اشعار)	58
حصہ غزل	غزل	حسرت موہانیؔ	(پہلے 5 اشعار)	100
حصہ نظم	دامن اسلام	سجّاد بخاریؔ	(پہلے 8 بند)	183

12 index 10 pages
Wednesday, March 06, 2019 6:53:06 PM

حصّہ نظم

اکائی 1

حمد

عتیق احمد جاذبؔ

پیش لفظ

حمد میں عام طور پر شاعر خدا کی تخلیقات واحسانات کا تذکرہ کرتا ہے۔
اس حمد میں شاعر نے اپنے اشعار کے ذریعے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر چیز میں اللہ کا فضل وکرم پوشیدہ ہے۔
حمد گوئی میں ریاست تمل ناڈو کے کئی شعراء نے طبع آزمائی کی اور انہیں اس صنف میں مقبولیت بھی حاصل ہوئی۔
شاعر عتیق احمد جاذبؔ کو عنفوان شباب ہی سے ایک شاعرانہ ماحول ملا۔
عتیق احمد جاذبؔ نے سنجیدہ شاعری کے علاوہ مزاحیہ شاعری کو بھی اپنا موضوع بنایا اور بحیثیت مزاحیہ شاعر انہیں خوب شہرت حاصل ہوئی۔

سیکھنے کے مقاصد



- حمدیہ اشعار کے ذریعہ شاعر کے خیالات اور جذبات سے واقف ہونا۔
- حمدیہ کلام میں مذکور اللہ کے انعامات واحسانات معلوم کرنا۔
- حمد میں پائی جانے والی لفظی ومعنوی خوبیوں کو اُجاگر کرنا۔
- حمد کو زبانی یاد کرنے اور ترنم سے پڑھنے کی کوشش کرنا۔
- مشہور حمد گو شعراء کے کلام کو پڑھنا اور بہترین اشعار منتخب کرنا۔

حمد کی تعریف

حمد اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں اللہ کی تعریف وتوصیف، اس کے احسانات وانعامات کا اشعار کے ذریعہ ذکر ہو۔ حمد، نظم کی سب سے افضل ترین صنف ہے جس میں شاعر صرف اور صرف خدا سے ہم کلام ہوتا ہے اور اشعار سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ہر چیز پر اللہ ہی کی قدرت کاملہ ہے۔ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ وہ بے نیاز اور اکیلا ہے۔ یہ نظم کسی بھی ہیئت میں ہوسکتی ہے۔ اس کی خصوصیات میں یہ باتیں شامل ہیں کہ حمد رسمی نہ ہو بلکہ یہ عشق الٰہی میں ڈوب کر لکھی جائے۔ ہر لفظ ادب واحترام سے بھرپور ہو۔ شاعر کا لہجہ عاجزانہ ہو، زبان پاکیزہ اور شستہ ہو بلیغ الفاظ کا استعمال کرے۔ حمد کے آخر میں عفو ومغفرت کی درخواست کے ساتھ خیر وبھلائی کی دعا کی گئی ہو۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:42 AM

مناجات کی تعریف

مناجات اس نظم کو کہتے ہیں جس میں شاعر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص دل کے ساتھ اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے گڑگڑا کر دعائیں مانگتا ہے۔ مناجات ایک ہی بحر اور وزن میں لکھی جاتی ہے مگر اس کی کوئی خاص ہیئت متعین نہیں ہے۔ عموماً شاعر مناجات لکھتے وقت اخلاص اور خودسپردگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی بندگی کا اعتراف اور بے بضاعتی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اُسی سے نصرت اور مدد طلب کرتا ہے۔ مناجات لکھتے وقت شاعر سراپا عجز بن کر اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرتا ہے۔ اور اسی سے رحم و کرم کی بھیک مانگتا ہے۔ مناجات کے چند اشعار بطورِ نمونہ ملاحظہ ہوں۔

امجد حیدر آبادیؔ: ؎ او میرے مالک اور عرش والے جلوے ہیں تیرے سب سے نرالے
ہم غمزدوں کا غم خوار ہے تو غفّار ہے تو ستّار ہے تو
تعریف تیری میری زباں پر اللہ اکبر ! اللہ اکبر

شاعر کا تعارف



عتیق احمد جاذبؔ 1947ء میں صوبہ تمل ناڈو، ضلع ویلور میں واقع شہر وانمباڑی کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے بچپن ہی سے آپ نہایت ذہین اور خوش مزاج تھے جس کا ہی نتیجہ تھا کہ انھوں نے مزاحیہ شاعری کے فن کو اپنایا اور بہت جلد ادبی دنیا میں اپنی شناخت قائم کر لی۔ مذہبی و دینی تحریک سے وابستہ ہونے کی وجہ سے کلام میں بلند فکری کے علاوہ مذہبی اور معاشرتی اصلاح کا جذبہ بھی پیدا ہو گیا۔

عتیق احمد جاذبؔ کی شاعری کے دو مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں جن میں ''پیام حیات (غزلوں کا مجموعہ)'' اور ''متاع حیات (نظموں کا مجموعہ)'' نہایت ہی مقبول ہے۔ شاعری کے علاوہ انہوں نے ادبی خدمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک پرائم کمپیوٹر اکیڈمی نامی ادارہ بھی قائم کیا جس کا مقصد صرف اردو زبان و ادب کی خدمت ہے۔

شاعر نے اس حمد میں کہا ہے کہ اے اللہ! ہم نے تجھے تیری عطا کی ہوئی نعمتوں سے تجھے پہچانا اور جانا ہے۔ سورج کے اجالے کے ذریعہ، چاند اور ستاروں کی چمک سے، جنگل کی خاموشی اور پہاڑوں کی بلندیوں سے ہم نے تجھے جانا ہے اور ہر ایک میں بس تو ہی تو نظر آتا ہے۔

بقولِ مفکر اسلام علامہ اقبالؒ ؎
چمک تیری عیاں بجلی میں آتش میں شرارے میں
جھلک تیری ہویدا چاند میں سورج میں تارے میں

سمندر کی گہرائی میں، بجلی کے کڑکنے اور چمکنے کی آواز میں اور مٹی میں دبے ہوئے خزانے اور غذاؤں میں بس تو ہی نظر آتا ہے۔ اسی طرح برسات، طوفان، ہوا وغیرہ میں تیری قدرتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ہم نے اے اللہ! ہر چیز کو تیری عطا و کرم سے جانا ہے۔

میں اس کے فضل و کرم ہی سے شعر کہتا ہوں
مرے قلم کو روانی خدا نے بخشی ہے
ہر ایک لفظ کو معنی سے مالامال کیا
مرے سخن کو جوانی خدا نے بخشی ہے

حافظ کرناٹکیؔ

پھیلایا آپؐ نے ہی اجالا زمین پر
سورج کی سرحدوں پہ علم آپؐ کا ملا
ہر اک حدیث آپ کی تحقیق میں ڈھلی
سائنس کے سر پہ نقش قدم آپؐ کا ملا

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:43 AM

عطا

ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے

سورج کے اجالے سے فضاؤں سے خلا سے
چاند اور ستاروں کی چمک اور ضیا سے
جنگل کی خموشی سے ، پہاڑوں کی انا سے
پُر ہول سمندر سے ، پُر اسرار گھٹا سے
بجلی کے چمکنے سے ، کڑکنے کی صدا سے
مٹی کے خزانوں سے، اناجوں سے غذا سے
برسات سے،طوفان سے، پانی سے ، ہوا سے

ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے

گلشن کی بہاروں سے تو کلیوں کی حیا سے
معصوم سی روتی ہوئی شبنم کی ادا سے
لہراتی ہوئی بادِ سحر ، بادِ صبا سے
ہر رنگ کے ہر شان کے پھولوں کی قبا سے
چڑیوں کے چہکنے سے تو بلبل کی نوا سے
موتی کی نزاکت سے تو ہیرے کی جِلا سے

ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے

ابلیس کے فتنوں سے تو آدمؑ کی خطا سے
اوصافِ براہیمؑ سے ، یوسفؑ کی حیا سے
اور حضرتِ ایوبؑ کی تسلیم و رضا سے
عیسیٰؑ کی مسیحائی سے ، موسیٰؑ کے عصا سے
نمرود کے ، فرعون کے ، انجامِ فنا سے
کعبے کے تقدّس سے تو مروہ و صفا سے
توراۃ سے،انجیل سے ، قرآن کی صدا سے
یٰس سے ، طٰہٰ سے، مزّمّل سے، نبا سے
اک نورؐ جو نکلا تھا کبھی غارِ حرا سے

ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے

اس نظم کے پہلے 9 مصرعے زبانی یاد کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:43 AM

حاصل کلام

اس حمد میں شاعر نے بہترین انداز میں اللہ کی تعریف بیان کی ہے۔ اللہ کی پیدا کی ہوئی مختلف چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے شاعر نے کہا ہے کہ ان سب میں مجھے تیرا ہی جلوہ نظر آتا ہے۔ شاعر نے اعتراف کیا ہے کہ اجالے، اندھیرے، رات، دن، بجلی کی چمک غرض ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ ساری نعمتیں بغیر مانگے ہم سب کو عطا کی ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ ان ساری نعمتوں کا ہر ایک حقدار ہے کسی کے لئے اللہ کی نعمتیں خاص نہیں ہیں۔ شاعر نے حمد کے آخری بند میں بعض خاص انبیاءؑ اور انھیں عطا کی ہوئی آسمانی کتابوں اور معجزوں کا ذکر کیا ہے اور قرآن مجید نے رسول اللہ کو جن ناموں سے یاد کیا ہے، اسے پیش کیا ہے، آخر میں شاعر کہتے ہیں کہ اے اللہ! یہ سب تیری ہی عطاؤں کا نتیجہ ہے۔

I(i) الفاظ معنی

عطا	=	دینا، بخشش	خلا	=	خالی جگہ
ضیا	=	روشنی	خموشی	=	خاموشی
انا	=	خودغرضی	صدا	=	آواز
کڑکنا	=	گرجنا	خزانے	=	زمین میں دفن ہوئی چیزیں
عکس	=	سایہ، چہرہ	شعلہ بیان	=	زبردست
صحبت	=	ساتھ رہنا	وابستگی	=	تعلق قائم ہونا
جرائد	=	اخبار	جِلا	=	زندگی، چمک دمک
بادِصبا	=	صبح کی ٹھنڈی ہوا	خطا	=	غلطی
تسلیم	=	راضی ہونا	مسیح	=	حضرت عیسیٰؑ کا لقب
تقدّس	=	پاکیزگی، پاکی	بادِ سحر	=	صبح کی ٹھنڈی ہوا
قُبا	=	قیمتی لباس	نوا	=	آواز

مروہ وصفا = مکّہ کے وہ دو پہاڑ جہاں حضرت ہاجرہؓ نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے، اور جہاں کے سات چکر لگانا حج وعمرہ کرنے والوں کے لئے ضروری ہے۔

یٰسٓ، طٰہٰ، مزمل = رسولؐ کے نام ہیں جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

غارِحرا = وہ غار جہاں رسول اللہ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔

(ii) واحد جمع

فن	+	فنون	شئی	+	اشیاء
خطا	+	خطائیں	وصف	+	اوصاف
غار	+	غاریں			

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:43 AM

(iii) اضداد

گلشن	×	ویرانہ	رنج	×	خوشی
وفا	×	جفا	مریض	×	تندرست
اوصاف	×	خامیاں	زندگی	×	موت

II۔ جوڑ لگایئے:

1۔ حمد کے شاعر	۔	اللہ کی تعریف میں لکھی جانے والی نظم
2۔ حمد	۔	روشنی
3۔ پیامِ مسرت	۔	نظموں کا مجموعہ
4۔ متاعِ حیات	۔	غزلوں کا مجموعہ
5۔ ضیا کے معنی	۔	عتیق جاذب

III۔ (i) شعر مکمل کرو:

1۔ سورج کے.....سے فضاؤں.....خلا سے
2۔ .....نے تجھے جانا ہے فقط تیری.....سے
3۔ برسات سے طوفان سے..... سے ہوا سے
4۔ .....نے تجھے جانا ہے فقط تیری.....سے
5۔ عیسیٰؑ کی مسیحائی سے موسیٰؑ کے.....سے
6۔ نمرود کے، فرعون کے، انجام..... سے

(ii) دیئے گئے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے شاعر کا نام اور نظم کا عنوان لکھئے۔

1۔ ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے	سورج کے اجالے سے فضاؤں سے خلا سے
2۔ برسات سے طوفان سے پانی سے ہوا سے	ہم نے تجھے جانا ہے فقط تیری عطا سے
3۔ ابلیس کے فتنوں سے تو آدمؑ کی خطا سے	اوصافِ براہیمؑ سے، یوسفؑ کی حیا سے
4۔ کعبے کے تقدس سے تو مروہ وصفا سے	توراۃ سے ، انجیل سے ، قرآن کی صدا سے

(iii) شعر کی صنعت بتایئے:

سورج کے اجالے سے فضاؤں سے خلا سے
چاند اور ستاروں کی چمک اور ضیا سے
جنگل کی خموشی سے پہاڑوں کی انا سے

IV. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ عتیق احمد جاذبؔ کا تعلق.....سے ہے.	(آمبور/ وانم باڑی/ مدراس/ میل وشارم)
2۔ عتیق احمد جاذبؔ نے تعلیم حاصل کی.....سے.	(اسلامیہ ہائی اسکول/ معدن العلوم/ مفتاح العلوم/ رفیق العلوم)
3۔ متاعِ حیات .....کا مجموعہ ہے.	(غزلوں/نظموں/کہانیوں/افسانوں)
4۔ ضیا کے معنی.....ہے.	(روشنی/اندھیرا/تاریکی/تنہائی)
5۔ عطا کے معنی.....ہے.	(لینا/دینا/مانگنا/انکار کرنا)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:44 AM

6۔ اوصاف جمع ہے.....کی. (وصف/ واصف/ اوصف/صفت)

7۔ حضرت یوسفؑ .....کے لئے مشہور تھے. (قوت/ دولت/ حیا/ بہادری)

8۔ تورات.....کو عطا کی گئی. (حضرت محمدؐ /حضرت عیسیٰؑ /حضرت موسیٰؑ /حضرت یحییٰؑ)

V. مختصر سوالات:



1۔ عتیق جاذبؔ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ حمد کی تعریف کیجئے اور کوئی دو حمد گو شاعروں کے نام لکھئے؟

3۔ حمد میں شاعر نے اللہ کی کس طرح تعریف کی ہے؟

4۔ حضرت آدمؑ سے کیا خطا ہوئی؟

5۔ حضرت ایوبؑ کس وصف کے لئے مشہور تھے؟

6۔ یٰسٓ، طٰہٰ و مزمل کس کے نام ہیں؟

7۔ رسول اللہؐ عبادت کے لئے کہاں تشریف لے جاتے تھے؟

VI. تفصیلی سوالات:

1۔ شاعر نے حمد میں جن انبیاء اور آسمانی کتابوں کا ذکر کیا ہے، تفصیل سے لکھئے۔

2۔ حمد کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

عملی کام:



1۔ نمرود اور فرعون کس دور کے بادشاہ تھے؟ ان کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

2۔ حمد کو زبانی یاد کیجئے۔

3۔ حمد میں کتنے انبیاءؑ کا ذکر کیا گیا ہے، انہیں اپنی کاپی میں نقل کیجئے۔

4۔ حمد میں جن آسمانی کتابوں کا تذکرہ ہے، ان کی فہرست بنائیے۔

5۔ اپنے اسکول کے کسی جلسہ میں ساتھیوں کے ساتھ حمد کو ترنم سے پڑھئے۔



مزید استفادہ کے لئے:

علامہ اقبالؔ کی حمد رمزِ توحید کا مطالعہ کیجئے اور بہترین اشعار کا انتخاب کیجئے۔

مولانا ابوالبیان حمادؔ، علیم صبا نویدیؔ، مولوی اسماعیلؔ میرٹھی، مختار بدری، وغیرہ کے حمدیہ کلام کو پڑھئے اور استفادہ کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:44 AM

حصّۂ نثر

اکائی 1

انسانی حقوق

سید محی الدین حسینی یونسؔ



ہر مسلمان کے لئے چاہے وہ امیر ہو یا غریب، زندگی کے ہر موڑ پر جملہ حقوق انسانی کا پاس ولحاظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ سیرۃ النبیؐ کی روشنی میں حقوق کی دو قسمیں ہیں، ایک کا تعلق ''حقوق اللہ'' سے اور دوسرے کا ''حقوق العباد'' سے ہے۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور ان کی عدم ادائیگی کی صورت میں اللہ کے ہاں سخت باز پرس ہوگی۔ ''حقوق اللہ'' اگرچہ اپنی جگہ بے حد اہم ہیں مگر ان کا تعلق چونکہ ''رب العالمین'' سے ہے، ان کی ادائیگی میں کہیں کچھ غفلت اور کوتاہی ہو جائے اور بندہ خلوصِ دل سے تائب ہو کر اپنے آقا و خالق سے استغفار اور رحم کی التجا کرے تو بعید نہیں کہ وہ غفور رحیم اپنی شان کریمی و رحیمی سے ایسے بندے کے گناہ کی پردہ پوشی فرمادے، مگر جہاں تک حقوق العباد، یعنی بندوں کے حقوق کا معاملہ ہے، وہ بہت اہم بھی ہیں اور حسّاس بھی، ان کا دائرہ کافی وسیع بھی ہے۔ ان میں والدین کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، یتیموں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق بھی شامل ہیں۔ اس مضمون میں پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و طرز عمل کی روشنی میں انسانی حقوق کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نیز انسانی حقوق ادا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- حقوق انسانی کی اہمیت وضرورت سے واقف کرانا۔
- حقوق انسانی کی مکمل ادائیگی کے سلسلے میں فرمائے گئے ارشادات النبیؐ کو ذہن نشین کرانا۔
- حقوق انسانی کی ادائیگی میں کوتاہی وغفلت پر وعیدوں سے آگاہ کرانا۔
- ایک صالح معاشرے کی تشکیل کے لئے حقوق کی ادائیگی کی تکمیل ضروری ہے، اس نقطۂ نظر سے ترغیب دلانا۔

مضمون نگار کا تعارف

سید محی الدین حسینی یونسؔ 2 رجون 1969ء کو ضلع کرشنگری کے متور قصبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد سید احمد باشاہ حسینی، اسلامیہ بائز ہائیر سکنڈری اسکول واقع وانمباڑی میں اردو منشی کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے بعد وظیفہ یاب ہوئے۔ 2002ء میں اسلامیہ بائز ہائیر سکنڈری اسکول، میل وشارم میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور تا حال یہیں اپنی تدریسی خدمات میں منہمک ہیں۔ تعلیم و تدریس کے علاوہ بچپن ہی سے شعر و شاعری کا شوق تھا، ''یونسؔ'' تخلص کرتے ہیں۔ آپ نے ماہنامہ کھٹمل نامی مزاحیہ رسالہ بھی جاری کیا۔ قومی سمیناروں میں آپ نے اپنے مقالات بھی پیش کئے۔ 2011ء میں آپ کو حکومت تمل ناڈو کی ٹکسٹ بک کارپوریشن کی جانب سے آٹھویں جماعت کے نصابی کمیٹی کا رکن بنایا گیا ''ڈسٹرکٹ بہترین استاذ'' کے ایوارڈ سے آپ نوازے گئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:45 AM

انسانی حقوق کا تصور سب سے پہلے اسلام نے پیش کیا تھا جس کی عملی شکل جناب نبی کریم ؐ کی سیرت میں ملتی ہے۔ معاشرے میں انسانی حقوق کے احترام اور تحفظ کا جو عملی نمونہ نبی اکرمؐ نے دنیا کے سامنے پیش کیا، دنیا کا کوئی اور نظام اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اسلام میں حقوق کا تصور:

اسلام میں حقوق کا تصور کیا ہے؟ حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک موقع پر اپنے میزبان سے فرمایا کہ تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، آنے جانے والے مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے پس ہر حق والے کو اس کا حق ادا کرو۔ نبی کریمؐ کے پاس جب حضرت سلمان فارسیؓ کی اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: صدق سلمان کہ سلمان نے جو کہا سچ ہے۔ چنانچہ اسلام میں حقوق کا بنیادی تصور حضرت سلمان فارسیؓ کے اس جملہ سے ملتا ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو سرزمین عرب میں ایک طرف حقوق اللہ کا غلبہ تھا کہ صرف اللہ کی بندگی کی جائے اور دنیاوی معاملات مثلاً بیوی بچے اور معاشرت وغیرہ کو ضروری نہ سمجھا جائے۔ نبی کریمؐ نے اپنے متعدد ارشادات میں واضح طور پر اس تصور رہبانیت کی نفی فرمائی ہے۔ دوسری طرف خدا فراموشی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے ہی انکار تھا۔ اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں توازن قائم کیا۔ اللہ کا ارشاد ہے: ''اور تم اللہ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضے میں ہیں''۔ (سورۃ النساء)

مساوات کا حق:

تعلیمات نبویؐ کے مطابق دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے، مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف طریقۂ زندگی اختیار کرنے والے اور مختلف رنگ و نسل کے لوگ یکساں سلوک کے مستحق ہیں اور وہ بحیثیت انسان برابر ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ''کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر اور کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ (المعجم الکبیر) رسول اللہؐ نے رنگ و نسل کے امتیاز کو صرف زبان سے ہی نہیں ختم کیا بلکہ اس کا عملی ثبوت بھی دیا اور مساوات کا ایک جامع اور مکمل نمونہ پیش کیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو دس ہزار صحابہ کا لشکر آپؐ کے ساتھ تھا، ان میں بڑے بڑے اکابر صحابہ موجود تھے۔ السابقون الاولون بھی تھے، مہاجرین بھی تھے، اور انصار بھی لیکن خانہ کعبہ سے بتوں کی صفائی کے بعد آپؐ نے سب سے پہلے اذان کے لئے حضرت بلالؓ کا انتخاب کر کے کالے اور گورے کے فرق کو ہمیشہ کے لئے پاؤں کے نیچے روند ڈالا۔

والدین کے حقوق:

دنیا میں انسان کا انتہائی محترم رشتہ والدین کا ہے۔ دین اسلام نے والدین اور خصوصاً ماں کی خدمت و اطاعت و رضامندی کو دنیا و آخرت کی راحت، جنت کی ضمانت اور جہنم سے نجات کا بہترین ذریعہ بتایا ہے۔ ایک مرتبہ رسولؐ نے صحابہؓ سے پوچھا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ دنیا میں سب سے بڑے گناہ

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:46 AM

کیا ہیں؟ صحابہؓ نے کہا ضرور بتائیں۔ فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا، اس بات کو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔

والدین کے حقوق یہ ہیں کہ ان کی جائز خواہشات کی تکمیل ہو اور ان کی خوشی اور خوشنودی کو اپنے حق میں ایک بڑی سعادت و نیک بختی سمجھے، ان کے سامنے عاجزی وانکساری کا مکمل نمونہ پیش کیا جائے۔ ان کی اطاعت وفرماں برداری کو لازم جانے، بات چیت میں، گفتگو میں اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ ہونے دیں۔ ان کی تعظیم وتوقیر کرے، ان کے حق میں صحت وسلامتی کی دعا کرے اور ان کی وفات کے بعد ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کا احترام کرتے ہوئے ان کے حقوق ادا کرے اور ان رشتوں کو قائم رکھیں۔ والدین کے حقوق کو ادا کرنے کی تعلیمات نبویؐ میں سخت تاکید کی گئی ہے۔

رشتے داروں کے حقوق:

ماں باپ کے بعد سب سے اہم حق رشتہ داروں کا ہے۔ کوئی عقل وشعور رکھنے والا رشتہ دارں کے حقوق سے غفلت نہیں برت سکتا، حقوق کی ادائیگی پر زور دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے: ''اور دیکھو جو لوگ تمہارے قرابت دار ہیں ان کا حق ادا کرتے رہو''۔ (سورۃ الاسراء) رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی جسے صلہ رحمی کہا جاتا ہے، دراصل تعلیمات نبوی کا ایک اہم عنصر ہے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کردے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ (بخاری)

رشتہ داروں کے حق ادا نہ کرنے کو قطع رحمی (رشتہ توڑنا) کہتے ہیں رسولؐ نے فرمایا: رشتہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری)

رشتہ داروں کے حقوق میں یہ بھی ہیں کہ رشتہ داروں کی بدسلوکی کا جواب حسن سلوک سے دیا جائے۔ ضرورت پر ان کی امداد کی جائے اور پورے اخلاص کے ساتھ جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کی جائے۔

بھائی بہن کے حقوق:

خاندانی نظام کی بقاء اور استحکام کے لئے جو رشتے سب سے زیادہ اہم ہیں، ان میں سے ایک بھائی بہن کا رشتہ ہے۔ بھائی بہن ایک دوسرے کے حقوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے حقوق کی پاسداری کریں۔

1۔ بھائیوں کو چاہئے کہ وہ اپنی بہنوں کے لئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھیں، ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کریں اور انھیں اپنے لطف وعنایات سے نوازیں، اس سلسلہ میں حضورؐ کا اپنی رضاعی بہن کے ساتھ حسن سلوک ہمارے لئے نمونہ اور اسوہ ہے۔

2۔ بھائی اپنی بہن میں اور بہن اپنے بھائی میں اگر دینی یا اخلاقی کمی دیکھے تو خاموش رہے یا نظر انداز کرنے کی بجائے ممکنہ حد تک راہ راست پر لانے کی فکر کریں۔

3۔ بھائی اپنے بہن بھائیوں کی غلطیوں اور نادانیوں سے متنفر ہوتے ہوئے تعلقات منقطع کرنے کے بجائے برداشت کا جذبہ رکھیں۔

4۔ مالی اعتبار سے اگر بھائی یا بہن کمزور ہیں تو صدقہ یا تحفہ کے لئے پہلے حق دار یہی ہیں۔

5۔ بھائی بہن میں سے کسی کا انتقال ہوجائے اور ان پر واجبات کی ادائی باقی ہے تو انہیں ادا کرے۔ میراث کی تقسیم میں بھی ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کریں۔

رسول اللہؐ کے پاس ایک عورت آئی، اور کہا کہ میری بہن کا انتقال ہوگیا ہے اور اس پر دو ماہ کے مسلسل روزے ہیں، تو کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں۔ رسولؐ نے پوچھا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ادا نہیں کرتیں، انھوں نے کہا ضرور ادا کرتی، رسولؐ نے فرمایا رب کے حقوق کی ادائیگی بدرجۂ اولیٰ ضروری ہے۔ (ابن ماجہ)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:46 AM

پڑوسیوں کے حقوق:

ایک حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ شخص مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں جو خود تو رات کو پیٹ بھر کے سوئے لیکن اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔ حضرت ابواُمامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ رسولؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر پڑوسیوں کا خیال رکھنے کی اس قدر تاکید فرمائی کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ پڑوسی کو وراثت میں بھی حق دار قرار دے دیں گے۔

یتیموں کے حقوق:

قرآن کریم نے یتیم کے ساتھ محبت وشفقت کرنے کا حکم دیا ہے۔یتیم کی کفالت کرنے والے کے لئے آپؐ نے جنت کی بلندی کی بشارت دی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپؐ نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر بتایا ۔ یتیموں کا حق یہ ہے کہ انہیں اپنے آغوش میں لیں اور اپنے بچوں کی طرح ان کی تربیت کریں۔

محتاجوں اور مسکینوں کے حقوق:

قرآن اور احادیث میں محتاجوں، مسکینوں اور ضعیفوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔حدیث میں ہے، ''مسکین کو کھانا کھلاؤ، اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو (مسند احمد) محتاجوں، ضعیفوں اور مسکینوں کے حقوق یہ ہیں: ان کے فقر واحتیاج کو ختم کرنے کی ہر مستطیع مسلمان کوشش کرے۔ نیز رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا رہے گا۔

بیماروں کے حقوق:

بیمار و مریض معاشرے کا وہ کم زور طبقہ ہے جو مختلف ہمدردیوں کا محتاج ہوتا ہے۔مریض کے حقوق میں سب سے پہلا حق اس کی عیادت ہے۔ نبیؐ نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی، وہ جنت کے بالا خانے میں ہوگا (الادب المفرد) جب کوئی بندہ اپنے بھائی کی عیادت کے لئے یا ملاقات کے لئے جاتا ہے تو ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے: تم اچھے رہے، تمہارا چلنا اچھا رہا، تم نے اپنے لئے جنت میں ٹھکانہ بنالیا (ترمذی) بیمار کی عیادت کے سلسلے میں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ عیادت صرف مسلمان کی ہی نہیں بلکہ غیر مسلم کی بھی کی جاسکتی ہے۔مریض کے دوسرے حقوق میں مالی تعاون اور علاج کا انتظام بھی شامل ہے۔

راستے کے حقوق:

راستوں کے آداب کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت کردہ حدیث سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔آپؐ نے فرمایا: راستے کا حق ادا کرو، راستے کا حق یہ ہے کہ وہاں نگاہوں کو نیچی رکھی جائے، تکلیف دینے سے اجتناب کیا جائے، سلام کا جواب دیا جائے، بھلائی کا حکم دیا جائے، اور برائی سے روکا جائے ۔(بخاری) راستے کے حقوق میں تکلیف دہ چیزیں ہٹانا، سلام کو عام کرنا، راستے کی صحیح رہنمائی کرنا، بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانا، نابینا لوگوں کو راستہ بتانا، خوش گفتاری سے پیش آنا، راستے میں گندگی نہ کرنا، مظلوموں کی مدد کرنا، بوجھ اٹھانے میں سہارا دینا، اور کثرت کے ساتھ ذکر کرنا بھی شامل ہیں۔اللہ کے رسولؐ نے فرمایا! ایمان کے ستر سے اوپر کچھ حصے ہیں۔ان میں افضل ترین حصہ یہ کہ لا الہ الاّ اللہ کا اقرار کرلیا جائے۔اور ادنیٰ ترین حصہ یہ ہے کہ راستے سے تکلیف دینے والی چیزوں کو دور کردیا جائے اور حیا ایمان کا خصوصی حصہ ہے۔(بخاری)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:47 AM

حاصل مطالعہ

انسانی حقوق کا تصور سب سے پہلے اسلام نے پیش کیا جس کی عملی شکل ہمیں جناب نبی کریمؐ کی مبارک ومثالی زندگی میں ملتی ہے۔ بعثت نبوی سے پہلے انسانی حقوق کے سلسلے میں جو بے اعتدالیاں ہوتی تھیں، آپ ﷺ نے اسے ختم کیا اور ہر ایک کے حقوق کا تعین کر کے ایک صالح معاشرے کی بنیاد رکھی۔ آپسی عداوت ونفرت کو رشتۂ اُخوت میں تبدیل کر کے بھائی بھائی بنا دیا۔ حقوق کی پاسداری کو معاشرے میں جگہ دیتے ہوئے مساوات کا ایک جامع اور مکمل نمونہ پیش کیا، یہی نہیں والدین کے حقوق بتائے، صلہ رحمی کا درس دیا، قطع رحمی پر وعید سنائی پڑوسیوں، رشتہ داروں، یتیموں، بیماروں اور کمزوروں کے حقوق کی طرف توجہ دلایا نیز بتایا کہ ان پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے سے ایسا پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا، جس کی نظیر دنیا کی کوئی تہذیب اور نام نہاد متمدن ملک پیش نہیں کر سکتا۔ حقوق جب پامال ہوتے ہیں تو معاشرے میں فساد جنم لیتے ہیں اور اصلاح کی ساری کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ حق دار کو اس کا حق مل جائے تو پھر معاشرہ جنت نشان بن جاتا ہے۔ انسانی حقوق کے سلسلے میں سیرۃ النبیؐ کی روشنی میں ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہم حقوق کی مکمل پاسداری کریں۔

I.(i) الفاظ معنی

معاشرہ	=	سماج، سوسائٹی	آمادگی	=	رضامندی
احتیاج	=	ضرورت	عیادت	=	بیمار پرسی کرنا
تذکرہ	=	بیان	مستحق	=	حق دار
رہبانیت	=	دنیا ترک کر دینا	تحفظ	=	حفاظت
فراموش کرنا	=	بھلا دینا	معیار	=	پیمانہ، کسوٹی
اجتناب	=	پرہیز کرنا	خوش گفتار	=	اچھے انداز سے گفتگو کرنے والا

(ii) واحد جمع

تصور	+	تصورات	حق	+	حقوق
لقب	+	القاب	ارشاد	+	ارشادات
مہاجر	+	مہاجرین	معاشرہ	+	معاشرے
طبقہ	+	طبقات، طبقے	انتہا	+	انتہائیں

(iii) اضداد

میزبان	×	مہمان	الفت	×	نفرت
ظالم	×	مظلوم	بینا	×	نابینا
خوشنودی	×	ناراضگی	قرابت	×	رقابت
صلہ رحمی	×	قطع رحمی			

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:48 AM

(v) جوڑ ملایئے:

1۔ حضرت محمدؐ نے فرمایا	–	صرف تقویٰ ہے
2۔ اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں	–	رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی
3۔ فضیلت کا معیار	–	دو حق ہیں
4۔ مسلمان پڑوسی کے تم پر	–	توازن قائم کیا
5۔ صلہ رحمی	–	سلمانؓ نے جو کہا سچ ہے

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ سلمانؓ نے جو کہا وہ.....ہے	(سچ/جھوٹ/غلط / اچھا)
2۔ انسانی حقوق کا.....سب سے پہلے اسلام نے پیش کیا تھا	(کلام/تصور/مشورہ/خیال)
3۔ آپ نے ایمانی رشتہ کے ذریعہ دشمنوں کو.....بنا دیا	(دوست/دشمن/بھائی / پڑوسی)
4۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر.....حق ہیں	(چار/ پانچ/دس/سات)
5۔ بات چیت اور گفتگو میں اپنی آواز.....سے اونچی نہ ہونے دیں	(والدین/ رشتہ دار/عمائدین/غیروں)
6۔ طاقت ور کی ذمہ داری ہے کہ وہ.....کے حقوق ادا کرے	(بہادر/کمزور/شہ زور/ فقیر)
7۔ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عبادت کی وہ جنت کے.....میں ہوگا	(باغات/محلات/بالاخانے/نہروں)
8۔ آپؐ باہر سے.....آواز میں السلام علیکم کہتے تھے	(بلند/ پست/ دھیمی/ زور دار)

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ انسانی حقوق کا تصور سب سے پہلے کس نے پیش کیا؟

2۔ معاشرے میں حقوق کا احترام اور تحفظ کا عملی نمونہ کس نے پیش کیا؟.

3۔ ''ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو''، یہ جملہ کس نے کہا؟

4۔ بعثت نبوی سے پہلے عربوں کے اندر کیا برائیاں پائی جاتی تھیں؟

5۔ بیمار یا مریض کا کیا حق ہے؟

6۔ حضورؐ نے خانہ کعبہ سے بتوں کی صفائی کے بعد اذان دینے کے لئے کس کا انتخاب کیا؟

7۔ صلہ رحمی کسے کہتے ہیں؟

8۔ یتیم کی کفالت کرنے والا کس کے ساتھ جنت میں رہے گا؟

9۔ حضورؐ نے طاقتور کی ذمہ داری کیا بتائی؟

10۔ رسول اللہؐ نے راستے کے کیا حقوق بتائے ہیں؟

اردو ہماری مادری زبان ہے۔ اُردو بولئے، اُردو پڑھئے، اُردو لکھئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:48 AM

IV. مختصر سوالات:

1۔ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگنے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

2۔ بھائی بہنوں کے حقوق میں سے کوئی دو حق لکھئے۔

3۔ صلہ رحمی اور قطع رحمی کیا ہیں؟

4۔ رشتہ توڑنے والے کے لئے اللہ کے رسولؐ نے کیسی وعید سنائی ہے؟

5۔ ایمان کا ادنیٰ ترین حصہ کیا ہے؟

6۔ عیادت کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ کے رسولؐ نے کیا فرمایا؟

7۔ سیرت النبیؐ کی روشنی میں محتاجوں اور مسکینوں کا کیا حق ہے؟

V. تفصیلی سوالات:

1۔ سیرت النبیؐ کی روشنی میں ''انسانی حقوق'' تفصیل سے لکھئے۔

2۔ درج ذیل میں سے کسی تین کے مکمل حقوق تحریر کیجئے: ۱۔ماں باپ ۲۔رشتہ دار ۳۔پڑوسی ۴۔ بیمار

3۔ رسولؐ کی حدیث کے حوالے سے راستے کے حقوق اور یتیموں کے حقوق تحریر کیجئے۔

VI. دئے گئے انگریزی جملوں کا اردو میں ترجمہ کیجئے۔

1. Man Proposes God disposes.
2. East or West home is the best.
3. Covet all lose all.
4. No Pains, No gains.
5. Familiarity breeds Contempt.

VII. دئے گئے ضرب الامثال کے معنی لکھئے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجئے۔

1۔ آپ سے آئے تو آنے دو

2۔ دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر

3۔ گھر کی مرغی دال برابر

4۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی

5۔ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:48 AM

حصّہ غـــزل

اکائی 1

غزل

مرزا غالبؔ

شاعر کا تعارف



مرزا غالبؔ کا اصلی نام مرزا اسد اللہ خان تھا اور غالبؔ تخلص تھا۔ 'مرزا نوشہ' عرف اور 'نجم الدولہ دبیر الملک بہادر نظام' خطاب تھا۔ آپ کی پیدائش 27 نومبر 1797ء کو آگرہ میں ہوئی۔ غالبؔ بچپن ہی سے یتیم ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم آگرہ میں حاصل کی 1812ء میں شادی کے بعد غالبؔ نے اپنے آبائی وطن کو خیر آباد کہہ دیا اور دلّی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ غالبؔ کے اخلاق نہایت عمدہ تھے، حافظہ بہت قوی تھا، مروت و لحاظ آپ کی طبیعت میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ اکثر تنگ دست رہتے، لیکن کبھی خودداری اور وضع داری کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ان کے دوستوں کا حلقہ بہت وسیع تھا جس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل تھے۔ حسنِ بیان، ظرافت، حاضر جوابی، دادِ سخن کا انداز، یہ ساری خوبیاں غالبؔ کے اندر پائی جاتی تھیں۔ 15 فروری 1869ء کو غالبؔ کا انتقال دہلی میں ہوا اور بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے پہلو میں مرزا غالبؔ کو دفن کیا گیا۔

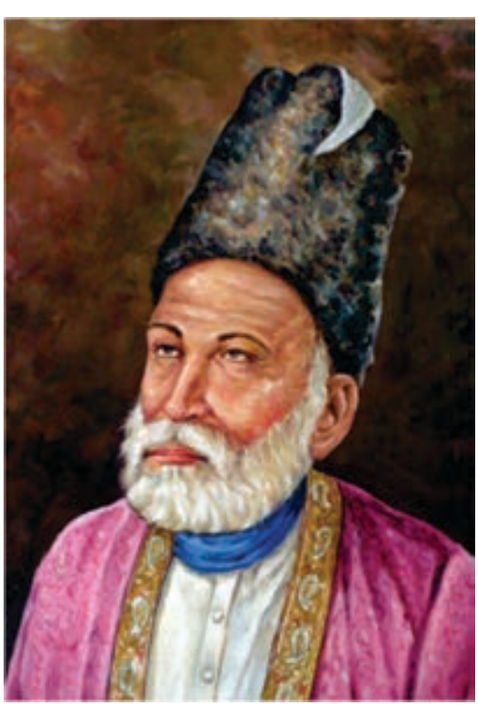

دلِ ناداں ! تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی ! یہ ماجرا کیا ہے

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدّعا کیا ہے

جب کہ تجھ بِن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:49 AM

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

I. الفاظ معنی

مشتاق = خواہش مند
مدعا = مطلب، مقصد
نثار کرنا = قربان کرنا
ماجرا = واقعہ، معاملہ، احوالِ زمانہ
ہنگامہ = بھیڑ

II۔ مختصر سوالات:



1۔ مرزا غالبؔ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2۔ غالبؔ کی چند خوبیوں کا ذکر کیجئے؟
3۔ شاعر یہ کیوں کہتا ہے کہ اس کا معشوق بیزار ہے؟
4۔ ''کاش پوچھو کہ مُدّعا کیا ہے'' اس مصرعے کی تشریح کیجئے؟
5۔ شاعر کس سے وفا کی امید رکھتا ہے؟
6۔ شاعر کس پر اپنی جان نثار کرنا چاہتا ہے؟
7۔ شاعر آخری شعر میں اپنے محبوب سے کیا کہنا چاہتا ہے؟



ڈھونڈئے اور تلاش کیجئے

اُردو چینل ڈاٹ اِن پر موجود مرزا غالبؔ سے متعلق لکھی گئی کتابیں :

1۔ تفسیرِ غالبؔ (دیوانِ غالب کی شرح) - ڈاکٹر گیان چند جین
http://www.urduchannel.in/tafseer-e-ghalib-prof-gyanchand-jain/
2۔ غالب اور اقبال کے فکری روابط - نبیلہ سجاد بخاری
http://www.urduchannel.in/ghalib-aur-iqbal-nabila-sajjad-bukhari /
3۔ شرح دیوانِ غالب - مولانا حسرت موہانی
http://www.urduchannel.in/sharh-e-diwan-e-ghalib-hasrat-mohani/
4۔ محاسنِ غالب - عبدالرحمٰن بجنوری
http://www.urduchannel.in/mahasin-e-ghalib-abdurrahman-bijnori/

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:49 AM

سرسری مطالعہ

اکائی 1

جج اکبر

منشی پریم چند



منشی صابر حسین کی آمدنی کم تھی اور خرچ زیادہ۔ اپنے بچہ کے لئے دایہ رکھنا گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ایک تو بچہ کی صحت کی فکر اور دوسرے اپنے برابر والوں سے بیٹے بن کر رہنے کی ذلت اس خرچ کو برداشت کرنے پر مجبور کرتی تھی۔ بچہ دایہ کو بہت چاہتا تھا۔ ہر دم اس کے گلے کا ہار بنا رہتا۔ اس وجہ سے دایہ اور بھی ضروری معلوم ہوتی تھی مگر شاید سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ وہ مروت کے باعث دایہ کو جواب دینے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ بڑھیا اُن کے یہاں تین سال سے نوکر تھی۔ اس نے ان کے اکلوتے بچے کی پرورش کی تھی۔ اپنا کام دل و جان سے کرتی تھی۔ اسے نکالنے کا کوئی حیلہ نہ تھا اور خواہ مخواہ کیچڑ نکالنا صابر جیسے حلیم شخص کے لئے غیر ممکن تھا۔ مگر شاکرہ اس معاملہ میں اپنے شوہر سے متفق نہ تھی۔ اسے شک تھا کہ دایہ ہم کو لوٹے لیتی ہے۔ جب دایہ بازار سے لوٹتی تو وہ دہلیز میں چھپی رہتی کہ دیکھوں آٹا چھپا کر تو نہیں رکھ دیتی۔ لکڑی تو نہیں چھپا دیتی۔ اس کی لائی ہوئی چیز کو گھنٹوں دیکھتی، پچھتائی، بار بار پوچھتی اتنا ہی کیوں؟ کیا بھاؤ ہے؟ کیا اتنا مہنگا ہو گیا؟ دایہ کبھی تو ان بدگمانیوں کا جواب ملائمت سے دیتی لیکن جب بیگم زیادہ تیز ہو جاتیں، تو وہ بھی کڑی پڑ جاتی تھی۔ قسمیں کھاتی، صفائی کی شہادتیں پیش کرتی۔ تردید اور حجت میں گھنٹوں لگ جاتے۔ قریب قریب روزانہ یہی کیفیت رہتی تھی اور روز یہ ڈراما دایہ کی خفیف سی اشک ریزی کے بعد ختم ہو جاتا تھا۔ دایہ کا اتنی سختیاں جھیل کر پڑے رہنا شاکرہ کے شکوک کی آب ریزی کرتا تھا۔ اسے کبھی یقین نہ آتا تھا کہ یہ بڑھیا محض بچے کی محبت سے پڑی ہوئی ہے۔ وہ دایہ کو ایسے لطیف جذبہ کا اہل نہیں سمجھتی تھی۔

اتفاق سے ایک روز دایہ کو بازار سے لوٹنے میں ذرا دیر ہو گئی۔ وہاں دو کنجڑنوں میں بڑے جوش و خروش سے مناظرہ تھا۔ ان کا مصور طرز ادا، ان کا اشتعال انگیز استدلال، ان کی مشکل تضحیک، ان کی روشن شہادتیں اور منور روایتیں، ان کی تعریض اور تردید سب بے مثال تھیں۔ زہر کے دو دریا تھے یا دو شعلے جو دونوں طرف سے اُمڈ کر باہم گتھ گئے تھے۔ کیا روانی زبان تھی۔ گویا کوزے میں دریا بھرا ہوا۔ ان کا جوش اظہار ایک دوسرے کے بیانات کو سننے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ ان کے الفاظ کی ایسی رنگینی، تخیل کی ایسی نوعیت، اسلوب کی ایسی جدت، مضامین کی ایسی آمد، تشبیہات کی ایسی موزونیت اور فکر کی ایسی پرواز پر ایسا کون سا شاعر ہے جو رشک نہ کرتا۔ صفت یہ تھی کہ اس مباحثہ میں تلخی یا دلازاری کا شائبہ بھی تھا۔ دونوں بلبلیں اپنے اپنے ترانوں میں محو تھیں۔ ان کی متانت، ان کا ضبط، ان کا اطمینانِ قلب حیرت، ان کے ظرفِ دل میں اس سے کہیں زیادہ کہنے کی اور بدرجہا زیادہ سننے کی گنجائش معلوم ہوتی تھی۔ یہ خالص دماغی و ذہنی مناظرہ تھا۔ اپنے اپنے کمالات کے اظہار کے لئے ایک خالص زور آزمائی کے لئے، اپنے اپنے کرتب اور فن کے جوہر دکھانے کے لئے۔

تماشائیوں کا ہجوم تھا۔ وہ مبتذل کنایات و اشارے جن پر بے شرمی کو شرم آتی۔ وہ کلمات جن سے عفونت بھی دور بھاگتی۔ ہزاروں رنگین مزاجوں کے لئے محض باعثِ تفریح تھے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:50 AM

دایہ بھی کھڑی ہوگئی کہ دیکھوں کیا ماجرا ہے۔ پر تماشا اتنا دلاویز تھا کہ اُسے وقت کا مطلق احساس نہ ہوا۔ یکا یک نو بجے کی آواز کان میں آئی تو سحر ٹوٹا۔ وہ لپکی ہوئی گھر کی طرف چلی۔

شاکرہ بھری بیٹھی تھی۔ دایہ کو دیکھتے ہی تیور بدل کر بولی ''کیا بازار میں کھوگئی تھیں؟ دایہ نے والہانہ انداز سے سر جھکالیا اور بولی ''بیوی! ایک جان پہچان کی ماما سے ملاقات ہوگئی اور باتیں کرنے لگی''۔

شاکرہ جواب سے اور بھی برہم ہوئی۔ یہاں دفتر جانے کو دیر ہورہی ہے تمہیں سیر سپاٹے کی سوجھی ہے۔ مگر دایہ نے اس وقت دبنے میں خیریت سمجھی۔ بچہ کو گود میں لینے چلی۔ پر شاکرہ نے جھڑک کر کہا: ''رہنے دو، تمہارے بغیر بے حال نہیں ہوا جاتا۔''

دایہ نے اس حکم کی تعمیل ضروری نہ سمجھی۔ بیگم صاحبہ کا غصہ فرو کرنے کی اس سے زیادہ کوئی تدبیر ذہن میں نہ آئی۔ اس نے نصیر کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلائے لڑکھڑاتا ہوا اس کی طرف چلا۔ دایہ نے اسے گود میں اٹھالیا۔ اور دروازہ کی طرف چلی۔ لیکن شاکرہ باز کی طرح جھپٹی اور نصیر کو اس کی گود سے چھین کر بولی! تمہارا یہ مکر بہت دنوں سے دیکھ رہی ہوں، یہ تماشے کسی اور کو دکھایئے، یہاں طبیعت سیر ہوگئی۔

دایہ نصیر پر جان دیتی تھی اور سمجھتی تھی کہ شاکرہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ اس کی سمجھ میں شاکرہ اور اس کے درمیان یہ ایسا مضبوط تعلق تھا جسے معمولی تُرشیاں کمزور نہ کرسکتی تھیں۔ اسی وجہ سے باوجود شاکرہ کی سخت زبانیوں کے اسے یقین نہ آتا تھا کہ وہ واقعی مجھے نکالنے پر آمادہ ہے۔ پر شاکرہ نے یہ بات کچھ بے رخی سے کیں اور بالخصوص نصیر کو اس بے دردی سے چھین لیا کہ دایہ سے ضبط نہ ہوسکا۔

بولی: بیوی مجھ سے کوئی ایسی بڑی خطا تو نہیں ہوئی۔ بہت ہوگا تو پاؤ گھنٹہ کی دیر ہوئی ہوگی۔ اس پر اتنا بھڑک رہی ہیں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتیں کہ دوسرا دروازہ دیکھو۔ اللہ نے پیدا کیا ہے تو رزق بھی دے گا۔ مزدوری کا کال تھوڑا ہی ہے۔

شاکرہ! تو یہاں تمہاری کون پروا کرتا ہے۔ تمہاری جیسی مائیں گلی گلی ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہیں۔

دایہ: ہاں خدا آپ کو سلامت رکھے۔ مائیں دائیاں بہت ملیں گی۔ جو کچھ خطا ہوئی ہو، معاف کیجئے گا، میں جاتی ہوں۔

شاکرہ: جا کر مردانے میں اپنی تنخواہ کا حساب کرلو۔

دایہ: میری طرف سے نصیر میاں کو اس کی مٹھائیاں منگوا دیجئے گا۔

اتنے میں صابر حسین بھی باہر سے آگئے۔ پوچھا کیا ہے؟

دایہ: ''کچھ نہیں۔ بیوی نے جواب دے دیا ہے۔ گھر جاتی ہوں''

صابر حسین خانگی تر ددات سے یوں بچتے تھے۔ جیسے کوئی برہنہ پا کانٹوں سے بچے۔ انھیں سارے دن ایک ہی جگہ کھڑے رہنا منظور تھا۔ پر کانٹوں میں پیر رکھنے کی جرأت نہ تھی۔ چیں بہ جبیں ہوکر بولے بات کیا ہوئی؟''

شاکرہ: کچھ نہیں، اپنی طبیعت۔ نہیں جی چاہتا نہیں رکھتے۔ کسی کے ہاتھوں بک تو نہیں گئے۔

صابر: تمہیں بیٹھے بٹھائے ایک نہ ایک کھچڑ سوجھتی رہتی ہے۔

شاکرہ؛ ہاں مجھے تو اس بات کا جنون ہے۔ کیا کروں خصلت ہی ایسی ہے تمہیں یہ بہت پیاری ہے۔ تو لے جا کر گلے باندھو! میرے یہاں ضرورت نہیں ہے۔

دایہ گھر سے نکلی تو اس کی آنکھیں لبریز تھیں۔ دل نصیر کے لئے تڑپ رہا تھا کہ ایک بار بچے کو گود میں لے کر پیار کرلوں۔ پر یہ حسرت لیے اسے گھر سے نکلنا پڑا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:51 AM

نصیر دایہ کے پیچھے پیچھے دروازے تک آیا۔لیکن جب دایہ نے دروازہ باہر سے بند کر دیا تو مچل کر زمین پر لیٹ گیا۔اور انّا انّا کہہ کر رونے لگا۔ شاکرہ نے چمکارا۔ پیار کیا، گود میں لینے کی کوشش کی، مٹھائی کا لالچ دیا، میلہ دکھانے کا وعدہ کیا، اس سے کام نہ چلا تو بندر اور سپاہی اور لولو اور ہوّا کی دھمکی دی مگر نصیر پر مطلق اثر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ شاکرہ کو غصہ آ گیا۔اس نے بچے کو وہیں چھوڑ دیا اور آ کر گھر کے دھندوں میں مصروف ہوگئی۔نصیر کا منہ اور گال لال ہو گئے۔آنکھیں سُوج گئیں۔آخر وہ وہیں زمین پر سسکتے سسکتے سو گیا۔

شاکرہ نے سمجھا تھا تھوڑی دیر میں بچہ رو دھو کر چپ ہو جائے گا۔ پر نصیر نے جاگتے ہی پھر انا کی رٹ لگائی۔تین بجے صابر حسین دفتر سے آئے اور بچے کی یہ حالت دیکھی تو بیوی کی طرف قہر کی نگاہوں سے دیکھ کر اسے گود میں اٹھا لیا اور بہلانے لگے۔آخر نصیر کو جب یقین ہو گیا کہ دایہ مٹھائی لینے گئی ہے تو اسے تسکین ہوئی۔مگر شام ہوتے ہی اس نے پھر چیخنا شروع کیا۔انّا مٹھائی لائی؟

اس طرح دو تین دن گزر گئے۔نصیر کو انّا کی رٹ لگانے اور رونے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔وہ بے ضرر کتا جو ایک لمحہ کے لئے اس کی گود سے جُدا نہ ہوتا تھا۔وہ بے زبان بلّی جسے طاق پر بیٹھے دیکھ کر وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔وہ طائر بے پرواز جس پر وہ جان دیتا تھا۔سب اس کی نظروں سے گر گئے۔ وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا۔انّا جیسی جیتی جاگتی پیار کرنے والی، گود میں لے کر گھمانے والی، تھپک تھپک کر سلانے والی، گا گا کر خوش کرنے والی چیز کی جگہ ان بے جان، بے زبان چیزوں سے پُر نہ ہو سکتی تھی۔وہ اکثر سوتے سوتے چونک پڑتا۔اور انّا انّا پکار کر رونے لگتا۔کبھی دروازہ پر جاتا اور انّا انّا پکار کر ہاتھوں سے اشارہ کرتا۔گویا اسے بلا رہا ہے۔ انّا کی خالی کوٹھڑی میں جا کر گھنٹوں بیٹھا رہتا اُسے امید ہوتی تھی کہ انّا یہاں آتی ہوگی۔اس کوٹھڑی کا دروازہ بند پاتا تو جا کر کواڑ کھٹکھٹاتا کہ شاید انّا کہیں چھپی بیٹھی ہو۔صدر دروازہ کھلتے سنتا تو انّا انّا کہہ کر دوڑتا۔سمجھتا کہ انّا آ گئی۔اس کا گدرایا ہوا بدن گھل گیا۔گلاب کے سے رُخسار سوکھ گئے۔ماں اور باپ دونوں اس کی موہنی ہنسی کے لئے ترس ترس کر رہ جاتے۔اگر بہت گدگدانے اور چھیڑنے سے ہنستا بھی تو ایسا معلوم ہوتا دل سے نہیں محض دل رکھنے کے لئے ہنس رہا ہے۔اسے اب دودھ سے رغبت تھی نہ مصری سے۔نہ میوہ سے نہ میٹھے بسکٹ سے۔نہ تازی امرتیوں سے، ان میں مزہ تھا۔جب انّا اپنے ہاتھوں سے کھلاتی تھی۔اب ان میں مزہ نہ تھا۔دو سال کا ہونہار لہلہاتا ہوا شاداب پورا مرجھا کر رہ گیا تھا۔شاکرہ بچہ کی یہ حالت دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر کُڑھتی اور اپنی حماقت پر پچھتاتی۔صابر حسین جو فطرتاً خلوت پسند آدمی تھے، اب نصیر کو گود سے جدا نہ کرتے تھے۔اسے روز ہوا کھلانے جاتے، نت نئے کھلونے لاتے۔ پر مُرجھایا ہوا پودا کسی طرح نہ پنپتا تھا۔دایہ اس کی دنیا کا آفتاب تھی۔اس قدرتی حرارت اور روشنی سے محروم ہو کر سبزی کی بہار کیوں کر دکھاتا؟ دایہ کے بغیر اسے چاروں طرف اندھیرا سناٹا نظر آتا تھا۔دوسری انّا تیسرے ہی دن رکھ لی تھی۔پر نصیر اس کی صورت دیکھتے ہی منہ چھپا لیتا تھا۔گویا وہ کوئی دیونی یا بھتنی ہے۔

عالم وجود میں دایہ کو نہ دیکھ کر نصیر اب زیادہ تر عالم خیال میں رہتا۔وہاں اس کی اپنی انّا چلتی پھرتی نظر آتی تھی۔اس کی وہی گود تھی۔ وہی محبت، وہی پیاری باتیں، وہی پیارے پیارے گیت، وہی مزے دار مٹھائیاں، وہی سہانا سنسار، وہی دل کش لیل ونہار۔اکیلے بیٹھے انّا سے باتیں کرتا۔انّا کتا بھونکے، انا گائے دودھ دیتی، انا اُجلا اُجلا گھوڑا دوڑتا، سویرا ہوتے ہی لوٹا لیکر دایہ کی کوٹھڑی میں جاتا، اور کہتا ''انا پانی پی'' دودھ کا گلاس لیکر اس کی کوٹھڑی میں رکھ آتا۔اور کہتا: ''انا دودھ پلا'' اپنی چارپائی پر تکیہ رکھ کر چادر سے ڈھانک دیتا۔اور کہتا ''انا سوتی''۔شاکرہ کھانے بیٹھتی تو رکابیاں اُٹھا اٹھا انا کی کوٹھڑی میں لے جاتا اور کہتا! انا کھانا کھائے گی'' انا اس کے لئے اب ایک آسمانی وجود تھی جس کی واپسی کی اُسے مطلق اُمید نہ تھی۔وہ محض گذشتہ خوشیوں کی دل کش یادگار تھی۔جس کی یاد ہی اس کا سب کچھ تھی۔نصیر کے انداز میں رفتہ رفتہ طفلانہ شوخی اور بے تابی کی جگہ ایک حسرت ناک توکل، ایک مایوسانہ خوشی نظر آنے لگی۔اس طرح تین ہفتے گزر گئے۔برسات کا موسم تھا۔کبھی شدت کی گرمی، کبھی ہوا کے ٹھنڈے جھونکے، بخار اور زکام کا زور تھا۔نصیر کی نزاکت ان موسمی تغیرات کو برداشت نہ کر سکی۔شاکرہ، احتیاطاً اسے فلالین کا کرتا پہنائے رکھتی۔اسے پانی کے قریب نہ جانے دیتی پاؤں ایک قدم نہ چلنے دیتی۔مگر رطوبت کا اثر ہو ہی گیا۔کھانسی اور بخار میں مبتلا ہو گیا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:52 AM

صبح کا وقت تھا۔نصیر چارپائی پر آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ڈاکٹروں کا علاج بے سود ہو رہا تھا۔شاکرہ چارپائی پر بیٹھی اس کے سینہ پر تیل کی مالش کر رہی تھی۔اور صابر حسین صورت غم بنے ہوئے بچہ کو پُر دردنگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔اس طرف وہ شاکرہ سے بہت کم بولتے تھے۔انھیں اس سے ایک نفرت سی ہوتی تھی۔ وہ نصیر کی اس بیماری کا سارا الزام اسی کے سر رکھتے تھے۔وہ ان کی نگاہوں میں نہایت کم ظرف سفلہ مزاج بے حس عورت تھی۔

شاکرہ نے ڈرتے ڈرتے کہا:''آج بڑے حکیم صاحب کو بلا لیتے۔شاید انھیں کی دوا سے فائدہ ہو''۔صابر حسین نے کالی گھٹاؤں کی طرف دیکھ کر ترشی سے جواب دیا ''بڑے حکیم نہیں۔لقمان بھی آئیں تو اُسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔''

شاکرہ : ''تو کیا اب کسی کی دوا ہی نہ ہوگی؟''

صابر : بس اس کی ایک ہی دوا ہے اور وہ نایاب ہے۔

شاکرہ : تمہیں تو وہی دھن سوار ہے۔کیا عباسی امرت پلا دے گی؟

صابر : ہاں وہ تمہارے لئے چاہے زہر ہو،لیکن بچے کے لئے امرت ہی ہوگی۔

شاکرہ : میں نہیں سمجھتی کہ اللہ کی مرضی میں اسے اتنا دخل ہے۔

صابر : اگر نہیں سمجھتی ہو اور اب تک نہیں سمجھا تو روؤ گی۔بچے سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

شاکرہ : چپ بھی رہو۔کیسا شگون زبان سے نکالتے ہو۔اگر ایسی جلی کٹی سنانی ہیں تو یہاں سے چلے جاؤ۔

صابر: ہاں تو میں جاتا ہوں۔مگر یاد رکھو یہ خون تمہاری گردن پر ہوگا۔اگر لڑکے کو پھر تندرست دیکھنا چاہتی ہو تو اس عباسی کے پاس جاؤ۔اس کی منت کرو۔التجا کرو،تمہارے بچے کی جان اسی کے رحم پر منحصر ہے۔

شاکرہ نے کچھ جواب نہ دیا۔اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

صابر حسین نے پوچھا: کیا مرضی ہے۔جاؤں اسے تلاش کروں؟

شاکرہ: تم کیوں جاؤ گے۔میں خود چلی جاؤں گی۔

صابر:نہیں۔معاف کرو۔مجھے تمہارے اوپر اعتبار نہیں ہے۔نہ جانے تمہارے منہ سے کیا نکل جائے کہ وہ آتی بھی ہو تو نہ آئے۔

شاکرہ نے شوہر کی طرف نگاہِ ملامت سے دیکھ کر کہا: ہاں اور کیا؟ مجھے اپنے بچے کی بیماری کا قلق تھوڑے ہی ہے۔میں نے شرم کے مارے تم سے کہا نہیں لیکن میرے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہوا ہے۔اگر مجھے دایہ کے مکان کا پتہ معلوم ہوتا تو میں اسے کب کی منا لائی ہوتی۔وہ مجھ سے کتنی ہی ناراض ہو۔لیکن نصیر سے اُسے محبت تھی۔میں آج ہی اس کے پاس جاؤں گی۔اس کے قدموں کو آنسوؤں سے تر کردوں گی اور وہ جس طرح راضی ہوگی اسے راضی کروں گی۔

شاکرہ نے بہت ضبط کر کے یہ باتیں کہیں۔مگر امڈے ہوئے آنسو اب نہ رُک سکے۔صابر حسین نے بیوی کی طرف ہمدردانہ نگاہ سے دیکھا اور نادم ہو کر بولے!میں تمہارا جانا مناسب نہیں سمجھتا۔میں خود ہی جاتا ہوں۔

عباسی دنیا میں اکیلی تھی۔کسی زمانے میں اس کا خاندان گلاب کا سرسبز شاداب درخت تھا۔مگر رفتہ رفتہ خزاں نے سب پتیاں گرادیں۔بادحوادث نے درخت کو پامال کر دیا۔اور اب یہی ایک سوکھی ٹہنی ہرے بھرے درخت کی یادگار باقی تھی۔

مگر نصیر کو پا کر اس کی سوکھی ٹہنی میں جان سی پڑ گئی تھی۔اس میں ہری ہری پتیاں نکل آئی تھیں۔وہ زندگی جواب تک خشک اور پامال تھی اس میں پھر رنگ وبُو کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔اندھیرے بیابان میں بھٹکے ہوئے مسافر کو شمع کی جھلک نظر آنے لگی تھی۔اب اس کا جوئے حیات سنگ ریزوں سے نہ ٹکراتا تھا،وہ اب ایک گلزار کی آبیاری کرتا تھا۔اب اس کی زندگی مہمل نہیں تھی۔اس میں معنی پیدا ہو گئے تھے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:53 AM

عباسی نصیر کی بھولی باتوں پر نثار ہوگئی۔ مگر وہ اپنی محبت کو شاکرہ سے چھپاتی تھی۔ اس لئے کہ ماں کے دل میں رشک نہ ہو۔ وہ نصیر کے لئے ماں سے چھپ کر مٹھائیاں لاتی اور اُسے کھلا کر خوش ہوتی۔ وہ دن میں دو دو تین تین بار اُسے ابٹن مَلتی کہ بچہ خوب پروان چڑھے۔ وہ اسے دوسروں کے سامنے کوئی چیز نہ کھلاتی کہ بچے کو نظر نہ لگ جائے۔ ہمیشہ دوسروں سے بچے کی کم خوری کا رونا رویا کرتی۔ اسے نظر بد سے بچانے کے لئے تعویز اور گنڈے لاتی رہتی۔ یہ اس کی خالص مادرانہ محبت تھی جس میں اپنی روحانی احتظاظ (لذت) کے سوا اور کوئی غرض نہ تھی۔

اس گھر سے نکل کر آج عباسی کی وہ حالت ہوگئی۔ جو تھیٹر میں یکا یک بجلیوں کے گل ہو جانے سے ہوتی ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہی صورت ناچ رہی تھی۔ کانوں میں وہی پیاری پیاری باتیں گونج رہی تھیں۔ اسے اپنا گھر پھاڑے کھاتا تھا۔ اس کال کوٹھڑی میں دم گھٹا جاتا تھا۔

رات جوں توں کر کے کٹی۔ صبح کو وہ مکان میں جھاڑو دے رہی تھی۔ یکا یک تازے حلوے کی صدا سن کر بے اختیار باہر نکل آئی۔ معاً یاد آ گیا۔ آج حلوہ کون کھائے گا؟ آج گود میں بیٹھ کر کون چہکے گا؟ وہ نغمہ مسرت سننے کے لئے جو حلوا کھاتے وقت نصیر کی آنکھوں سے، ہونٹوں سے اور جسم کے ایک ایک عضو سے برستا تھا۔ عباسی کی روح تڑپ اٹھی۔ وہ بے قراری کے عالم میں گھر سے نکلی کہ چلوں نصیر کو دیکھ آؤں۔ پر آدھے راستہ سے لوٹ گئی۔

نصیر عباسی کے دھیان سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں اترتا تھا۔ وہ سوتے سوتے چونک پڑتی۔ معلوم ہوتا، نصیر ڈنڈے کا گھوڑا دبائے چلا آتا ہے۔ پڑوسنوں کے پاس جاتی تو نصیر ہی کا چرچا کرتی۔ اس کے گھر کوئی آتا تو نصیر ہی کا ذکر کرتی۔ نصیر اس کے دل اور جان میں بسا ہوا تھا۔ شاکرہ کی بے رخی اور بدسلوکی کے ملال کے لئے اس میں جگہ نہ تھی۔

وہ روز ارادہ کرتی کہ آج نصیر کو دیکھنے جاؤں گی۔ اس کے لئے بازار سے کھلونے اور مٹھائیاں لاتی۔ گھر سے چلتی لیکن کبھی آدھے راستہ سے لوٹ آتی۔ کبھی دو چار قدم سے آگے نہ بڑھا جاتا۔ کون منہ لے کر جاؤں؟ جو محبت کو فریب سمجھتا ہو، اُسے کون منہ دکھاؤں۔ کبھی سوچتی کہیں نصیر مجھے نہ پہچانے تو بچوں کی محبت کا اعتبار؟ نئی دایہ سے پرچ گیا ہو؟ یہ خیال اس کے پیروں پر زنجیر کا کام کر جاتا تھا۔

اس طرح دو ہفتے گزر گئے۔ عباسی کا دل ہر دم اچاٹ رہتا۔ جیسے اُسے کوئی لمبا سفر درپیش ہو۔ گھر کی چیزیں جہاں کی تہاں پڑی رہتیں۔ نہ کھانے کی فکر نہ کپڑے کی۔ بدنی ضروریات بھی خلاء دل کو پُر کرنے میں لگی ہوئی تھیں۔ اتفاق سے اسی اثنا میں حج کے دن آ گئے۔ محلّہ میں کچھ لوگ حج کی تیاریاں کرنے لگے۔ عباسی کی حالت اس وقت پالتو چڑیا کی سی تھی۔ جو قفس سے نکل کر پھر کسی گوشہ کی تلاش میں ہو۔ اُسے اپنے تئیں بُھلا دینے کا یہ ایک بہانہ مل گیا۔ آمادہ سفر ہوگئی۔

آسمان پر کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور ہلکی ہلکی پھواریں پڑ رہی تھیں۔ دہلی اسٹیشن پر زائرین کا ہجوم تھا۔ کچھ گاڑیوں میں بیٹھے تھے۔ کچھ اپنے گھر والوں سے رخصت ہو رہے تھے۔ چاروں طرف ایک کہرام سا مچا ہوا تھا۔ دنیا اس وقت بھی جانے والوں کے دامن پکڑے ہوئے تھی۔ کوئی بیوی سے تاکید کر رہا تھا۔ دھان کٹ جائے تو تالاب والے کھیت میں مٹر بو دینا اور باغ کے پاس گیہوں، کوئی اپنے جوان لڑکے کو سمجھا رہا تھا۔ اسامیوں پر بقایا لگان کی نالش کرنے میں دیر نہ کرنا اور دو روپیہ سینکڑہ سود ضرور مجرا کر لینا۔ ایک بوڑھے تاجر صاحب اپنے منیم سے کہہ رہے تھے: مال آنے میں دیر ہو تو خود چلے جائیے گا۔ اور چلتو مال لیجئے گا ورنہ روپیہ پھنس جائے گا۔ مگر خال خال ایسی صورتیں بھی نظر آتی تھیں جن پر مذہبی ارادت کا جلوہ تھا۔ وہ یا تو خاموش آسمان کی طرف تاکتی تھیں یا محوِ تسبیح خوانی تھیں۔ عباسی بھی ایک گاڑی میں بیٹھی سوچ رہی تھی۔ ان بھلے آدمیوں کو اب بھی دنیا کی فکر نہیں چھوڑتی۔ وہی خرید و فروخت لین دین کے چرچے، نصیر اس وقت یہاں ہوتا تو بہت روتا۔ میری گود سے کسی طرح نہ اُترتا، لوٹ کر ضرور اسے دیکھنے جاؤں گی۔ یا اللہ! کسی طرح گاڑی چلے۔ گرمی کے مارے کلیجہ بُھنا جاتا ہے۔ اتنی گھٹا امڈی ہوئی ہے۔ برسنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ معلوم نہیں، یہ ریل والے کیوں دیر کر رہے ہیں؟ جھوٹ موٹ اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ چٹ پٹ گاڑی کھول دیں۔ مسافروں کی جان میں جان آئے۔ یکا یک اس نے صابر حسین کو

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:53 AM

بائیسکل لئے پلیٹ فارم پر آتے دیکھا۔ان کا چہرہ اترا ہوا تھا اور کپڑے تر تھے۔وہ گاڑیوں میں جھانکنے لگے۔عباسی محض یہ دکھانے کے لئے کہ میں بھی حج کرنے جارہی ہوں، گاڑی سے باہر نکل آئی۔صابر حسین اُسے دیکھتے ہی لپک کر قریب آئے۔اور بولے ''کیوں عباسی! تم بھی حج کو چلیں''؟

عباسی نے فخریہ انکساری سے کہا ''ہاں! یہاں کیا کروں؟ زندگی کا کوئی ٹھکانا نہیں۔معلوم نہیں کب آنکھیں بند ہو جائیں۔خدا کے یہاں منہ دکھانے کے لئے بھی کوئی سامان چاہئے۔؟نصیر میاں تو اچھی طرح ہیں؟''

صابر: اب تو تم جارہی ہو۔نصیر کا حال پوچھ کر کیا کروگی؟اس کے لئے دعا کرتی رہنا۔

عباسی کا سینہ دھڑکنے لگا۔گھبرا کر بولی ''کیا دشمنوں کی طبیعت اچھی نہیں ہے''؟۔

صابر: اس کی طبیعت تو اسی دن سے خراب ہے جس دن تم وہاں سے نکلیں۔کوئی دو ہفتہ تک تو شب و روز انّا انّا کی رٹ لگاتا رہا۔اور اب ایک ہفتہ سے کھانسی اور بخار میں مبتلا ہے۔ساری دوائیں کر کے ہار گیا۔کوئی نفع ہی نہیں ہوتا۔میں نے ارادہ کیا تھا۔چل کر تمہاری منت سماجت کر کے لے چلوں۔کیا جانے تمہیں دیکھ کر اس کی طبیعت کچھ سنبھل جائے۔لیکن تمہارے گھر پر آیا تو معلوم ہوا کہ تم حج کرنے جارہی ہو۔اب کس منہ سے چلنے کو کہوں؟تمہارے ساتھ سلوک ہی کون سا اچھا کیا تھا کہ اتنی جرأت کر سکوں اور پھر کارِ ثواب میں رخنہ ڈالنے کا بھی خیال ہے۔جاؤ!اس کا خدا حافظ ہے۔حیات باقی ہے تو صحت ہو ہی جائے گی۔ورنہ مشیت ایزدی سے کیا چارہ؟''

عباسی کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔سامنے کی چیزیں تیرتی ہوئی معلوم ہوئیں۔دل پر ایک عجیب وحشت کا غلبہ ہوا۔دل سے دعا نکلی ''اللہ! میری جان کے صدقے، میرے نصیر کا بال بیکا نہ ہو۔'' رقت سے گلا بھر آیا۔میں کیسی سنگ دل ہوں۔پیارا بچہ رو رو کر ہلکان ہو گیا اور اُسے دیکھنے تک نہ گئی۔شاکرہ بدمزاج سہی۔بدزبان سہی، نصیر نے میرا کیا بگاڑا تھا؟ میں نے ماں کا بدلہ نصیر سے لیا۔یا خدا میرا گمشدہ اکلوتا پیارا بچہ نصیر میرے لئے ہُڑک رہا ہے (اس خیال سے عباسی کا کلیجہ مسوس اٹھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے) مجھے کیا معلوم تھا کہ اسے مجھ سے اتنی محبت ہے ورنہ شاکرہ کی جوتیاں کھاتیں اور گھر قدم نہ نکالتی۔آہ! معصوم بچارے کی کیا حالت ہے؟ انداز وحشت بولی ''دودھ تو پیتے ہیں نا؟''

صابر: تم دودھ پینے کو کہتی ہو۔اس نے دو دن سے آنکھیں تو کھولیں نہیں۔

عباسی: یا میرے اللہ! ارے او قلی قلی! بیٹا!! آ کے میرا اسباب گاڑی سے اتار دے۔اب مجھے حج وج کی نہیں سوجھتی۔ہاں بیٹا! جلدی کر۔میاں دیکھئے کوئی یکہ ہو تو ٹھیک کر لیجئے۔

یکہ روانہ ہوا۔سامنے سڑک پر کئی بھگیاں کھڑی تھیں۔گھوڑا آہستہ آہستہ چل رہا تھا، عباسی بار بار جھنجلاتی تھی اور یکہ بان سے کہتی تھی، بیٹا جلدی کر! میں تجھے کچھ زیادہ دے دوں گی۔راستے میں مسافروں کی بھیڑ دیکھ کر اُسے غصہ آتا تھا، اس کا جی چاہتا تھا گھوڑے کے پر لگ جاتے۔لیکن جب نصیر حسین کا مکان قریب آ گیا۔تو عباسی کا سینہ زور سے اُچھلنے لگا۔بار بار دل سے دعا نکلنے لگی خدا کرے سب خیر و عافیت ہو۔

یکہ صابر حسین کی گلی میں داخل ہوا۔دفعتاً عباسی کے کان میں کسی کے رونے کی آواز آئی۔اس کا کلیجہ منہ کو آ گیا۔سر تیورا گیا۔معلوم ہوا دریا میں ڈوبی جاتی ہوں جی چاہا یکہ سے کود پڑوں۔مگر ذرا دیر میں معلوم ہوا کہ عورت میکہ سے بدا ہو رہی ہے، تسکین ہوئی۔

آخر صابر حسین کا مکان آ پہنچا۔عباسی نے ڈرتے ڈرتے دروازے کی طرف تاکا۔جیسے کوئی گھر سے بھاگا ہوا یتیم لڑکا شام کو بھوکا پیاسا گھر آئے۔اور دروازے کی طرف سہمی ہوئی نگاہ سے دیکھے کہ کوئی بیٹھا تو نہیں ہے۔دروازہ پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔باورچی بیٹھا حقہ پی رہا تھا۔عباسی کو ذرا ڈھارس ہوئی۔گھر میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ نئی دایہ بیٹھی پولٹس پکا رہی ہے۔کلیجہ مضبوط ہوا۔شاکرہ کے کمرے میں گئی تو اس کا دل گرما کی دوپہری دھوپ کی طرح کانپ رہا تھا۔شاکرہ نصیر کو گود میں لئے دروازے کی طرف ٹکٹکی لگائے تاک رہی تھی۔غم اور یاس کی زندہ تصویر۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:54 AM

عباسی نے شاکرہ سے کچھ نہیں پوچھا۔نصیر کو اس کی گود سے لے لیا۔اور اس کے منہ کی طرف چشم نم سے دیکھ کر کہا بیٹا! نصیر آنکھیں کھولو۔

نصیر نے آنکھیں کھولیں۔ایک لمحہ تک دایہ کو خاموش دیکھتا رہا۔تب یکا یک دایہ کے گلے سے لپٹ گیا اور بولا انّا آئی۔انّا آئی۔

نصیر کا زرد مرجھایا ہوا چہرہ روشن ہو گیا۔جیسے بجھتے ہوئے چراغ میں تیل جائے۔ایسا معلوم ہوا گویا وہ کچھ بڑھ گیا ہے۔

ایک ہفتہ گزر گیا۔صبح کا وقت تھا۔نصیر آنگن میں کھیل رہا تھا۔صابر حسین نے آکر اسے گود میں اٹھا لیا اور پیار کر کے بولے ''تمہاری انّا کو مار کر بھگا دیں''۔

نصیر نے منہ بنا کر کہا نہیں روئے گی۔

عباسی بولی ''کیوں بیٹا'' مجھے تو تو نے کعبہ شریف نہ جانے دیا۔میرے حج کا ثواب کون دے گا؟

صابر حسین نے مسکرا کر کہا ''تمہیں اس سے کہیں زیادہ ثواب ہو گیا۔اس حج کا نام حج اکبر ہے''۔



I. مختصر سوالات:

1۔ منشی صابر حسین کی آمدنی کتنی تھی اور ان کا خرچ کیسا تھا؟

2۔ شاکرہ کو دایہ پر کس بات کا شک تھا؟

3۔ دایہ کو بازار سے لوٹنے میں کیوں دیر ہو گئی؟

4۔ شاکرہ نے دایہ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

5۔ نصیر کو دایا کی یاد کس طرح ستاتی تھی؟

6۔ نصیر کیوں رونے لگا اور شاکرہ نے اسے کس طرح تسلی دی؟

7۔ صابر حسین نے نصیر کی بیماری کا الزام کس پر دھرا تھا؟

8۔ صابر حسین نے شاکرہ کو کس بات کا مشورہ دیا؟ اور شاکرہ نے اس کے ردعمل کا کس طرح مظاہرہ کیا؟

9۔ عباسی کون تھیں؟ اور اس کا مختصر حال بیان کیجئے؟

10۔ صابر حسین عباسی سے کیوں ملنے گئے تھے؟ اور عباسی سے ان کی ملاقات کیوں کر ہوئی؟

11۔ نصیر کی حالت زار سن کر عباسی پر کیا گذری؟

12۔ عباسی نے حج کا سفر کیوں ترک کر دیا؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ منشی پریم چند کا افسانہ ''حج اکبر'' کا پس منظر واضح کرتے ہوئے اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

2۔ پریم چند نے اپنے افسانے کا نام حج اکبر کیوں رکھا؟ مفصل و مدلل لکھئے؟

ملعون ہے وہ شخص جس کا اعتماد اپنے جیسی مخلوق پر ہے۔	(حضرت محمدؐ)
بے اعتمادی سے کام کرنا اندھے کنویں میں گرنا ہے۔	(مہاتما گاندھی)
جسے خود پر اعتماد نہیں، اسے خدا پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔	(سوامی وویکانندا)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:55 AM

قواعد

اکائی 1

مستقل و غیر مستقل کلمے

قواعد میں لفظ کو کلمہ کہتے ہیں۔کلمہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں: 1۔ مستقل کلمے 1۔ غیر مستقل کلمے

1۔ مستقل کلمے:

مستقل کلمے اپنی ذات سے پورے معنی دیتے ہیں جیسے کتاب، مدرسہ، پڑھنا، سفید وغیرہ

2۔ غیر مستقل کلمے

غیر مستقل کلمے وہ ہیں جو اپنی ذات سے پورے معنی نہ دیتے ہوں۔جب وہ مستقل کلموں کے ساتھ آتے ہیں اور جملوں میں ان کا استعمال ہوتا ہے تبھی ان کے معنی واضح ہوتے ہیں جیسے میں، تو، تک، پر وغیرہ غیر مستقل کلمے ہیں۔انھیں جملے میں استعمال کیا جائے تو معنی دار بنتے ہیں۔جیسے حامد سلیم کو پکارا۔اس جملے میں حامد، سلیم اور پکارا مستقل کلمے ہیں۔''نے'' اور ''کو'' غیر مستقل کلمے ہیں۔

مستقل کلموں کی قسمیں:

۱۔ اسم ۲۔ضمیر ۳۔صفت ۴۔فعل ۵۔متعلق فعل

سوالات :

1۔ کلمے سے کیا مراد ہے؟

2۔ کلمے کی کتنی قسمیں ہیں اور وہ کیا ہیں؟.

3۔ مستقل کلمے کیا ہیں، مطلب لکھئے؟

4۔ غیر مستقل کلمے کی تعریف کیجئے؟

5۔ مستقل کلموں کی قسمیں لکھئے؟

6۔ حسبِ ذیل جملوں میں مستقل اور غیر مستقل کلموں کی نشاندہی کیجئے:

(الف) فردان نے کتاب خریدی۔

(ب) ادریس کو بخار ہے۔

(ج) میز پر ٹوپی ہے۔

(د) صراحی میں پانی ہے۔

7۔ مستقل اور غیر مستقل کلموں کی مدد سے کوئی پانچ جملے بنائیے؟

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:55 AM

اکائی

2

حصۂ نظم

نعت

جلال کڑپوی



''نعت'' عربی زبان کا لفظ ہے جس میں صرف اور صرف حضور ﷺ کی مدح وثناء کی جاتی ہے۔ نعت اور منقبت کے لغوی معنی تو کسی کی تعریف وتوصیف کے ہیں لیکن اصطلاحی معنی مختلف ہیں۔ اصطلاحاً نعت میں حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف ہی کی جانی چاہیئے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کی تعریف نعت کی صنف میں نہیں کی جاسکتی ہے۔ نعت گوئی کے لئے حُبِّ رسولؐ کے ساتھ نبوت کے اصل کمالات اور کارناموں، اسلام کی صحیح روح، عہد رسالت کے واقعات اور آیات واحادیث سے واقفیت لازمی ہے۔ اس کے بغیر صحیح نعت گوئی ممکن نہیں۔ نعتیہ اشعار ہر قسم کے شعری عیب جیسے تلفظ کی غلطی، غلط الفاظ کا استعمال، اشعار کا بے بحر ہونا وغیرہ سے پاک ہو۔ تشبیہات، استعارات وغیرہ کا مناسب استعمال ہو۔ رسولؐ کا اور آپؐ کے خصائل وخوبیوں کا ادب واحترام سے ذکر کیا جائے اور آپؐ کی شفاعت کا بھی ذکر کیا جائے۔

بقول شاعر: ؎ مجھے بلائیں گے وہ دربار خاص میں بھی ضرور
بروزِ حشر وہ فیضان لطفِ عام کے بعد

سیکھنے کے مقاصد

- نعت ومنقبت کے معنی کو سمجھنا اور معلومات حاصل کرنا۔
- نعت کے لفظی واصطلاحی معنی معلوم کرنا۔
- نعت کے ذریعہ پڑھنے والے کے اندر عقیدت ومحبتِ رسولؐ کے جذبہ کو اور زیادہ اُبھارنا۔
- نعت کے لئے جو شرائط ہیں اس کا علم حاصل کرنا۔
- نعت کے ذریعہ رسول اللہؐ کی پاکیزہ سیرت، اخلاق حسنہ اور زندگی کے حالات سے متعلق واقفیت حاصل کرنا۔

نعت کی تعریف:

نعت اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں شاعر رسولؐ کی تعریف وتوصیف، آپؐ کے اخلاق حسنہ اور آپؐ کی زندگی کے حالات کا تفصیل سے ذکر کرے۔ صوبہ تملناڈو کے نعت گو شعراء میں مولانا ابوالبیان حمّاد، مختار بدرؔی، علیم صبا نویدؔی، عتیق احمد جاذبؔ، یعقوب اسلمؔ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:56 AM

شاعر کا تعارف



پروفیسر جلالؔ کڑپوی 1919 میں آندھرا کے شہر کڑپہ میں پیدا ہوئے۔ مدراس یونیورسٹی سے آپ نے یم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ وانمباڑی کے مشہور و معروف اسلامیہ کالج میں بحیثیت استاذ اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ جلالؔ کڑپوی بنیادی طور پر استاد اور شاعر ہیں۔ جلالؔ کے کلام میں جو چیز سب سے زیادہ متاثر کن ہے، وہ ان کا جذبۂ ایمان و عقیدت ہے۔ جلالؔ نے نعت گوئی یا نعت نویسی کے تمام آداب کو مدّ نظر رکھا ہے۔ اسی لئے ان کا سارا کلام جذبۂ محبت و عقیدت سے بھرپور نظر آتا ہے۔ شاعری میں آپ نے آسیؔ ترپاتوری سے تلمذ حاصل کیا۔ آپ کی تصانیف میں ''آمنہ کا لال''، ''جلالؔ کے سو شعر''، ''اقبالؔ کا مردِ قلندر'' اور ''جمالِ جلالؔ'' شائع ہو چکے ہیں۔ 1976ء میں وظیفہ یاب ہوئے۔ 1989ء کو جلالؔ کڑپوی حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور وہیں پر دوران حج 7 جولائی 1989ء کو آپ کا انتقال ہو گیا اور وہیں جنت المعلی قبرستان واقع مکۃ المکرّمہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

عیاں تم ہو نہاں تم ہو یہاں تم ہو وہاں تم ہو
صفات کامل انسانیت کے ترجماں تم ہو

کبھی اقراء کی منزل پر کبھی اسریٰ کی منزل میں
کبھی فرش زمین پر ہو کبھی عرش آشیاں تم ہو

تمہارے قول کا ہر لفظ ہے سر چشمۂ حکمت
یقیناً واقف سر بستہ رازِ کن فکاں تم ہو

تمہاری ذات کا عرفان صفات حق کا عرفان ہے
خدا میں اور خدائی میں حجابِ درمیاں تم ہو

ہُوا ثابت یہ ہی بدر و اُحد کی فتح یابی سے
جدھر تم ہو اُدھر حق ہے ، جہاں حق ہے وہاں تم ہو

قیامت تک بھٹک سکتا نہیں وہ قافلہ ہرگز
قسم اللہ کی جس کے امیرِ کارواں تم ہو

بھنور کی نذر ہوتی جارہی ہے کشتیٔ مِلت
کہاں اے ناخدا اے کشتیٔ دیں اب کہاں تم ہو

یقین ہے ساقیٔ کوثرؐ کہیں گے حشر میں مجھ کو
چلے آؤ چلے آؤ ! جلالؔ مدح خواں تم ہو

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:56 AM

حاصل مطالعہ

نعت رسولؐ ایک صنف سخن ہی نہیں بلکہ راہِ سعادت بھی ہے۔ان اشعار میں شاعر جلالؔ کڑپوی نے آپؐ سے بے انتہا عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے۔آپؐ کی ذات اقدس اور آپؐ کے فضائل وشمائل کا نہایت ادب واحترام سے ذکر کیا ہے۔آپؐ کی حق گوئی، راست بازی جیسی صفات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

شاعر کہتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! آپ کی شخصیت کا ظاہر وباطن ایک کامل انسانیت کی سچی ترجمانی ہے۔آپؐ کا مقام ومرتبہ اس درجہ پر ہے کہ کبھی آپؐ ہمارے درمیان رہتے ہیں تو کبھی عرش الٰہی میں خدا سے ہم کلام رہتے ہیں۔آپؐ کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ حکمت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔اسلام کی دو عظیم جنگیں بدر واُحد اس کی زندہ مثالیں ہیں کہ جس قافلے کے امیر آپؐ ہوں، اس قافلے کی کامیابی یقینی ہے۔آج اسلام کو ایک عظیم قائد کی ضرورت ہے جو آپؐ کے نقش قدم پر چلتا ہوا ملّت اسلامیہ کو کامیابی کی طرف لے جائے۔اے اللہ کے نبی! یہ شاعر ہمیشہ آپؐ کی تعریف میں اشعار کہتا رہتا ہے۔شاعر کو آپؐ سے بے حد عقیدت ومحبت ہے۔اسی عقیدت ومحبت کے نتیجہ میں اس کو پوری امید ہے کہ آپؐ حوضِ کوثر پر بلا کر اپنے دستِ مبارک سے جامِ کوثر عنایت فرمائیں گے۔

I۔ الفاظ معنی

عیاں	=	ظاہر	نہاں	=	چھپا ہوا
صفات کامل	=	مکمل خوبیاں	ترجمان	=	ترجمانی کرنے والا
اقراء	=	تم پڑھو	اسریٰ	=	رات میں سفر کرنا
حِکمت	=	دانائی، عقلمندی	سربستہ	=	چھپا ہوا، پوشیدہ
کُن	=	ہوجا	حجاب	=	پردہ
فتح یاب	=	کامیاب	بھٹکنا	=	راہ بھولنا
امیر کارواں	=	قافلہ کا امیر	ساقی کوثر	=	یعنی رسول کریمؐ آبِ کوثر پلانے والے
حشر	=	میدان محشر، قیامت، روزِ حساب	مدح خواں	=	تعریف کرنے والا
آشیاں	=	گھونسلہ، نشیمن			

II۔ واحد جمع

صفت	+	صفات	منزل	+	منازل	قول	+	اقوال
حِکمت	+	حکمتیں، حِکَم	حجاب	+	حجابات	قافلہ	+	قافلے
امیر	+	امراء	کشتی	+	کشتیاں	مِلت	+	ملتیں/ملل

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:57 AM

III۔ اضداد

عیاں	×	نہاں	یہاں	×	وہاں
عرش	×	فرش	زمین	×	آسمان
واقف	×	ناواقف	حق	×	ناحق
فتح	×	شکست	مدح	×	ذم

IV۔ دیے گئے اشعار کی تشریح کیجیے:

1۔ کبھی اقراء کی منزل کبھی اسریٰ کی منزل میں
کبھی فرش زمین پر ہو کبھی عرش آشیاں تم ہو

2۔ تمہاری ذات کا عرفان صفات حق کا عرفان ہے
خدا میں اور خدائی میں حجاب درمیاں تم ہو

V۔ جوڑ ملایئے:

جلال کڑپوی	–	زمین
اقرأ	–	میدان کے نام
فرش	–	نعت کے شاعر
بدر واُحد	–	تعریف
مدح	–	پڑھو

VI۔ شعر مکمل کیجیے:

1۔ عیاں تم ہو.....تم ہو.....تم ہو.....تم ہو
صفات کامل.....کے.....تم .....

2۔ تمہاری ذات کا.....صفات.....کا عرفان ہے
خدا میں اور.....میں، حجاب درمیاں.....ہو

رُباعی

ہاں پاک نگاہوں سے تجھے دیکھا تھا
نم ناک نگاہوں سے تجھے دیکھا تھا
وہ دل تھا جس نے مجھ کو غافل پا کے
بے باک نگاہوں سے تجھے دیکھا تھا

فراق گورکھ پوری

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:57 AM

VII۔ صحیح جواب منتخب کیجئے :

1۔ نعت کے شاعر کا نام..... ہے (حمادؔ/علیم صبا نویدیؔ/ ماہر القادریؔ/جلال کڑپویؔ)

2۔ اقرأ کے معنی ..... ہیں (لکھو/ پڑھو/مت لکھو/مت پڑھو)

3۔ عرش کے معنی..... ہیں (زمین/آسمان/رات/دن)

4۔ اسراء سے مراد..... (دن کا سفر/صبح کا سفر/رات کا سفر/دوپہر کا سفر)

5۔ بدر کا میدان..... سے قریب ہے (مکہ/شام/مدینہ/عراق)

6۔ جلال کڑپوی نے اس نظم میں..... کی تعریف کی ہے (اللہ/رسولؐ /ولی/دوست)

7۔ امیر کارواں سے مراد..... ہیں (رسولؐ /ابوبکرؓ /عمرؓ/علیؓ)

VIII۔ مختصر سوالات:



1۔ نصاب میں شامل نعت کے شاعر کا نام لکھئے؟

2۔ جلالؔ کڑپوی کا تعلق کس صوبہ سے ہے؟

3۔ جلالؔ کڑپوی نے کس کالج میں خدمات انجام دیں؟

4۔ ''عیاں تم ہو''، ''نہاں تم ہو'' کا مطلب کیا ہے؟

5۔ اقرأ اور اسرا کے کیا معنی ہیں؟

6۔ رسولؐ کو پہچاننے سے کس کی پہچان ہوتی ہے؟

7۔ ''امیر کارواں'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

IX۔ توضیحی سوالات:

1۔ نعت کے لفظی و اصطلاحی معنی لکھئے۔ اور اپنے الفاظ میں مختصر خلاصہ لکھئے۔

2۔ جلالؔ کڑپوی نے اپنی نعت میں حضرت محمد ﷺ سے کس طرح اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے، تفصیل سے لکھئے؟

X۔ عملی کام:

اس نعت میں استعمال کئے گئے استعارے اور تشبیہ کے الفاظ واضح کیجئے۔

اپنے استاد سے اقرأ اور اسرا کے معنی سمجھئے اور ان واقعات کا علم حاصل کیجئے۔

نعت کی صنف میں کن شعراء نے صوبائی سطح پر شہرت حاصل کی، معلوم کیجئے۔

اپنے پسندیدہ کسی نعت گو شاعر کی کم از کم تین نعتوں کو جمع کیجئے۔

اس نعت کو اپنے ساتھیوں کی مدد سے اسکول میں ہونے والے کسی جلسے میں ترنّم کے ساتھ پڑھئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:57 AM

مزید استفادہ کے لئے:

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں جہاں مسلم نعت گو شاعروں نے نعتیں لکھیں، وہیں غیر مسلم شعراء نے بھی نعتیں لکھی ہیں۔ جیسے ہری چند اختر کی نعت کے چند اشعار حسب ذیل ہیں:

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر
اللہ اللہ ! موت کو کس نے مسیحا کردیا

(ہری چند اختؔر)

❖ جلال کڑپوی کا نعتیہ مجموعہ کلام ''جمال جلال'' کا مطالعہ کیجئے۔

❖ شکیل رضاؔ کی نعتیہ کتاب '' نور و عطر '' کا مطالعہ کیجئے۔

❖ نعیمؔ پرویز کی نعتیں پڑھئے اور اچھے اشعار کا انتخاب کر کے اپنی کاپی میں لکھئے۔

❖ مولانا ابوالبیان حمادؔ کی بے شمار نعتیں ہیں ان میں سے پسندیدہ نعتوں کا انتخاب کر کے کسی جلسہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ترنّم سے پڑھئے خصوصاً یہ نعت:

سلام آتا ہے ان کا مجھے پیام کے بعد — مرا پیام پہنچتا ہے جب سلام کے بعد
جو آئی ان کی شریعت تو سب رواج مٹے — نہیں ضرورت انجم مہ تمام کے بعد

❖ مولوی یعقوب اسلمؔ کے نعتیہ مجموعہ ''آپؐ سا کوئی نہیں'' سے اچھی نعتوں کا انتخاب کر کے انھیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جلسے میں پڑھئے۔

❖ مختارؔ بدری نے اچھی نعتیں لکھی ہیں انھیں اپنی کاپی میں لکھئے اور یاد کیجئے۔

سانیٹ

سانیٹ مغربی شاعری کی ایک قدیم صنف ہے جس میں چودہ مصرعوں کی ایک نظم کو دو ٹکڑوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ پہلے آٹھ مصرعوں میں خیال کا پھیلاؤ اور دوسرے چھ مصرعوں میں اس خیال کی تکمیل ہوتی ہے۔
اردو زبان میں سانیٹ کا پہلا مجموعہ ڈاکٹر عزیز تمنائی، نے 1963ء میں دارالتصنیف، مدراس سے شائع کیا ہے۔

آزادی کا داغ

برگ نوخیز — ڈاکٹر عزیز تمنائی

زنجیر و سلاسل ٹوٹ گئے خوبان چمن آزاد ہوئے
گلچیں کی گرفتیں چھوٹ گئیں، صیاد کا جادو ٹوٹ گیا
گلشن کو اجاڑا تھا جس نے وہ دست و بازو ٹوٹ گیا
بنجر کھیتی زرخیز بنی گنجے صحرا آباد ہوئے
خوابیدہ جہاں کی آنکھوں میں پوشیدہ اجالے لہرائے
دانش نے دامن پھیلایا، شوکت نے بارش برسائی
اقبال بلندی کو پہنچا، تہذیب خوشی سے چلائی
ہر گنبد پر ہر چوٹی پر سورج کے جھنڈے لہرائے

آزاد فضاؤں میں لیکن فریاد کی عادت باقی ہے
امروز سے نفرت باقی ہے، فردا سے محبت باقی ہے
تادیب سے بیزاری ہے ابھی تہذیب کی رسوائی ہے ابھی
اک تازہ تغیر کی خواہاں، ہر چشم تماشائی ہے ابھی
احساس غلامی باقی ہے، زنداں کا تصور زندہ ہے
آزادی کی پیشانی پر اک داغ ابھی تابندہ ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:58 AM

حصۂ نثر

اکائی

2

حکایاتِ رومیؒ



پیش لفظ

اس سبق میں فارسی زبان کے مشہور و معروف شاعر مولانا جلال الدین محمد رومیؒ کے چند سبق آموز حکایتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان حکایتوں میں ہمارے لئے کوئی نہ کوئی نصیحت، عبرت و حکمت ضرور چھپی ہے، جس کے ذریعہ ہم اپنی زندگیوں میں ضرور سدھار لا سکتے ہیں۔

سیکھنے کے مقاصد



- مولانا رومیؒ کی زندگی کے حالات سے واقف ہونا۔
- مولانا رومیؒ کی حکایات سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا۔
- ان حکایات کی روشنی میں اپنی زندگیوں میں تبدیلی لانے کی کوشش کرنا۔
- نئے الفاظ و معانی میں غور و فکر کرنا۔
- اردو اور فارسی زبانوں کے باہمی رشتہ کو جاننا اور سمجھنا وغیرہ۔

مصنف کا تعارف

نام جلال الدین محمد عرف مولانا محمد روم ہے۔ آپ 1208ء کو بلخ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام بھی محمد ہے۔ مولانا روم کا شجرۂ نسب ساتویں واسطے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ والد کی وفات کے بعد مولانا روم حلب اور دمشق تشریف لے گئے، وہاں کئی برس تک مقیم رہ کر علم حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ قرآن، حدیث، تفسیر معقولات، منطق و فلسفہ اور دوسرے علوم میں درجۂ کمال تک پہنچ گئے۔

مولانا روم پاکیزہ اخلاق، زہد و قناعت، توکل اور منکسر المزاجی جیسے اوصاف میں مثالی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی چند تصانیف بے حد مقبول و معروف ہیں جن میں دیوان رومیؔ، مثنوی رومیؔ، فیہ مافیہ قابل ذکر ہیں۔ 1273ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:58 AM

حکایت 1: نادان ساتھی

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک نادان اور کم سمجھ آدمی بھی سفر کر رہا تھا۔ راستے میں اس نے ایک گہرے گڑھے میں کچھ ہڈیاں دیکھیں تو حضرت عیسیٰؑ سے عرض کیا کہ آپ جس اسم مبارک کی برکت سے مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں، ذرا وہ اسم پاک مجھے بھی سکھا دیں تا کہ میں ان ہڈیوں میں جان ڈال دوں۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: چپ رہ بیوقوف! یہ تیرا کام نہیں ہے۔ اس مقام تک پہنچنے کے لئے بڑی منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں۔ یہ قوت تو اس وقت حاصل ہوتی ہے، جب ایک عمر روح کی آلودگیوں کو پاک کرتے گذر جاتی ہے۔ اگر تو نے ہاتھ میں عصا بھی پکڑ لیا تو کیا ہوا، اس سے کام لینے کے لئے تو موسیٰؑ کا ہاتھ چاہئے۔

اس شخص نے کہا کہ اگر آپ مجھ کو یہ اسرار نہیں بتاتے تو نہ سہی، آپ خود ہی یہ اسم پڑھ کر ہڈیوں پر پھونک دیں۔ اُس شخص کے اصرار پر حضرت عیسیٰؑ مجبور ہو گئے اور آپ نے ہڈیوں پر نام خدا (قم باذن اللہ) پڑھ دیا۔ یہ ہڈیاں آناً فاناً ایک خوفناک سیاہ شیر کی صورت اختیار کر گئیں، یہ شیر اس شخص پر جھپٹا اور اس کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔

حضرت عیسیٰؑ نے شیر سے پوچھا کہ تو نے اس کو کیوں مار ڈالا۔ اس نے کہا: اس لئے کہ اس نے آپ کو پریشان کیا تھا۔ پھر آپؑ نے اس سے پوچھا کہ تو اس کا خون کیوں نہیں پیا، اس نے کہا کہ میری قسمت میں رزق نہ تھا۔ اب اس وقت میری روزی اس دنیا میں نہیں رہی، روزی ہوتی تو میں مردوں میں کیوں داخل ہوتا؟

حکایت : 2 ذرّہ نوازی

سلطان محمود غزنویؒ کو ہندوستان پر اپنے حملہ کے دوران جو مالِ غنیمت ہاتھ آیا اس میں ایک ہندو نوجوان بھی تھا۔ اس کی شرافت اور ذہانت کو دیکھ کر سلطان نے اس کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور بے حد اعزاز و اکرام سے نوازا یہاں تک کہ ایک دن اس کو تخت شاہی پر اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ اُس وقت وہ نوجوان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ سطان نے پوچھا: یہ رونے کا کونسا مقام ہے؟ اس وقت تو تجھ کو خوش ہونا چاہئے کہ تو تخت شاہی پر بیٹھا ہے اور تمام وزیر، امیر اور شاہی لشکر تیرے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔

نوجوان نے عرض کیا کہ رونا اس لئے ہے کہ اپنے وطن میں میری ماں جب ناراض ہوتی تھی تو یہ کہہ کر مجھ کو ڈرایا کرتی تھی کہ خدا کرے تو محمود کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے۔ اس وقت میرا باپ میری ماں کو جھڑکتا تھا کہ تو کس قدر بے رحم اور سنگ دل ہے کہ اپنے لختِ جگر کو ایسی بددُعا دیتی ہے۔ میں ان دونوں کی گفتگو سن کر حیران ہوتا تھا اور محمود کا نام سن کر میرے جسم میں کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ اے سلطان! اب میں اس بات پر روتا ہوں کہ کاش! میرے ماں باپ یہاں ہوتے اور اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ سلطان نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اور مجھ ناچیز کے ساتھ کتنی ذرّہ نوازی کی جا رہی ہے اور یہ میرے ماں باپ کی بدگمانی کس قدر ناجائز تھی۔

حکایت : 3 موت کا مقام

ایک دن ایک سادہ دل آدمی حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک اور شخص بھی وہاں پہلے سے موجود تھا۔ اس شخص نے اس سادہ دل آدمی پر ایک غضبناک نگاہ ڈالی۔ سادہ دل آدمی بہت خوف زدہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ خطرناک آنکھوں والا شخص وہاں سے چلا گیا تو اس شخص نے حضرت

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:22:59 AM

سلیمانؑ سے پوچھا کہ یہ خطرناک انسان کون تھا؟ جس نے مجھ پر ایسی غضبناک نگاہ ڈالی کہ میرے تو ہوش اڑ گئے۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا جانتے ہو وہ شخص کون تھا؟ وہ حضرت عزرائیلؑ تھے جو مجھ سے بات کرنے کے لئے انسانی شکل میں حاضر ہوئے تھے۔ اس شخص نے کہا اب مجھے کسی طرح بھی چین نہیں آ رہا ہے، حضرت سلیمانؑ نے پوچھا کہ اب بتا تو کیا چاہتا ہے؟

اس نے عرض کیا کہ عالی جاہ! میری بس یہی التجا ہے کہ آپ ہَوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے فوراً ہندوستان میں چھوڑ آئے، شاید اس طرح میری جان بچ جائے۔ حضرت سلیمانؑ نے اسی وقت ہَوا کو حکم دیا کہ اس شخص کو فی الفور ہندوستان پہنچا دو۔ ہَوا نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ جونہی اس شخص نے سرزمین ہند پر قدم رکھا اس کی جان پرواز کر گئی۔ دوسرے دن حضرت عزرائیلؑ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کل اس سادہ دل انسان پر اس قدر غضب ناک نگاہ کیوں ڈالی تھی؟ وہ بیچارہ تو ڈر گیا تھا۔ حضرت عزرائیلؑ نے کہا اے شاہِ جہاں! مجھ کو حکم ہُوا تھا کہ اس شخص کی جان ہندوستان میں فلاں وقت قبض کروں لیکن میں اس کو یہاں آپ کے پاس دیکھ کر حیران ہو گیا تھا۔ جب وہ آپ کی وساطت سے ہندوستان پہنچ گیا تو میں نے حکمِ الٰہی کے مطابق اس کی جان قبض کر لی۔

حکایت : 4 کل کی فکر

ایک سرسبز اور شاداب جزیرے میں ایک گائے رہتی تھی، وہ صبح کو چرنے کے لئے نکلتی تھی اور رات تک سارے جنگل کو چر کر خوب موٹی تازی ہو جاتی تھی۔ لیکن ساری رات اس غم میں گھلتی رہتی کہ کل کیا کھاؤں گی؟ صبح تک وہ اسی فکر میں سوکھ کر کانٹا بن جاتی۔ خدا کی قدرت کہ ہر صبح کو وہ جنگل پھر ہرا بھرا ہو جاتا اور اس میں کمر تک سبزہ اُگ آتا۔ وہ گائے مزے مزے سے یہ سبزہ رات تک کھاتی اور اس کے بدن پر چربی کی تہیں چڑھ جاتیں لیکن رات کو وہ پھر ''غم فردا'' کے بخار میں مبتلا ہو جاتی اور صبح تک اس قدر لاغر ہو جاتی کہ جسم کی ایک ایک ہڈی نظر آنے لگتی۔

یہ گائے انسان کا نفس ہے اور سرسبز جزیرہ دنیا ہے، اللہ تعالیٰ انسان کو ہر روز رزق عطا فرماتا ہے لیکن انسان اس غم میں مبتلا ہو کر دبلا ہوتا رہتا ہے کہ کل کیا کھاؤں گا؟

حکایت : 5 پرندے کی نصیحت

ایک شکاری کے جال میں ایک چھوٹا سا پرندہ پھنس گیا۔ وہ اس کو ذبح کرنے لگا تو پرندے نے کہا کہ اے بزرگ سردار! مجھ جیسے چھوٹے سے پرندے کو آپ کھا بھی جائیں گے تو آپ کا کچھ نہیں بنے گا۔ اب تک آپ اتنے اونٹ اور بھینس کھا چکے ہیں، اگر آپ ان سے سیر نہیں ہوئے تو مجھ ننھی سی جان سے آپ کا پیٹ کیا بھرے گا؟ اس کے بجائے اگر آپ مجھ کو آزاد کر دیں تو یہ آپ کا کرم اور احسان ہوگا۔ دوسرے اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو تین ایسے کام کی باتیں بتاؤں گا کہ آپ ہمیشہ ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ پہلی نصیحت تو میں آپ کے ہاتھ بیٹھے بیٹھے ہی کر دوں گا۔ دوسری نصیحت دیوار پر بیٹھ کر کروں گا اس کو سن کر آپ کو بہت خوشی ہوگی، تیسری نصیحت پیڑ پر بیٹھ کر کروں گا اس میں سراسر آپ کی بہتری ہوگی۔

شکاری راضی ہو گیا۔ اور اس نے پرندے کو اپنے ہاتھ پر بٹھا لیا۔ پرندے نے کہا پہلی نصیحت یہ ہے کہ ''ناممکن اور محال بات خواہ کیسا ہی شخص کہے اس پر یقین نہ کرنا''۔ شکاری نے پرندے کو آزاد کر دیا۔ وہ پھُر سے اُڑ کر دیوار پر جا بیٹھا اور وعدے کے مطابق دوسری نصیحت یہ کہ ''کہ گذری ہوئی بات کا غم نہ کرنا''۔ اس کے بعد پرندے نے کہا کہ میرے پوٹے میں دس درہم کا وزن کا ایک بیش قیمت موتی ہے اگر وہ تجھ کو مل جاتا تو تو اور تیری آل اولاد نہال ہو جاتے، افسوس کہ تو نے مجھے آزاد کر کے یہ موتی اپنے ہاتھ سے گنوا دی۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:00 AM

شکاری یہ سن کر سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا اور اپنی قسمت کو کوستا رہا کہ میں اس پرندے کے جھانسے میں آ گیا۔ پرندے نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے میری نصیحتیں پلّے نہیں باندھے، میں نے تم سے کہا تھا کہ گذری ہوئی بات کا غم نہیں کرنا چاہئے۔ میری دوسری نصیحت یہ تھی کہ ناممکن بات پر ہرگز یقین نہ کرو، ارے میاں! ذرا سوچو تو کہ میرا سارا وزن تین درہم سے زیادہ نہ ہوگا بھلا دس درہم وزن کا موتی میرے جسم کے اندر کیسے سما سکتا ہے؟ پرندے کی بات سن کر شکاری کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے پرندے سے کہا کہ اے خوش نما پرندے اپنی تیسری نصیحت بھی اب بتا دے۔

پرندے نے کہا یہ بھی خوب رہی ارے میاں! تو نے میری پہلی دو نصیحتوں پر کب عمل کیا کہ اب میں تیسری کو ضائع کروں۔ یہ کہہ کر خوشی خوشی وہاں سے پرواز کر گیا۔ جاہل کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیسے بنجر زمین میں بیج بونا۔

حاصل کلام

مولانا رومی کی ان کہانیوں اور حکایتوں سے ہم کو اخلاق و تصوف اور حکمت و موعظت کی بے شمار باتیں اور نصیحتوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ان حکایتوں کی روشنی میں ہم اپنے اندر سدھار اور تبدیلی لا سکتے ہیں۔ ان حکایات میں درس اخلاق کے ساتھ مزاح کی چاشنی بھی ہے، اس کے علاوہ ہر ایک حکایت میں کوئی نہ کوئی اہم نکتہ اور نصیحت ضرور پوشیدہ ہے۔

I. (i) الفاظ معنی

حکایت = قصہ/کہانی
آلودگی = گندگی
اسرار = سِر کی جمع بھید / راز
قم باذن اللہ = اللہ کے حکم سے جی اٹھ (حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ)
سیاہ = کالا
ذرّہ نوازی = ناچیز کو عزت دینا
جھڑکنا = ڈانٹ ڈپٹ کرنا
سنگ دل = بے رحم/ظالم
سادہ دل = بھولا بھالا
حضرت عزرائیلؑ = جان نکالنے والے فرشتے
فی الفور = جلدی
وساطت = ذریعہ/وسیلہ
محال = ناممکن بات
سرسبز شاداب = ہری بھری زمین
پوٹا = جانوروں کا معدہ

نادان = ناسمجھ/جاہل
عصا = لکڑی/لاٹھی
اصرار = ضد/زبردستی
آناً فاناً = جھٹ پٹ
جھپٹا مارنا = پنجہ مارنا/حملہ کرنا
مال غنیمت = جنگ کے ذریعہ حاصل کیا ہوا مال
کپکپی = لرزہ/گھبراہٹ
لختِ جگر = اولاد
ہوش اڑنا = گھبرانا
التجاء = درخواست/فرمائش
جان پرواز کرنا = جان نکل جانا
جان قبض کرنا = جان نکالنا
غمِ فردا = کل کا غم اور فکر (فارسی لفظ)
لاغر = دبلا پتلا/کمزور
نہال ہو جا = مالدار ہو جا

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:00 AM

کوسنا = برا بھلا کہنا

پلّے باندھنا = یاد رکھنا

بنجر زمین = ناقابل استعمال زمین

جھانسہ = دھوکہ/فریب

پرواز کرنا = اڑنا

(ii) واحد جمع

جسم	+	اجسام	اسم	+	اسماء
منزل	+	منازل/منزلیں	روح	+	ارواح/روحیں
سِر	+	اسرار	سلطان	+	سلاطین
امیر	+	اُمراء	وطن	+	اوطان
جزیرہ	+	جزائر/جزیرے	نفس	+	نفوس
درہم	+	دراہم	حکایت	+	حکایات/حکایتیں

(iii) جوڑ ملایئے:

1۔	مولانا رومی	الف)	پیغمبر
2۔	التجا	ب)	کتاب
3۔	عزرائیلؑ	ج)	درخواست
4۔	حضرت سلیمانؑ	د)	فرشتہ
5۔	فیہ مافیہ	ہ)	فارسی کے شاعر

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ مولانا رومیؒ کی جائے پیدائش ..... تھا۔ (دمشق/بغداد/بلخ/حلب)

2۔ مولانا رومی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ..... گئے۔ (مکہ/مدینہ/قاہرہ/حلب)

3۔ پرندے نے شکاری کو.....نصیحتیں کیں۔ (دو/تین/پانچ/آٹھ)

4۔ ایک سرسبز شاداب جزیرے میں ایک.....رہتی تھی۔ (گائے/بھینس/بکری/اونٹنی)

5۔ نفس کی جمع.....۔ (انفاس/انافس/نفائس/نفوس)

6۔ حضرت سلیمانؑ کے پاس ..... فرشتہ ملنے آیا تھا۔ (جبرئیلؑ/میکائیلؑ/اسرافیلؑ/عزرائیلؑ)

7۔ ہڈّیوں پر پھونک مارنے سے ..... جانور ظاہر ہوا۔ (شیر/چیتا/بچھو/بھیڑ)

8۔ سلطان محمد غزنوی کے پاس ایک.....نوجوان بھی تھا۔ (مسلمان/ہندو/سکھ/عیسائی)

9۔ نہال ہوجانے کا معنی.....ہے۔ (مالدار ہوجانا/بے سہارا ہوجانا/غریب ہوجانا/عزت دار ہوجانا)

10۔ مولانا رومی کس زبان کے مشہور شاعر تھے؟ (عربی/فارسی/ترکی/یونانی)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:00 AM

III۔ مختصر ترین سوالات :



1۔ مولانا رومی کے والد کا نام کیا ہے؟

2۔ مولانا رومی کا شجرۂ نسب کس صحابیؓ سے جا ملتا ہے؟

3۔ مولانا رومی کا انتقال کب ہوا؟

4۔ ''قم باذن اللہ'' کس پیغمبر کا معجزہ تھا؟

5۔ حکایت پڑھنے کا اہم مقصد کیا ہے، بتلایئے؟

6۔ مولانا رومی کس زبان کے مشہور شاعر ہیں؟

7۔ ''غمِ فردا'' کے معنی کیا ہیں؟

IV. مختصر سوالات:

1۔ حکایت کسے کہتے ہیں؟

2۔ علامہ رومی کی چند مشہور کتابوں کے نام لکھئے۔

3۔ حکایت رومی میں سے کسی ایک حکایت کا ذکر کیجئے۔

4۔ حضرت عیسیٰؑ کے نادان ساتھی کا انجام کیا ہوا مختصر لکھئے۔

5۔ سادہ دل آدمی نے حضرت سلیمانؑ سے کیا التجا کی تھی؟

6۔ گائے اور جزیرے کو مولانا رومی نے کس سے تشبیہ دی ہے؟

7۔ پرندے کی دوسری نصیحت کیا تھی؟

8۔ سلطان محمود غزنوی کے ہندو غلام نے اپنے رونے کی کیا وجہ بتائی، مختصر لکھئے۔

مزید استفادہ کے لئے:

حکایاتِ رومی : طالب الہاشمی

مولانا رومی حیات وافکار : ڈاکٹر افضل اقبال

معارف مثنوی : حکیم اختر

V. تفصیلی سوالات:

1۔ ''حکایات رومی'' سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

2۔ ''حکایات رومی'' عبرت وموعظت کا خزانہ ہیں''۔اس قول کی تائید یا تردید آپ کس طرح کریں گے؟



VI. (الف) دئے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجئے:

1۔ سنگ دل 2۔ سرسبز وشاداب 3۔ مالِ غنیمت 4۔ ہوش اڑنا 5۔ نصیحت

عملی کام:

- مولانا رومی کے حالات زندگی پر ایک تفصیلی نوٹ تیار کیجئے۔
- اپنے اسکول کی لائبریری سے مولانا رومی کی مثنوی تلاش کر کے پڑھئے۔
- مثنوی مولانا روم سے آپ کے چند پسندیدہ اشعار جمع کر کے ان کا ترجمہ معلوم کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:01 AM

حصّہ غـزل

اکائی 2

غزل

مومن خان مومنؔ

شاعر کا تعارف

اس غزل کے شاعر کا نام محمد مومن خان اور مومنؔ تخلص ہے۔ مومنؔ 1800ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حکیم غلام نبی خان تھا۔ آپ کا خاندانی پیشہ طبابت تھا چنانچہ آپ نے اپنے والد سے علم طب کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ مومنؔ کو ریاضی نجومی، موسیقی اور شطرنج میں بھی مہارت حاصل تھی۔ آپ ایک خوش حال گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، اس لئے انہوں نے شاعری کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ مومنؔ نے اردو غزل میں ایک اچھوتے انداز کی بنیاد ڈالی اور اپنی بات کہنے کا ایک علیحدہ ڈھنگ نکالا۔ انھیں تشبیہوں اور استعاروں کے برتنے کا بہت سلیقہ آتا تھا۔ نازک خیالی اور مضمون آفرینی کلام مومنؔ کی اہم خصوصیات ہیں۔ وہ معمولی سی بات کو بھی اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ اس سے لطف حاصل ہوتا ہے۔ مومنؔ نے 1851ء میں وفات پائی۔



مومن خان مومنؔ

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بے کسی سے ہم

اس کُو میں جا مریں گے مدد اے ہجوم شوق
آج اور زور کرتے ہیں بے طاقتی سے ہم

صاحب نے اس غلام کو آزاد کردیا
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

کیا گل کھلے گا دیکھئے ہے فصلِ گل تو دور
اور سوئے دشت بھاگتے ہیں کچھ ابھی سے ہم

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:01 AM

I۔ الفاظ معنی

ٹھاننا	=	پکّا ارادہ کرنا	ناچار	=	مجبور
کو	=	گلی (راستہ)	فصلِ گل	=	پھولوں کا موسم
سوئے دشت	=	جنگل کی طرف	بے کسی	=	مجبوری
ہجومِ شوق	=	عشق و محبت کی زیادتی			

II۔ سوالات:

1۔ مومن خان مومنؔ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

2۔ مطلع اور مقطع کی تعریف بیان کیجئے؟

3۔ مومنؔ کے کلام کی چند خصوصیات کا ذکر کیجئے؟

4۔ شاعر نے اپنے دل میں کیا ٹھانی تھی؟

5۔ شاعر کی مجبوری اور بے کسی کے حال کو مختصر لکھئے۔

6۔ اس شعر کا مطلب بیان کیجئے:

اس کو میں جا مریں گے مدد اے ہجومِ شوق
آج اور زور کرتے ہیں بے طاقتی سے ہم

مزید معلومات کے لئے: پیغامِ رومیؒ

مثنوی مولانا رومی کے چند پسندیدہ اشعار:

(جدوجہد پر) ؎ کل یوم ھو فی شان بخواں — مردار بے کار و بے فعل مداں

(جب خدا تعالیٰ لمحہ بھر کے لئے بھی بے کار اور بے عمل نہیں ہوتا تو بھلا انسان کیسے بے کار بیٹھ سکتا ہے)

(معرفت پر) ؎ پس بصورت عالم اصغر توئی — پس بمعنی عالم اکبر توئی

(انسان اپنی شکل وصورت میں تو ایک کائنات اصغر ہے لیکن درحقیقت وہ بجائے خود ایک عالم اکبر ہے)

(علم کی اہمیت پر) ؎ علم چوں بردل زند یار دے شود — علم چوں برتن زند بارے شود

(علم جب دل پر اثر کرے تو وہ علم انسان کا مددگار ثابت ہوگا ورنہ دنیا کے حصول کے لئے علم حاصل کرنا محض ایک بوجھ ہے)

(انسان کی طاقت پر) ؎ اختیارش اختیارت ھست کرد — اختیارش چوں سوارے زید گرد
اختیارش اختیار ما کند — اسر شد بر اختیارے مستند

(خداوند تعالیٰ کے اختیارِ کُل نے انسان کو انفرادی اختیار عطا کیا ہے۔ اس کے اختیار سے ہمارا اختیار ہے اور ہمارے اختیار پر اس کا اختیار ہے)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:02 AM

سرسری مطالعہ

اکائی

2 مرزا کی یاد میں

مجتبیٰ حسین

مرزا تیس سال تک سرکاری ملازمت سے وابستہ رہنے کے بعد پرسوں ریٹائر ہوگئے۔ میں اُن سے ملنے گیا تو گلے سے لگ گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ میں نے کہا۔'' مرزا بھلا یہ بھی کوئی رونے کا موقع ہے۔ تمھیں تو خوش ہونا چاہئے کہ تیس سال تک عملاً کوئی کام کئے بغیر تم نے سرکاری ملازمت بحسن وخوبی انجام دی۔ پھر رونا کیسا؟''۔ وہ بولے'' یارتم ایک سرکاری ملازم کے دل کا درد کیا جانو۔ تمھیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ دنیا کے سارے افراد زندگی میں صرف ایک بار مرتے ہیں، لیکن سرکاری ملازم تین مرتبہ مرتا ہے''

میں نے پوچھا:''وہ کیسے؟''

وہ بولے۔ ''جب وہ سرکاری ملازمت میں داخل ہوتا ہے تو اس کی پہلی موت واقع ہوتی ہے اور جب وہ وظیفہ پر علاحدہ ہوتا ہے تو اس کی دوسری موت واقع ہوجاتی ہے اور تیسری موت تو طبعی ہوتی ہے۔''

میں نے کہا۔''مرزا مر مر کے جئے جانا بھی تو ایک فن ہے۔''

بولے۔'' فن تو خیر ہے لیکن یہ بھی سوچ لو کہ لوحِ تربت پر وفات کی کتنی تاریخیں کندہ کروانی پڑتی ہیں۔ گویا لوحِ تربت نہ ہوئی ایک اچھی خاصی فائل ہوگئی۔ میں نے مرزا کو تسلی دی اور واپس چلا آیا۔

مرزا کا شمار اُن سرکاری ملازمین میں ہوتا تھا جو بہت زیادہ سرکاری ملازم ہوتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ پیدائشی سرکاری ملازم تھے کیوں کہ بچپن ہی سے وہ ہر کام کو پینڈنگ (Pending) رکھنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ جب طالبِ علم تھے تو نہ صرف ان کا ہوم ورک پینڈنگ رہتا تھا بلکہ اسکول کی فیس بھی پینڈنگ رہا کرتی تھی۔ سوائے شادی کے انھوں نے اپنی زندگی کا ہر کام پینڈنگ رکھا۔ اُن کے ہاں ہر کام ''تھروپراپر چینل'' ہوا کرتا تھا۔ اس ''تھروپراپر چینل'' پر مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا کہ مرزا نے ایک بار اپنے دفتر میں ایک مزاحیہ ادبی محفل آراستہ کی اور مجھ سے ایک مزاحیہ مضمون پڑھنے کو کہا۔ مرزا کا معاملہ تھا، سو میں چلا گیا۔ اب کبھی کچھ لوگ ہنستے ہیں تو کبھی کچھ۔ کبھی اِس گوشے سے ہنسی کی آواز آتی ہے تو کبھی اس گوشے سے۔ جیسے ہی میں نے مضمون ختم کیا، مرزا سے شکایت کی کہ میرے مضمون پر تمہارے دفتر کے لوگوں نے یوں بالاقساط ہنسنے کی سازش کیوں کی؟ اس پر مرزا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ ''یارتم کیا جانو کہ دفتری قواعد کیا ہوتے ہیں۔ ہم تو بس ''تھروپراپر چینل'' ہنس رہے تھے۔ تمہارے مضمون پر پہلے ہمارے سکریٹری صاحب ہنستے تھے۔ اس کے بعد ڈپٹی سکریٹری کے ہنسنے کی باری آتی تھی۔ پھر اسسٹنٹ سکریٹری ہنستے تھے اور تب کہیں یہ ہنسی سپرنٹنڈنٹس تک پہنچتی تھی اور تم جانتے ہو کہ سپرنٹنڈنٹس کسی بھی معاملہ کو دبا دینے میں کتنی مہارت رکھتے ہیں۔ اگر خوش قسمتی سے سپرنٹنڈنٹس ہنس دیتے تو ہم کلرکوں کی باری آتی تھی۔''

میں نے کہا۔''یار ہنسی تو ایک بے ساختہ عمل ہے، یہ تو برٹش چینل کو بھی عبور کرسکتی ہے۔''''تھروپراپر چینل'' کی کیا اہمیت ہے۔''

وہ بولے۔''تمھیں کیا معلوم کہ دفتری قواعد کی رُو سے آدمی برٹش چینل کو تو بآسانی عبور کرسکتا ہے لیکن ''تھروپراپر چینل'' کو نظرانداز نہیں کرسکتا۔''

مرزا زندگی بھر ''تھروپراپر چینل'' کے چکر میں پھنسے رہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:02 AM

مرزا کا سب سے بڑا سرکاری فریضہ یہ تھا کہ ہر روز رجسٹر حاضری میں دستخط کریں۔ رجسٹر حاضری میں دستخط کرنے سے پہلے مرزا کی حالت بالکل وہی ہوتی تھی جو انڈا دینے سے پہلے مرغی کی ہوا کرتی ہے۔ رجسٹر حاضری میں دستخط کر دینے کے بعد مرزا یوں سمجھتے تھے جیسے وہ دن بھر کے سارے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہو چکے ہوں۔

میں نے ایک دن اُن سے پوچھا۔ ''بھئی جب تم کوئی کام کرتے ہی نہیں ہو تو پھر رجسٹر حاضری میں دستخط کرنے کا تکلف کیوں کرتے ہو؟''

وہ بولے ''یار! میں کام کرنے کے لئے رجسٹر حاضری میں دستخط نہیں کرتا بلکہ دستخط کرنے کو ہی سب سے بڑا کام سمجھتا ہوں۔ میں تو رجسٹر میں دستخط اس لئے کرتا ہوں کہ اس طرح دنیا میں میرے موجود رہنے کا کوئی ثبوت تو باقی رہے، ورنہ تاریخ کے اتنے بڑے دھارے میں اور اتنی بڑی کائنات میں کون یہ دیکھتا ہے کہ مجھ جیسا ادنیٰ کلرک زندہ بھی ہے یا مر گیا۔ میں تو صرف اپنے زندہ رہنے کی حاضری ڈلواتا ہوں۔ یوں بھی حکومت جو تنخواہ مجھے دیتی ہے اس میں آدمی صرف دستخط ہی کر سکتا ہے، اس سے زیادہ کچھ کرنے کا معاوضہ الگ ہوتا ہے جو حکومت مجھے نہیں دیتی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں''۔

رجسٹر حاضری میں دستخط کرنے کے بعد مرزا کو ہمیشہ بڑی شدت سے چائے کی طلب ہوا کرتی تھی۔ لہٰذا وہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرنے نکل جاتے جو انھیں چائے پلا سکے۔ جب بارہ بجے وہ اپنی سیٹ پر پہنچتے تو انھیں لنچ کا خیال آنے لگتا تھا۔ درمیانی وقفے میں وہ اپنی فائلوں پر سے گرد جھاڑتے اور انھیں سونگھ سونگھ کر پھر اپنی جگہ پر رکھ دیتے تھے۔ مرزا کے پاس فائلیں اتنے طویل عرصے تک رہا کرتی تھیں کہ اُن کی اصل بُو تو کہیں غائب ہو جاتی تھی اور ان میں سے مرزا کی بو آنے لگتی تھی۔ ان کے ساتھی صرف فائلوں کو سونگھ کر یہ پتہ چلا لیتے تھے کہ کون سی فائل مرزا کی ہے اور کون سی نہیں۔ لنچ کا وقفہ آ جاتا تھا اور مرزا اپنی ٹوپی میز پر چھوڑ کر لنچ کے لئے نکل جاتے تھے۔

میں مرزا سے ملنے جب بھی اُن کے دفتر پر جاتا تو ہمیشہ ان کی ٹوپی سے ہی ملاقات ہوا کرتی تھی۔

مرزا کا لنچ دنیا کا طویل ترین لنچ ہوا کرتا تھا حالانکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مرزا کے توشے میں دو سے زیادہ چپاتیاں نہیں ہوتی تھیں بلکہ اکثر اوقات تو وہ اپنے وقار کو برقرار رکھنے کے لئے خالی توشہ دان ہی لایا کرتے تھے۔ میں ان سے پوچھتا۔ ''مرزا دو چپاتیاں کھانے کے لئے تمھیں تین گھنٹے کیوں درکار ہوتے ہیں؟'' اس پر وہ کہتے۔ ''بھئی دو چپاتیاں تو میں دو منٹ میں کھا لیتا ہوں لیکن بعد کے سارے وقت میں جگالی کرتا رہتا ہوں۔ آخر غذا کو ہضم کرنے کے لئے بھی تو کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔''

مرزا کے لنچ سے واپس آنے تک چار بج جایا کرتے تھے اور یہ وقت حالات حاضرہ پر تبادلۂ خیال کرنے کے لئے بہت موزوں ہوتا ہے اور پھر مرزا کو گھر واپس جانے کی تیاری بھی تو کرنی پڑتی تھی۔ اُن کی نظر ہمیشہ گھڑی پر لگی رہتی۔ دن کے کسی بھی عرصہ میں اگر کوئی اُن سے وقت پوچھتا تو مرزا اپنی گھڑی کی طرف دیکھ کر نہایت وثوق سے کہتے کہ بھئی وقت کیا پوچھتے ہو۔ دفتر کے برخاست ہونے میں ابھی تو پورے چار گھنٹے پچپن منٹ باقی ہیں۔

مرزا نے ساری زندگی اسی طرح گزاری۔ دفتر کے برخاست ہونے کا وقت دیکھ دیکھ کر۔ لیکن انھوں نے کبھی گھڑی میں جھانک کر یہ نہ دیکھا کہ ایک دن وہ خود دفتر سے برخاست ہونے والے ہیں۔

مرزا کی میز پر بھانت بھانت کی فائلیں رکھی رہتی تھیں اور اُن کا بیان تھا کہ فائلوں کے اس انبار سے ان کا کوئی تعلق نہیں کیوں کہ یہ فائلیں ان کے یہاں آنے سے پہلے ہی میز پر رکھی ہوئی تھیں۔ وہ کہا کرتے کہ اپنے بزرگوں کی نشانیوں کو جوں کا توں برقرار رکھنا ہم سب کا اولین فرض ہے۔

ان کی میز پر فائلوں کا اتنا انبار تھا کہ ایک دن جب انھوں نے ان فائلوں کو محافظ خانے میں بھجوانے کی تجویز پیش کی تو محافظ خانے کے انچارج نے انھیں منع کرتے ہوئے لکھا کہ آپ اپنی فائلیں محافظ خانے میں بھجوانے کا تکلف کیوں کرتے ہیں۔ میں خود اپنا محافظ خانہ آپ کے پاس بھیج دوں گا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:03 AM

مرزا رخصتِ اتفاقی (Casual Leave) لینے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ یوں بھی وہ ہمیشہ بیمار رہا کرتے تھے اور چوں کہ بیماری بڑھ کر اُن کے لئے ایک ''اتفاق'' نہیں بلکہ ''ایک مستقل ساتھی'' بن گئی تھی، اس لئے وہ اس سلسلے میں رخصتِ اتفاقی سے استفادہ نہیں کرتے تھے۔ ایک دن انھوں نے اپنے دفتر کو اس قسم کی رخصت کی درخواست بھجوائی کہ حضور والا! آج ناچیز کی طبیعت اتفاق سے بہتر ہے لہٰذا فدوی آج زندگی کا کچھ لطف اٹھانا چاہتا ہے، اگر آج ایک دن کی رخصت اتفاقی منظور کی جائے تو فدوی آپ کا احسان مند رہے گا۔'' لیکن مرزا کی رخصت اتفاقی منظور نہیں ہوئی۔ اس کے بعد سے مرزا نے رخصت اتفاقی کے حصول کے لئے باری باری سے اپنے رشتہ داروں کو دوسری دنیا میں بھیجنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس کوشش میں انھوں نے اپنے والد کو چار مرتبہ اور والدہ کو دو مرتبہ، نانی کو دس مرتبہ اور دادی کو سولہ مرتبہ جامِ شہادت نوش کروایا۔ دفتر والے حیران رہتے تھے کہ آخر مرزا کے اتنے سارے والد اور اتنی ساری والدہ کہاں سے آ گئیں۔ اس کے جواب میں وہ کہتے ''بھئی میں خود اپنے باپ کو پیدا کرتا ہوں اور رخصتِ اتفاقی کے وقت اُسے مار دیتا ہوں۔ دفتری قواعد کی پابندی کے لئے آدمی کو کیا نہیں کرنا پڑتا۔''

اپنی بیماری کے دوران مرزا پابندی سے دفتر آیا کرتے تھے کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ اگر بیماری کے سبب وہ رخصت لے کر گھر میں بیٹھے رہیں تو ان کی خانگی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور بیوی اُن سے گھر کے کئی پینڈنگ کام کرواتی ہے۔ ایک مرتبہ مرزا نے اپنے کسی خانگی کام کے سلسلے میں دو مہینوں کی رخصتِ خاص حاصل کی تھی لیکن ابھی رخصت کے آٹھ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ دفتر میں مرزا کی ایک درخواست طبی تصدیق نامے کے ساتھ پہنچی جس میں لکھا تھا:

''حضور والا! فدوی نے اپنے بعض خانگی امور کے لئے دو مہینوں کی رخصت حاصل کی تھی لیکن اسی اثنا میں فدوی کی صحت خراب ہو گئی ہے۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ فدوی مکمل آرام کرے، ورنہ جان کا خطرہ ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ فدوی کی رخصت کو منسوخ فرماتے ہوئے آج ہی سے رجوع بکار ہونے کی منظوری دی جائے۔ ڈاکٹر کا طبی تصدیق نامہ بملاحظۂ عالی پیش ہے۔''

پہلی تاریخ آتی تھی تو مرزا سے پہلے مرزا کے قرض خواہ دفتر پہنچ جاتے تھے۔ وہ اپنے قرض خواہوں کی بڑی خاطر مدارات کرتے اور اُن کے ساتھ کچھ ایسی ہوشیاری سے پیش آتے تھے کہ بیچاروں کی زبان پر اپنا قرض مانگنے کی بات تک نہ آتی تھی۔ وہ انھیں اپنی چکنی چپڑی باتوں میں لا کر نہ صرف پچھلے قرض کی ادائی کی بات کو ٹال جاتے تھے بلکہ ان سے نیا قرض بھی حاصل کر لیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مرزا کے اکثر قرض خواہ ایک بار انھیں قرض دینے کے بعد اُن سے منہ چھپانا زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ میں نے یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ جب مرزا سڑک پر نکلتے، سڑک ویران ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مرزا کے قرض خواہوں کی تعداد کتنی زیادہ تھی۔ میں ان سے کہتا کہ مرزا اگر تم اپنے قرض خواہوں کا ایک حلقۂ انتخاب بنانے میں کامیاب ہو سکو تو تمہارا رُکن اسمبلی بن جانا یقینی ہے۔ مگر مرزا کو تو کلرکی کی عادت پڑ گئی تھی۔ مرزا میرا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو میری خاطر تواضع پر بے دریغ رقم خرچ کیا کرتے تھے۔ میں سمجھاتا: ''مرزا تم ایک کلرک ہو فضول خرچی کیوں کرتے ہو''۔

وہ کہتے۔ ''یار! بخدا میں اپنی کمائی سے فضول خرچی نہیں کرتا، تم فکر نہ کرو، میری جیب پر کوئی بار نہیں پڑتا، میں تو لوگوں سے قرض لاتا ہوں اور تم پر خرچ کرتا ہوں، بھلا میرا کیا جاتا ہے؟''

مرزا کو قرض حاصل کرنے کے نت نئے طریقے معلوم تھے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر وہ قرض حاصل کرنے کے طریقوں پر ایک کتاب لکھ ڈالتے تو ہاتھوں ہاتھ بک جاتی اور مرزا کو اتنی رائلٹی تو ضرور مل جاتی کہ وہ اپنے قرض خواہوں کی پائی پائی کا حساب چکا دیتے۔

مرزا زندگی بھر اپنی ترقی کے لئے کوشاں رہے۔ ان کے کئی ساتھی ترقی کر کے گزیٹیڈ بن گئے مگر مرزا آخر وقت تک پوری مستقل مزاجی کے ساتھ اسی عہدے پر ڈٹے رہے جس پر اُن کا ابتدائی تقرر ہوا تھا۔ ایک دفعہ ان کے ساتھی کو گزیٹیڈ عہدے پر ترقی کا آرڈر ملا تھا۔ اس آرڈر کو پاتے ہی ان کے ساتھی

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:04 AM

نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ مرزا اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے رہے۔ وہ بس اچانک اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور آرڈر کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اپنے سارے نان گزیٹیڈ ساتھیوں پر حقارت کی نظر ڈالتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا اور پوری شان کے ساتھ چلتا ہوا گزیٹیڈ آفیسرس کے ''ٹائلٹ روم'' میں داخل ہوگیا۔ یہ حرکت اس بات کے اعلان کی حیثیت رکھتی تھی کہ وہ گزیٹیڈ بن گیا۔ مرزا بھی زندگی بھر گزیٹیڈ آفیسرس کے ''ٹائیلٹ روم'' سے استفادہ کرنے کی حسرت اپنے دل میں پالتے رہے لیکن بالآخران کے وظیفے پر سبکدوش ہونے کا وقت آ گیا۔ جس روز وہ وظیفہ پر علاحدہ ہوئے، اُس روز انھوں نے سارے دفتر میں گھوم کر سارے عہدہ داروں سے ملاقات کی حتیٰ کہ اپنے سکریٹری کے کمرے میں بھی چلے گئے اور جب سب سے رخصت ہوکر دفتر سے نکلنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے گزیٹیڈ آفیسرس کے ''ٹائلٹ روم'' کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ اچانک ان کی آنکھوں سے ایک جھیل سی بہہ نکلی۔ ''ٹائلٹ روم'' پر ایک مغموم سی نگاہ ڈالی اور ایک طویل و عریض آہ بھر کر کہا:

''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ''

I۔ مختصر سوالات :



1. مرزا کی پنڈنگ (Pending) کی مہارت پر چند جملے لکھئے؟
2. مرزا اپنے قرض خواہوں سے کس چالاکی سے پیچھا چھڑا لیتے تھے؟
3. مرزا سڑک پر نکلتے تو سڑک ویران کیوں ہوجاتی تھی؟
4. مرزا رجسٹر حاضری میں دستخط کو کیوں ضروری سمجھتے تھے؟
5. ''مرزا کی یاد میں'' کہانی میں ''تھرو پراپر چینل'' استعمال شدہ جملے کا کیا مطلب ہے؟
6. دفتری قواعد کے مطابق ہنسنے کی ترتیب کس طرح قائم کی جاتی تھیں؟
7. ''رخصت اتفاقی'' حاصل کرنے کے سلسلے میں مرزا کے نت نئے طریقوں کا مختصر جائزہ لیجئے؟
8. ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ'' کا مطلب بیان کیجئے؟
9. محافظ خانہ کے انچارج نے فائیلوں کے بارے میں مرزا کے سامنے کیا تجویز پیش کی؟
10. مرزا کے دفتری اوقات کی مصروفیات کا سرسری جائزہ لیجئے؟

II. تفصیلی سوالات :

1. ''مرزا کی یاد میں'' کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیجئے۔
2. ''مرزا کی یاد میں'' کہانی کے مزاحیہ انداز پر اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔

تمام رات نیند نہ آئی غم کے ماروں کو
جلا جلا کے بجھانا پڑا چراغوں کو
سنا ہے جب سے کہ چہرہ ترا کتابی ہے
لگا کے آگ ہم آئے ہیں سب کتابوں کو
وہ چاندنی ہو کہ ہو چاند کی زمیں کاوشؔ
کہیں قرار بھی ملتا ہے بے قراروں کو

کاوشؔ بدری، آمبور

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:05 AM

قواعد

اکائی 2

لوازمِ اسم

اسم : کسی شخص، چیز، یا جگہ کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

لوازم اسم : ہر اسم میں خواہ وہ کسی قسم کا ہو، چند باتیں ضرور پائی جاتی ہیں مثلاً وہ مذکر ہوگا یا مؤنث، واحد ہوگا یا جمع، وہ خود کام کرنے والا ہوگا یا اس پر کسی کام کا اثر ہوگا۔ چوں کہ یہ باتیں ہر اسم میں پائی جاتی ہیں، اسی لئے ان کو لوازم اسم کہتے ہیں۔

لوازم اسم تین ہیں : ۱۔ جنس ۲۔ تعداد ۳۔ حالت

جنس: اردو میں ہر اسم مذکر ہوتا ہے یا مؤنث۔ جنس سے مراد اسموں کی تذکیر و تانیث ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ جنس حقیقی ۲۔ جنس غیر حقیقی

جنس حقیقی: جاندار اسموں میں نر کے مقابل مادہ اور مادہ کے مقابل نر ہوتا ہے۔ اس کو جنس حقیقی کہتے ہیں۔ جیسے لڑکا، لڑکی، گھوڑا، گھوڑی، مرد، عورت، وغیرہ۔

جنس غیر حقیقی : بے جان اسموں میں نر کے مقابل مادہ اور مادہ کے مقابل نر نہیں ہوتا لیکن ان کو مذکر یا مؤنث بولتے ہیں، اس لئے ایسی جنس کو جنس غیر حقیقی کہتے ہیں۔ مثلاً ٹوکرا، ٹوکری، شیشہ، شیشی۔

جاندار اسموں میں مذکر سے مؤنث بنانے کے چند طریقے :

1۔ مذکر اسموں کے آخر میں الف ہو تو الف کو یائے معروف (ی) سے بدلتے ہیں، جیسے: لڑکا سے لڑکی، اندھا سے اندھی، بیٹا سے بیٹی

2۔ جن مذکر اسموں کے آخر میں ''ی'' ہو تو ''ی'' کو ''ن'' سے بدلتے ہیں، جیسے مالی سے مالن، درزی سے درزن، دھوبی سے دھوبن۔

3۔ بعض مذکر اسموں کے آخر میں ''ی'' بڑھا کر مؤنث بناتے ہیں۔ جیسے ہرن سے ہرنی، کبوتر سے کبوتری، طوطا سے طوطی۔

4۔ بعض مذکر اسموں کے آخری حرف کو حذف کر کے یا حذف کئے بغیر ''نی'' یا ''انی'' اضافہ کرتے ہیں
جیسے استاد سے استانی، شیر سے شیرنی، مغل سے مغلانی۔

5۔ مذکر اسموں کے آخری حرف کو حذف کر کے یا حذف کئے بغیر ''یا'' بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے کتّا سے کتیا، بندر سے بندریا، چوہا سے چوہیا۔

سوالات : 1۔ جنس سے کیا مراد ہے؟

2۔ جنس حقیقی کسے کہتے ہیں؟

3۔ جنس غیر حقیقی سے کیا مراد ہے؟

4۔ جاندار اسموں میں مذکر سے مؤنث بنانے کے طریقے لکھئے۔

5۔ (الف) نیچے دئے ہوئے اسموں میں بتائیے کہ کون سے اسم مذکر اور کون سے مؤنث ہیں:

پیالہ پیالی لکڑا لکڑی چھرا چھری پرچہ پرچی سبزہ سبزی

(ب) حسب ذیل مذکر اسموں کے مؤنث لکھئے: دولہا مالی برہمن مغل چوہا

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:05 AM

حصّہ نظم

اکائی 3

مرثیہ شہادت حضرت امام حسینؓ

مرزا سلامت علی دبیرؔ



مرثیہ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی شخص کی موت پر اظہار تأسف کیا جاتا ہے۔ اور اس کے اوصاف بیان کئے جاتے ہیں۔ مگر عصر حاضر میں مرثیہ صرف اس نظم کو کہا جانے لگا جس میں واقعات کربلا کا ذکر ہو اور شہیدانِ کربلا کے اوصاف بیان کئے جائیں۔

یوں تو اردو میں کئی شعراء نے مرثیے لکھے ہیں لیکن مرزا دبیرؔ اور میر انیسؔ نے مرثیہ کے فن کو جن بلندیوں پر پہنچا دیا، وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ یہ مرثیہ مرزا دبیرؔ کا ہے جس میں دبیرؔ نے شہادت حضرت امام حسینؓ کا منظر انتہائی مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ مرثیہ دبیرؔ کے مشہور مرثیے ''پیدا شعاع مہر کی مقراض جب ہوئی'' سے ماخوذ ہے۔



سیکھنے کے مقاصد

- اصناف شاعری میں مرثیے کی صنف سے متعارف کرانا
- شہدائے کربلا کے واقعات سے آگاہ کرانا
- تاریخ اسلام کے حوالے سے شہادت حسینؓ کا واقعہ معلوم کرانا
- مرثیہ میں بیان کردہ رنج والم، آہ وبکا، یاس وہراس، محبت وشفقت، ایثار وقربانی اور صبر وضبط جیسے جذبات محسوس کرانا۔
- دبیرؔ کی مرثیہ گوئی میں فنی مہارت، شاعری اور لفظی خوبیوں کے تعلق سے معلومات فراہم کرانا۔

مرزا سلامت علی دبیرؔ

مرثیہ سے متعلق مزید معلومات

مرثیہ ایک اہم اور کارآمد صنف سخن ہے جس کے ذریعے شاعر غم انسانی کا احساس دلاتا ہے۔

صنف مرثیہ نے جذبات نگاری، کردار نویسی، اخلاق، منظر نگاری، مذہبی وتاریخی واقعات کو مسلسل پیش کر کے اردو شاعری کو بہت وسعت دی ہے۔ انیسؔ، دبیرؔ کے علاوہ ضمیرؔ و خلیقؔ نے بھی مرثیہ گوئی کو خوب ترقی دی ہے۔

مرثیہ کے آٹھ اجزاء ہوتے ہیں۔ ۱) چہرہ ۲) سراپا ۳) رخصت ۴) آمد
۵) جنگ ۶) شہادت ۷) بین (ماتم) ۸) دُعا

اردو میں شخصی مرثیے لکھنے کا بھی رواج چلا آرہا ہے۔ جیسے ''مرثیہ غالبؔ'' ''مرثیہ حالیؔ'' ''والدۂ مرحومہ کی یاد میں'' وغیرہ۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:06 AM

اللہ کی راہ میں اللہ کی خوشنودی کے لئے ظلم کے خلاف اپنی جان قربان کرنے والے کو شہید کہتے ہیں۔

حضرت حسینؓ کے رشتہ دار :

زینب = حضرت حسینؓ کی بہن

سکینہ = حضرت حسینؓ کی بیٹی

باقر = حضرت حسینؓ کا پوتا۔

شاعر کا تعارف



دبیرؔ 29 آگست 1803ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا پورا نام مرزا سلامت علی تھا اور دبیرؔ تخلص تھا۔ آپ اردو کے مشہور و ماہر مرثیہ گو شعراء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کے والد مرزا غلام حسین تھے۔ آپ سات سال کی عمر میں والد کے ہمراہ لکھنو منتقل ہوگئے۔ سولہ سال کی عمر میں علوم عربی و فارسی میں دستگاہ بہم پہنچائی۔ بچپن ہی سے مرثیہ گوئی کا شوق تھا۔ آپ نے مشہور مرثیہ گو شاعر مظفر حسین ضمیرؔ لکھنوی کی شاگردی اختیار کی۔ جب میر انیسؔ فیض آباد سے لکھنو آئے تو دونوں میں دوستی ہوگئی۔ دبیرؔ نے تین ہزار سے زائد مرثیے لکھے۔ دبیرؔ کا اصل کارنامہ یہ ہے انہوں نے ایک مکمل غیر منقوط مرثیہ لکھا جس کی وجہ سے ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اگرچہ کہ یہ کام نہایت ہی مشکل ہے مگر انہوں نے نہایت ہی خوبصورتی کے ساتھ اس عمل کو انجام دیا۔ دوسرے شعراء کی بہ نسبت دبیرؔ نے اپنے کلام میں ایک لاکھ بیس ہزار الفاظ استعمال کئے۔ قدیم اردو شاعری کے ماہر پروفیسر ڈبلیو پرچیٹ نے لکھا ہے کہ ''اس طرح کا مکمل مرثیہ نگار شاعر اور انسان دوبارہ پیدا ہو نہیں سکتا'' جب بھی مرثیہ نگاری اور اردو ادب میں شعراء کی شعری خدمات کا ذکر کیا جائے گا، مرزا دبیرؔ کا نام سرفہرست لکھا جائے گا۔ دبیرؔ کے مرثیوں میں ''کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے۔''، ''دست خدا کا قوتِ بازو حسینؓ ہیں''، ''پیدا شعاعِ مہر کی مقراض جب ہوئی'' مشہور و معروف اور زبان زدِ عام و خاص ہیں۔

دبیرؔ نے مرثیہ کے علاوہ رباعی، قطعات اور غزلیات میں بھی اپنے فن کا لوہا منوایا ہے۔ دبیرؔ پر کئی کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں مولانا شبلیؔ نعمانی کی ''موازنۂ انیسؔ و دبیرؔ'' بے حد مشہور ہے۔ دبیرؔ 72 سال کی عمر میں 6/مارچ 1875ء کو لکھنو میں وفات پائے اور اپنے مکان ہی میں دفن کئے گئے۔



ہندوستان ایک کثیر مذاہب، کثیر تہذیبی، کثیر زبانی اور کثیر قومی ملک ہے۔ یہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے، مختلف زبانوں کے بولنے والے اور مختلف تہذیبی و قومی پس منظر رکھنے والے موجود ہیں۔ یہ سب مل کر ایک ملک بنتا ہے، جس کا نام بھارت یا ہندوستان ہے۔ یہاں چار ہزار پانچ سو ننانوے (4599) مختلف قومیں پائی جاتی ہیں۔ تین سو پچیس زبانیں (325) اور ایک ہزار چھ سو باون (1652) بولیاں بولی جاتی ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:06 AM

خاکِ شفا سروں پر اُڑاتے چلے مَلک
خونِ جگر سے سبحہء یاقوت تھی پلک
پہنچے تھے تا فلک کہ لرزنے لگے فلک
اور یہ فُغاں زمین سے گئی آسماں تلک
فریاد گو شوارہ عرش خدا گرا
لو خاک پر ستارۂ خیر النساء گرا

گرتے ہی خاک پر شہِ دیںؓ کو غش آ گیا
پھر بھی نہ کوئی پیاسے کو پانی پلا گیا
خنجر لگا گیا کوئی نیزہ لگا گیا
کھولی جو آنکھ شہ نے ہر اک تھرتھرا گیا
دشمن بھی کہہ اٹھے یہ پیمبرؐ کا پھول ہے
آنکھوں میں صاف گردشِ چشمِ رسولؐ ہے

چلّائی در سے زینب بے کس بھی وا اخا
اماں تو آئیں میں بھی نکل آؤں ننگے پا
بولی سکینہ روک لوں میں خنجرِ جفا
باقر پکارا رو کے میں سو جان سے فدا
شاید یہ ہاتھ تھام لے معصوم جان کر
دادا تیرے گلے پہ گلا رکھ دوں آنکر

پھر مڑ کے زیرِ تیغ یہ بولے شہِ اُمم
زینب تجھے شہادتِ شبیر کی قسم
بہلا میرے یتیموں کو خیمے میں ایک دم
بٹتا ہے دھیان محوِ جمالِ خدا ہیں ہم
بچوں کو لے کے ڈیوڑھی سے زینب تو ہٹ گئی
یاں بوسہ گاہ احمدِ مختارؐ کٹ گئی

بس اے دبیرؔ بس کہ فلک کر رہے ہیں بین
جبرئیل دے رہے ہیں ندا یوں بہ شور و شین
آگاہ ہو کہ قتل ہوئے شاہِ مشرقین
عابد یتیم ہو گئے مارے گئے حسینؓ
کھیتی علیؓ کی لُٹ گئی بستی اُجڑ گئی
پردیس میں حسینؓ تھے زینب بچھڑ گئی

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:07 AM

حاصل مطالعہ

یہ نظم مرزا سلامت علی دبیرؔ کے ایک طویل مرثیے کا حصہ ہے۔اس نظم میں یزید کی فوج نے جس بے رحمی و بے دردی سے حضرت حسینؓ کو شہید کیا، آپؓ کی شہادت سے کون کون متاثر ہوئے، اہل بیت و اہل وعیال کیسے پریشان ہوئے، اس کا پورا دل سوز منظر انہوں نے نہایت ہی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔شاعر کہتے ہیں کہ جس دن حضرت حسینؓ کی شہادت ہوئی، اُس دن صبح ہی سے زمین و آسمان لرز رہے تھے۔ فرشتے کربلا کی خاک اُڑا کر یہ فریاد کر رہے تھے کہ فاطمۃ الزہراؓ کا لاڈلا زمین پر گر گیا ہے۔زمین پر گرتے ہی حضرت حسینؓ بے ہوش ہو گئے تھے۔انہیں تکلیف پر تکلیف دی جا رہی تھی، پیاس کی شدت کے باوجود کوئی پانی پلانے والا نہیں تھا۔دشمن خود کہہ رہے تھے کہ مظلوم حضرت حسینؓ گلستانِ محمدؐ کے پھول ہیں۔

اتنے میں لشکر یزید کا سپہ سالار شمر بن ذی الجوشن آگے بڑھا اور بڑی بے دردی سے اپنا پیر سینے پر رکھتے ہوئے خنجر حلق پر اتار دیا۔بہن زینبؓ، بیٹی سکینہؓ، پوتے باقر تڑپ کے رہ گئے۔نانا حضرت محمد ؐ کی رسالت، والد حضرت علیؓ کی شجاعت، علی مرتضیٰؓ کی امامت، اہلِ بیت کی حرمت اور مالک ارض وسماء کی عدالت کا واسطہ دیا گیا۔پوتے باقر نے تو اپنی معصوم جان تک بدلے میں دینے کی تمنّا کے ساتھ درخواست رکھی۔ماں کی ممتا نے قبر سے للکارا کہ یہ میرا حسینؓ ہے، میرے گلشن کا پھول ہے اُسے ضائع نہ کر۔لیکن ظالم شمر نے کسی کی نہ سنی، اپنا ارادہ پورا کرتے ہوئے اس نے حضرت حسینؓ کو شہید کر دیا۔

I.(i) الفاظ معنی

مَلک	=	فرشتہ	سجۂ یاقوت	=	قیمتی تسبیح
فغاں	=	فریاد/آہ وزاری	گوشوارہ	=	کان کا بالا
شہِ دین	=	دین کے شہنشاہ مُراد حضرت حسینؓ	گردش	=	انقلاب
لحد	=	قبر	مضطر	=	بے چین
حرمت	=	عزت	اہل بیت	=	رسولؐ کے خاندان کے لوگ
زیرِ تیغ	=	تلوار کے نیچے	بوسۂ گاہ	=	بوسہ دینے کی جگہ یعنی سر
خنجرِ جفا	=	ظلم کا خنجر	شور وشین	=	آہ وزاری
بین	=	ماتم	شاہ مشرقین	=	حضرت حسینؓ
خاکِ شفا	=	تندرستی کی مٹی (مراد کربلا کی مٹی)			

(ii) واحد جمع

مَلک	+	ملائک	فلک	+	افلاک
عدالت	+	عدالتیں	روح	+	ارواح
ندا	+	ندائیں	پلک	+	پلکیں

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:07 AM

(iii) اضداد

فلک	×	زمین	عرش	×	فرش
دشمن	×	دوست	دل مضطر	×	دل آرام
اُجڑنا	×	آباد ہونا	حرمت	×	توہین
جفا	×	وفا			

(iv) مصرعے مکمل کیجئے:

1۔ دشمن بھی کہہ اٹھے یہ پیمبرؐ کا ..... ہے۔

2۔ گرتے ہیں خاک پر ..... کو غش آ گیا۔

3۔ لو خاک پہ ستارۂ ..... گرا۔

4۔ کھیتی علیؓ کی لُٹ گئی .....۔

(v) ذیل کے اشعار کی بحوالہ متن تشریح کرتے ہوئے ردیف اور قافیے بتایئے:

1۔ دشمن بھی کہہ اٹھے یہ پیمبرؐ کا پھول ہے
آنکھوں میں صاف گردشِ چشمِ رسول ہے

2۔ شاید یہ ہاتھ تھام لے معصوم جان کر
دادا تیرے گلے پہ گلا رکھ دوں آن کر

3۔ گرتے ہی خاک پر شہ دیں کو غش آ گیا
پھر بھی نہ کوئی پیاسے کو پانی پلا گیا

(vi) جوڑ ملایئے:

1۔ شخصی مرثیہ	–	بہن حضرت حسینؓ
2۔ شہۂ دین	–	کربلا کی مٹی
3۔ خاک شفا	–	مرثیہ غالبؔ
4۔ باقر	–	حضرت حسینؓ کی بیٹی
5۔ زینب	–	حضرت حسینؓ
6۔ سکینہ	–	حضرت حسینؓ کا پوتا

انمول باتیں

- تم اپنے کردار کو اتنا بلند کرو کہ دوسرے لوگ دیکھ کر کہیں اگر امت ایسی ہے تو نبی کیسے ہوں گے۔
- درخت جتنا اونچا ہوگا، اس کا سایہ اتنا ہی کم ہوگا۔ اس لئے اونچا بننے کے بجائے بڑا بننے کی کوشش کرو۔
- انسان میں بے شمار عیب ہیں، لیکن ایک خوبی سب پہ پردہ ڈالتی ہے، اور وہ ہے ''زبان پر قابو''۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:07 AM

(vii) ذیل کے الفاظ کی تشریح بیان کیجئے:

خاکِ شفا، ستارۂ خیرالنساء ، شہ دین، محبوب کبریا ، اہل بیت ، خیرالانام ، شہِ اُمم ، شبیر

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ وہ نظم جس میں کسی شخص کی موت پر اظہار تأسف کیا جاتا ہے۔ (قصیدہ/مرثیہ/مثنوی/غزل)

2۔ بے نقطوں والا مکمل مرثیہ.....نے لکھا۔ (انیسؔ/ضمیرؔ/دبیرؔ/حالی)

3۔ دبیرؔ پر ''موازنہء انیسؔ و دبیرؔ'' نامی کتاب.....کی تصنیف ہے۔ (شبلی/حالی/سرسید/غالب)

4۔ دبیرؔ نے.....ہزار سے زیادہ مرثیے لکھے۔ (دو/تین/چار/پانچ)

5۔ دبیرؔ کا انتقال.....میں ہوا۔ (دہلی/آگرہ/لکھنو/فیض آباد)

6۔ شاہ مشرقین سے.....مراد ہیں۔ (حضرت علیؓ/حضرت حسینؓ/علی اکبر/علی اصغر)

7۔ فلک پر حضرت حسینؓ کا ماتم کون کر رہے تھے۔ (ملک/انبیاء/مَلک/رسول)

8۔ دبیرؔ.....کی کھیتی لُٹ جانے کی بات کرتے ہیں۔ (علیؓ /حسینؓ / فاطمہؓ /حسنؓ)

9۔ بولی سکینہ روک لوں میں خنجرِ ..... ۔ (وفا / جفا/سدا/جدا)

10۔ مرثیہ عام طور پر.....شکل میں لکھا جاتا ہے۔ (رباعی/مخمس/مسدس/مثلث)

III مختصر سوالات:

1۔ دبیرؔ کا پورا نام کیا ہے؟

2۔ ''شبیر'' سے مراد کون ہیں؟

3۔ دبیرؔ نے کتنے سال کی عمر میں وفات پائی؟

4۔ مرثیے کے دو اہم شاعر کون ہیں؟

5۔ قیامت کا شور کہاں برپا ہوا؟

6۔ دبیرؔ اور انیسؔ دونوں کس صنف کے شاعر تھے؟

7۔ شخصی مرثیے کی ایک مثال دیجئے۔

8۔ مرثیہ کی تعریف بیان کیجئے؟

9۔ مرزا دبیرؔ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

10۔ مرثیہ کے کوئی چار اجزاء لکھئے؟

11۔ خاک پر گرتے ہی حضرت امام حسینؓ کی کیا حالت ہوئی؟

12۔ حضرت حسینؓ کو دیکھ کر دشمنوں نے کیا کیا؟

V. تفصیلی سوالات:

1۔ مرثیہ کی تعریف کرتے ہوئے بتایئے کہ مرثیہ میں کیا کیا باتیں لکھی جاتی ہیں؟

2۔ شہادت امام حسینؓ کا منظر اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

3۔ دبیرؔ کی زندگی کے حالات لکھئے۔

VI. عملی کام:

اس مرثیے کے ابتدائی دو بند زبانی یاد کیجئے۔

نظموں کی تمام اصناف کو اپنے استاد کی مدد سے جمع کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:08 AM

اکائی

3 میٹھا انسولن

نثر

مولوی سید عبدالقادر عمری



یہ مضمون ذیابیطس Diabetes/Sugar سے متعلق معلومات پر مشتمل ہے۔ جس میں انسولن اور شوگر کے امراضِ خبیثہ اور اس سے پیدا ہونے والے نقصانات کو واضح کیا گیا ہے اور اس کے طریقۂ علاج اور احتیاطی تدابیر سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے بہت سی مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں اور مرض سے متعلق پوری آگاہی بھی ہوتی ہے اور شوگر سے بچنے کی تدابیر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- شوگر سے متعلق بیداری پیدا کرنا۔
- انسولن کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔
- ذیابیطس سے بچنے کی تدابیر سے واقف ہونا۔
- شوگر کے مرض سے پیدا ہونے والے نقصانات سے آگاہ ہونا۔
- صحت وتندرستی کے راز معلوم کرنا۔

مضمون نگار (مترجم) کا تعارف

مولوی سید عبدالقادر عمری 15/اکتوبر 1963ء کو شہر ترپاتور کے ایک علمی و مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے جامعہ دارالسلام، عمرآباد میں داخلہ لیا اور یہاں سے 1983ء میں عالمیت وفضیلت کی سند حاصل کیں۔ 1993ء سے پرنامبٹ کے اسلامیہ ہائر سکنڈری اسکول میں بحیثیت اردو استاد تاحال خدمات انجام دے رہے ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:08 AM

عالمی ادارۂ صحت (World Health Organization) کے 2015ء کی رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں تقریباً 34 لاکھ افراد بلڈ شوگر کے مرض سے متاثر ہوکر جاں بحق ہوگئے۔ دریں اثنا یہ خبر اور بھی انتہائی افسوس ناک ہے کہ خصوصی طور پر بلڈ شوگر (ذیابیطس) کی وجہ سے ہونے والی 80% اموات متوسط معیشت والے ممالک ہی میں واقع ہوئی ہیں۔ مزید برآں اس ادارے نے اپنے ڈیٹا کے مطابق حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ 2016ء تا 2030ء کے دوران یہ تعداد دوگنی ہوجائے گی۔

ایک وہ زمانہ بھی تھا کہ لوگ گُڑ کی چائے یا کافی میں دُوگنی مقدار گُڑ ڈال کر پینے کے عادی تھے۔ مگر آج کل کے زمانے میں چائے یا کافی جو بھی ہو، یہی آوازیں گونجتی دکھائی دیتی ہیں کہ ''مجھے آدھی شکر چاہئے، یا شکر بالکل نہیں چاہئے، یا شوگر فری کی گولی ہو تو ڈال کر دیجئے''۔ اس طرح شوگر تہذیب کے غلبہ کے باعث تمام غذائی اشیاء میں شوگر فری گولی ڈالنے پر لوگ مجبور ہوگئے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ Type 2 یعنی دوسری طرز کی ذیابیطس کا مرض ساری دنیا میں سب سے زیادہ یعنی پانچ کروڑ آبادی کے ساتھ ہے جس میں ہندوستان سب سے آگے ہے۔

رپورٹ : انتباہ

صرف ہندوستان میں 2010ء میں موجود ذیابیطس بیماروں کی تعداد پانچ کروڑ دس لاکھ تھی۔ 2030ء کے اواخر تک یہ تعداد آٹھ کروڑ ستر لاکھ تک پہنچ جانے کا خدشہ اور اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ذیابیطس کا مکمل طور پر علاج نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ طبی دنیا کے مطابق اسے ضبط (Control) کیا جاسکتا ہے۔ ذیابیطس کی مناسب دیکھ بھال نہ کرنے یا اس کے سلسلے میں لاپرواہی برتنے کی وجہ سے دل کی بیماری، گُردوں کا ناکارہ ہونا، بینائی میں کوتاہی، عصبی نظام کی خرابیاں جیسے بہت سارے جسمانی عناصر کو مفلوج کردینے والے امراض کے پیدا ہونے کا خطرہ لاحق ہے۔

ذیابیطس کے اقسام :

پہلی قسم : انسولن پر منحصر ذیابیطس

دوسری قسم : انسولن مزاحم ذیابیطس

تیسری قسم : ذیابیطس کی علامت ظاہر ہونے والے مریض

ہندوستان میں ذیابیطس، ہندوستانی کونسل برائے طبی تحقیقات (ICMR) Indian Council of Medical Research اور وزرات صحت کے شعبۂ تحقیقات Department of Health Research in the Ministry of Health نے پندرہ ریاستوں کے 57000 عوام کا جائزہ لیا ہے۔ یعنی ان کے Glucose Tolerance Test لئے گئے جائزے کے اختتام پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ذیابیطس کا اثر اُن میں 7.3% شرح فیصد پایا گیا اور جائزے سے پہلے تک ان لوگوں کو اس بات کا بالکل پتہ ہی نہیں تھا کہ وہ ذیابیطس کے شکار ہوچکے ہیں۔

ہندوستان میں اوسط قریوں میں 5.2 فیصد اور شہری علاقوں میں 11.2 فیصد عوام ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہیں۔ تیسرے طرز کے خیال کئے جانے والی ذیابیطس یعنی ابتدائی مرحلے کے ذیابیطس کے متاثرین 10.3% لوگ ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر شہری اور دیہی علاقوں میں ذیابیطس سے متعلق بیداری پیدا کرنا لازمی ہوجاتا ہے۔ تین ماہ کے گلوکوز کا اوسط (تناسب) جو ایک قسم کا تجزیہ (Test) ہے، اسے *HbA1c* کہا جاتا ہے۔ *Hb* وہ حصہ ہے، جو خون کے ذریعہ پورے جسم میں آکسیجن لے جاتا ہے۔ *A1c* وہ ہے جو خون میں گلوکوز لے جانے کا حصہ ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:09 AM

انسولن :

انسولن ایک ہارمون ہے، جو بے نالی کے غدود (Ductless gland) سے نکلتا ہے۔ یہ ایک ہارمون (Insulin) ہے جو بانقراس (لبلبہ) (Pancreas) کے لنگر ہائے جزائر (Island of Langerhans) میں پائے جانے والے بیٹا خلیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہارمون (انسولن) نشاستہ کے استحالہ کے لئے (metabolism of carbohydrate) ضروری ہوتا ہے۔

انسولن جسم کے اندر گلوکوز کو ایک ایک خلیہ Cell تک لے جا کر جسم کو حرکت میں لانے کی توانائی فراہم کرتا ہے۔ انسولن دماغ میں موجود زیر عرشیہ (Hypothalamus) کو قابو میں رکھتا ہے۔ زیر عرشیہ بھوک کا محرک ہے۔ بھوک سے کھائی ہوئی غذا جسم کے اندر گلوکوز میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ رات کی غذا کھانے کے 12 گھنٹے کے بعد صبح نہار پیٹ لیا جانے والا خون کا ٹسٹ ایک ڈیسی لیٹر (Deci litre) (100ml) خون میں 70 تا 100 ملی گرام گلوکوز موجود ہوں تو ذیابیطس کی علامت نہیں ہے۔

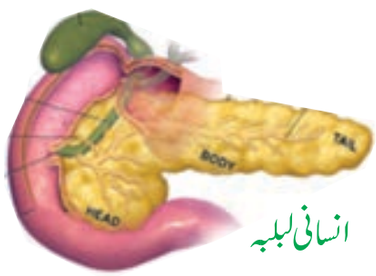

انسانی لبلبہ

ایک ڈیسی لیٹر خون میں 126 تا 100 ملی گرام گلوکوس ہوں تو ذیابیطس کا ابتدائی مرحلہ ہے۔

ایک ڈیسی لیٹر خون میں 126 سے زیادہ اگر گلوکوز پایا جائے تو پختہ ذیابیطس ہے۔

گلائکوجن کو جگر اور عضلات میں ذخیرہ اندوز کرنے میں انسولن معاون ہے۔

گلوکوس (کاربوہائڈریٹ کی ایک قسم) کی زیادہ مقدار چربی کی شکل میں جمع ہوتی ہے۔

جب جسم میں گلوکوز کی مقدار کم ہو جاتی ہے تو انسولن، گلائیکوجن کو گلوکوز میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جو خون میں گلوکوز (شکر) کی مقدار کو قابو میں رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

ابتدائی زمانے کی تحقیقات :

آسکر منکوسکی (Oscar Minkowski) جوسف وان میرنگ (Joseph von Mering) نامی دو جرمنی سائنسدانوں نے ایک کتے کے لبلبہ Pancreas کو خارج کر کے تحقیق کیا۔ بالآخر وہ کتا ذیابیطس کے اضافے سے چند دنوں بعد فوت ہوگیا۔ یہی وہ سائنسدان ہیں جنہوں نے دنیا کو پہلے پہل شکر اور لبلبہ کے درمیان کے تعلق کو بتایا۔


آسکر منکوسکی


جوسف وان میرنگ

انسولن ہارمون کی دریافت :

1910ء میں لبلبہ (Pancreas) کے اندر لنگر ہان جزیرہ نما سل کی سرایڈورڈ آلبرٹ شارپے سکافر (Sir Edward Albert Sharpey Schafer) نامی سائنسداں نے تحقیق کا آغاز کر کے ذیابیطس کے مریضوں کے لبلبے (Pancreas) کے اندر کیمیائی مرکب (Chemical Compound) کی کمی کو معلوم کر کے اسی کیمیائی مرکب کو انسولن کا نام دیا۔


سرایڈورڈ آلبرٹ شارپے سکافر

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:10 AM

شوگر سے متاثرین بچے/نونہال :

اس زمانے میں اسکولوں میں پہلے طرز کے ذیابیطس سے متاثر بچے دکھائی دے رہے ہیں۔اگر اس طرز کے ذیابیطس کے مریض پہلے ہی سے گھروں میں ہوں تو ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی اس مرض سے متاثر ہوسکتی ہیں۔

اسکولوں میں اس بیماری سے متاثر بچوں کے والدین کو مدعو کر کے مرض سے متعلق بیداری پیدا کرنا چاہئے۔اس طرح متاثرہ بچوں کے سرپرستوں کو مدعو کر کے بیداری مہم منعقد کرتے ہوئے انھیں متحرک بنانے کی کوشش کریں۔اس سلسلہ میں خاص کر اساتذہ ووالدین مشترکہ طور پر نگرانی کرتے ہوئے مناسب ومساوی غذا فراہم کرے اور معالجین کی مدد سے ورزش جسمانی کی اہمیت کو واضح کریں۔

پوریڈریک پانڈنگ کے یوم پیدائش 14/ نومبر کو 1991 سے تنظیم برائے عالمی صحت یوم ذیابیطس منا کر عام بیداری پیدا کر رہی ہے۔

Glycemic Index / شوگر اضافہ کالم :

سائنسی دنیا غذا کے دو گھنٹے بعد خون میں ذیابیطس کے اضافے کی پیمائش کر کے اس کی بنیاد پر تین طرح کی غذائی تقسیم کرتی ہے۔

اگر خون میں گلوکوز کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے تو Glycemic Index کا عدد 100 ہوگا۔اسے بنیاد بنا کر غذاؤں کی درجہ بندی اس طرح سے کی گئی ہے۔ اگر عدد کم ہو تو کم مقدار میں شوگر بڑھانے والی، اگر متوسط ہو تو متوسط شوگر بڑھانے والی اور اگر عدد زیادہ ہو تو زیادہ مقدار میں شوگر بڑھانے والی۔ عام طور پر ترکاریوں اور سبزیوں میں یہ عدد کم ہوتا ہے۔اسی طرح پھلوں میں امرود میں بھی یہ عدد کم ہے۔اور زیادہ عدد رکھنے والے پھلوں اور غذائی اقسام کو پہچان کر ان سے بچنے میں بھلائی ہے۔

ذیابیطس غیر متعدی مرض کی ایک قسم ہے، جس کو سمجھنے اور اس کی دوائیاں تلاش کرنے میں یہ دنیا بہت سی مشکلات، رکاوٹیں اور تجارتی دباؤ سے معمور ہے۔اناج کا کثرت استعمال، غذا کے استعمال میں ہونے والی بداحتیاطی، ذہنی تناؤ، جسمانی محنت کی کمی وغیرہ، ذیابیطس کا مرض فوری لاحق ہونے کے اہم بنیادی اسباب ہیں۔

ذیابیطس کے دیگر معالجے :

سِدّھا : طریقۂ علاج میں ذیابیطس کے علاج کے لئے زیادہ تر گھریلو نسخہ جات کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب شوگر اضافہ کالم کے کم عدد والی غذائیں ہوتی ہیں۔

آیورویدا : اس طرز علاج میں اس مرض کو مدومیگم کہا جاتا ہے۔اس طرز میں ورزش اور غذا کی پابندی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔30 فیصد افراد ہی کو آیورویدک دوائیں دی جاتی ہیں۔

ہومیوپیتھی : اس طرز علاج میں بھی اس مرض کے لئے دوائیں موجود ہیں۔اکوپنچر کے ذریعے بھی اس کا علاج کیا جاتا ہے۔

بہرکیف! جو کوئی جس طرز علاج کو بھی اپنائیں، غذا میں توجہ، مناسب ورزش، دل اور جسم میں درستگی پیدا کرنے والے یوگا کی مشق وغیرہ کو شامل کرنے پر ہی ذیابیطس کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے۔

اطباء کے نظریہ کے مطابق مناسب ورزش کے ساتھ ہر کسی کو ان کی طبیعت اور جسم کو لگنے والی مناسب دوائیں اور منتخب غذاؤں کے ذریعہ ہی ہم یقیناً شوگر پر غالب آسکتے ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:11 AM



سرفریڈاک گرانٹ بینٹنگ　　چارلیس ہاربرٹ بیسٹ

1921ء میں کینیڈا کے (Sir frederick grant Banting) سرفریڈاک گرانٹ بینٹنگ نامی شخص اپنے ایک معاون چارلیس ہاربرٹ بیسٹ (Charles Herbert best) کے ساتھ کتے کے لبلبہ سے انسولن کو الگ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔اسی انسولن کو کام میں لاتے ہوئے ذیابیطس سے متاثر کتے کو 70 دن تک زندہ رکھا۔

اس کامیابی کے بعد ان کی تحقیق میں ان کے ساتھ (Jemes Bertram Collip) جیمس برٹرام کالپ اور جان میکالائڈ (John Macleod) دونوں شامل ہوگئے۔یہ لوگ ایک گروپ بن کر کام کرتے ہوئے جانوروں سے خالص انسولن کو جدا کرنے میں کامیاب ہوگئے۔1923ء میں ان سب کو نوبل انعام ملا۔ 1978ء میں جینی انجینئرنگ ٹکنالوجی سے بیکٹیریا کو استعمال کرتے ہوئے پہلی بار مصنوعی انسانی انسولن تیار کیا گیا۔

شوگر رسائی کے بغیر ایک میٹھا ماحول:

پہلے طرز کی ذیابیطس سے متاثر لوگوں کے علاوہ دوسرے طرز ذیابیطس کے لوگ اپنی موزوں طرز زندگی کے ذریعہ اس مرض سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔Type3 والے ورزش کو اپنی زندگی کی عادت بنا کر پسندیدہ گیم کھیل سکتے ہیں۔ بنے بنائے کھانے (تیار شدہ) کھانوں سے پرہیز کرتے ہوئے روزمرہ کی غذائیں، ترکاریوں، سبزیوں اور پھلوں کا کثرت سے استعمال کرنا چاہئے۔

ذیابیطس کی علامت والے لوگوں کو سال میں ایک مرتبہ مرض کی جانکاری کے لئے اپنی جانچ کروالینا زیادہ بہتر ہے۔مناسب طریقے سے اپنے آپ کی حفاظت اور ذیابیطس سے متعلق بیداری رکھنے والے حساس لوگ اپنی جان بچا سکتے ہیں۔

ہر ایک کو اپنی عمر اور قد کے مطابق اپنے وزن کے تناسب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔وزن کے گھٹانے سے ہی شوگر کی مقدار یقینی طور پر گھٹ جاتی ہے۔وزن کے ساتھ غذا میں احتیاط برتی جائے تو شوگر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔بہر حال کھانے پینے میں خصوصی توجہ دینے والوں کو دوائی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

I ۔ (i) الفاظ　　معنی

لحمی رسیلہ = پروٹین سے بنا ہوا ایک ہارمون (انسولن) Peptide Hormone

بانقرس = لبلبہ، معدے کے قریب کا غدود ہے

جزائرلنگرہنس = پال لانگرہنس کے دریافت شدہ جزائرنما بافت کو کہتے ہیں

نشاستہ = کاربوہائڈریٹ　　استحالہ = میٹوبالزم ، تبدیلی (Metabolism)

محرک = تحریک پیدا کرنا　　گلائیکوجن = گلوکوز کا مرکب

ذخیرہ اندوزی = جمع کرنا　　پیمائش = ناپ

جاں بحق ہونا = مرجانا　　متوسط = درمیان

تہذیب = طرز زندگی　　بینائی = آنکھ کی روشنی

اعصاب = حسی خلیے　　مفلوج ہونا = بے حس وحرکت ہونا

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:11 AM

توانائی	=	طاقت	معالج	=	علاج کرنے والا
معاون	=	مددگار	مشتاق	=	شوقین

(ii) واحد جمع

قسم	+	اقسام	وارث	+	وارثین، ورثاء
امکان	+	امکانات	معالج	+	معالجین
مرض	+	امراض	نسخہ	+	نسخہ جات، نسخے

(iii) اضداد

متاثر	×	غیر متاثر	توانائی	×	ضعف
یقینی	×	غیر یقینی	حرکت	×	سکون

I۔ صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ WHO کا مطلب.....ہے۔ (عالمی ادارہ صحت/ عالمی کھیل کا ادارہ/ عالمی تعلیمی ادارہ/ عالمی انسانی حقوق کا ادارہ)

2۔ WHO کی رپورٹ کے مطابق,2015 میں ذیابیطس سے مرنے والوں کی تعداد.....ہے۔ (35لاکھ/36لاکھ/32لاکھ/34لاکھ)

3۔ دنیا میںType2(دوسرے طرز) کے ذیابیطس کے شکار 5 کروڑ آبادی کے ساتھ آگے رہنے والا ملک.....ہے۔
(ہندوستان/انگلستان/چین/افغانستان)

4۔ ذیابیطس.....قسم کے ہوتے ہیں۔ (چھ/پانچ/تین/سات)

5۔ ہندوستان میں ذیابیطس سے شکار کی اوسط قریوں میں.....شہری علاقوں میں 11.2 % ہے۔ (3.5%/2.4%/4.3%/5.2%)

6۔ تین ماہ کے مساوی گلوکوز بتانے والے ٹسٹ کا نام.....ہے ۔ (انسولن ٹسٹ/انسولن مزاحم ٹسٹ/*HbA1c/GT Test*)

7۔ لحمی رسیلہ نکلنے والا ہارمون.....ہے۔ (انسولن/کاربوہائیڈریٹ/میٹابالزم/بیٹاخلیے)

8۔ شوگر اور لبلبہ کے درمیان ربط کو ظاہر کرنے والا سائنسدان.....ہے۔ (آسکر منکوسکی/شارپے سکافر/جان مکالائڈ/جسمیں برٹرام کالپ)

9۔ .....عالمی یوم ذیابیطس کے طور پر منایا جاتا ہے۔ (14/نومبر 1991 / 15/ڈسمبر 1993/16/اکتوبر 1994/6/جنوری 1995)

II. مختصر سوالات:



1۔ دنیا میں دوسرے طرز Type2 ذیابیطس کا کس ملک میں غلبہ ہے؟

2۔ کیا شوگر کا مکمل طور پر علاج کیا جاسکتا ہے؟

3۔ انسولن کسے کہتے ہیں اس کی وضاحت کیجئے؟

4۔ انسولن ہارمون کی تحقیق پر ایک نوٹ لکھئے؟

5۔ کتے کے لبلبے سے انسولن کو جدا کرنے میں کامیابی حاصل کرنے والا کون تھا؟ اس کی زبردست تحقیق کا جائزہ لیجئے؟

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:12 AM

حصّہ غـزل

اکائی 3

غزل

مولانا محمد علی جوہرؔ

شاعر کا تعارف

اس غزل کے شاعر کا نام محمد علی اور جوہرؔ تخلص تھا۔ جوہرؔ 1878 کو نجیب آباد، ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی میں یتیم ہوگئے تھے۔ چنانچہ اپنی والدہ بی امّاں کی تعلیم و تربیت میں آپ نے پرورش پائی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے آپ نے اپنی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے کلکتہ سے انگریزی میں ایک اخبار ''کامریڈ'' نکالنا شروع کیا اسی کے ساتھ اردو میں اخبار ''ہمدرد'' بھی نکالا۔ انھیں اخبارات کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا بھی آغاز کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب خلافت ترکوں کے پاس تھی اور ترکوں کی حمایت میں مولانا محمد علی جوہرؔ نے تحریکِ خلافت کو ہندوستان میں فروغ دیا، اس کا مقصد یہ تھا کہ برطانوی سامراجیت کا ہندوستان سے خاتمہ ہوجائے۔ 1923 میں کانگریس کی صدارت کے منصب پر فائز ہوئے جس وقت پنڈت جواہر لعل نہرو کو سکریٹری منتخب کیا گیا۔ انگلستان کے سفر کے دوران آپ کا وہیں انتقال ہوگیا اور بیت المقدس میں آپ کو دفن کیا گیا۔ محمد علی جوہرؔ اپنی غزلوں میں روزمرہ زندگی کے اخلاقی قدروں کا ذکر کرتے ہیں۔ جس میں حوصلہ بھی ہے اور ولولہ بھی۔ آپ کے غزلوں کی نمایاں خصوصیت زندگی کے یقین پر مبنی ہے اور زندگی پر یقین رکھنا آپ کو مذہب نے سکھایا ہے۔



مولانا محمد علی جوہرؔ

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لئے ہے

پیغام ملا تھا جو حسینؓ ابن علیؓ کو
خوش ہوں وہی پیغامِ قضا میرے لئے ہے

میں کھو کے تری راہ میں سب دولتِ دنیا
سمجھا کہ کچھ اس سے بھی سوا میرے لئے ہے

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:12 AM

کیوں ایسے نبیؐ پر نہ فدا ہوں کہ جو فرمائے
اچھے تو سبھی کے ہیں بُرا میرے لئے ہے

اللہ کے راستے میں جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

اس غزل کے پہلے 5 اشعار زبانی یاد کیجئے۔

I۔ الفاظ معنی

بقا	=	باقی رہنا	قضا	=	موت
حسین بن علیؓ سے مراد	=	حضرت حسینؓ	راہ	=	راستہ
توحید	=	ایک اللہ کو ماننا	حشر	=	قیامت
خفا	=	غصہ، ناراض	فدا ہوجانا	=	قربان ہوجانا
مسیحا	=	حضرت عیسیٰؑ کا لقب	اکسیر	=	بہت مفید، نہایت مؤثر

II۔ مختصر سوالات:



1۔ محمد علی جوہر کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2۔ محمد علی جوہر کے چند رسالوں کے نام لکھئے؟
3۔ محمد علی جوہر کس تحریک سے وابستہ ہوئے؟
4۔ شاعر کی نظر میں پیغام قضا سے کیا مراد ہے؟
5۔ دنیا کی ساری دولت کھونے کے بعد شاعر کیا سمجھتا ہے؟
6۔ شاعر کے نزدیک توحید کا کیا مفہوم ہے؟
7۔ اس شعر کا مطلب بیان کیجئے

پیغام ملا تھا جو حسینؓ ابن علیؓ کو
خوش ہوں وہی پیغام قضا میرے لئے ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:13 AM

سرسری مطالعہ

اکائی

3 مٹی کی بو

ٹمل تخلیق کار: ویلور وی. رام کمار مترجم: مختار بدری

بلبیر سنگھ اپنے گھر کے پچھواڑے میں بیلوں کو گھاس اور بھیگی ہوئی کھلّی کھلا رہا تھا،

''پتا جی!''

اس کے اپنے دونوں بیٹے جینت ورر نجیت کی آواز ایک ساتھ سنائی دی تو اس نے پلٹ کر دیکھا اور پوچھا ''کیا بات ہے؟''

''آپ سے کچھ بات کرنی ہے ہمیں۔''

''کیا کہنا ہے تمہیں'' اس نے اپنے سر پر لپیٹے ہوئے کپڑے کو کھول کر اپنا سینہ پونچھتے ہوئے پوچھا۔

اسی وقت پاروتی گھر کے اندر سے نکل آئی۔ آپ نے صبح سے کچھ کھایا پیا نہیں، کم از کم یہ چھاچ پی لیجئے۔ اس نے ایک لوٹا اس کی طرف بڑھا دیا۔

رسی بُنتے ہوئے پلنگ پر وہ بیٹھ گیا۔ چھاچ کا لوٹا لیتے ہوئے اس نے سوال کیا۔ ''مجھ سے بات کرنی تھی تو خاموش کیوں ہو گئے؟''

''پتا جی، میرے چنئی والے دوست نے رِئیل اسٹیٹ کا دھندا شروع کیا ہے، ہمارے گاؤں میں بھی اس نے کئی زمینیں دیکھی ہیں!''

''مجھے پتہ ہے۔ مگر اس سے ہمارا کیا واسطہ؟''

پانی کی کمی کی وجہ سے ہمیں زراعت میں برابر گھاٹا ہو رہا ہے۔ ہم اپنی زمینیں بیچ کر بینک میں ڈال دیں تو بینک سے حاصل ہونے والی بالائی رقم سے بافراغت زندگی بسر کر سکتے ہیں ہمارے پڑوسی بھی اپنی زمینیں دینے کے لئے تیار ہو گئے ہیں، آپ کا کیا ارادہ ہے؟''

بڑے لڑکے جینت نے جھجکتے ہوئے اپنی بات کہی۔

رنجیت نے بھی سر ہلا کر اس کی تائید کر ڈالی۔

بلبیر سنگھ نے اپنے لڑکوں کی طرف دیکھا، جبہ اور دھوتی پہن کر تم لوگ کسان کے لڑکے لگ رہے ہو مگر سوچنے کے انداز اور گفتگو سے انگریز لگ رہے ہو۔ تم یہ چاہتے ہو کہ کھیت کلیان بیچ دوں اور پاؤں پر پاؤں ڈالے آرام سے بیٹھا رہوں، یہی نا؟

''ہاں پتا جی!''

'' ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر نکما بنا کر چلتی پھرتی لاش کا روپ دینا چاہتے ہو، اس سے بہتر تو یہ تھا کہ مر جانے کے لئے کہتے۔ اسی کاشتکاری نے تمہیں کالج تک پہنچایا اور اعلیٰ تعلیم دلائی، مگر نوکریاں نہ ملنے کی وجہ سے تمہارے ذہن بھٹک رہے ہیں۔''

''مگر کھیت کھلیان سے تو مسلسل گھاٹا ہو رہا ہے، فصلیں بہت کم ہو گئی ہیں، آخر کب تک ایسا چلے گا؟ اور پھر ان زمینوں پر ہمارا حق بھی تو ہے؟''

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:13 AM

''بیٹے، اگر میں تمہیں کالج نہ بھیجتا اور کسان بنا دیتا تو تم اس طرح حقوق کی بات نہیں کرتے، میں نے تمہیں کالج اس لئے بھیجا کہ تم اچھی اچھی باتیں سیکھ کر آؤ۔ ماں باپ کو تکلیف پہنچانے کے لئے نہیں، چھ مہینے کی بے روزگاری نے تمہیں بہکا دیا۔ تمہیں کاہل اور سست بنا دیا، میں بھی اس حال کو پہنچنا نہیں چاہتا۔ تم مدد نہیں کرتے تو نہ کرو مگر اس طرح تکلیف نہ پہنچاؤ۔''

''پتاجی، آپ نے ہماری بات نہ مانی تو ہمیں پنچایت بلانی پڑے گی۔'' رنجیت نے اعلان جنگ کر دیا۔

پاروتی اس وقت تک خاموش تھی۔ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو اس نے دونوں کے منہ پر طمانچے جڑ دئے، ''تمہارے پتاجی کو اس دھرتی سے اس مٹی سے بے حد پیار ہے۔ انہیں دکھ پہنچا کر تم سکھ نہیں پا سکتے۔''

بلبیر سنگھ تھوڑی دیر تک چپ رہے۔ پھر اچانک ان کا چہرہ کھل اٹھا ''میں تمہاری بات مان لوں گا، مگر اس کے لئے ایک شرط ہے۔''

دونوں لڑکے چہک اٹھے۔ ''کہئے کیا شرط ہے؟''

''میں نے اس مٹی پر اپنی ساری زندگی نچھاور کر دی۔ اپنے لڑکوں کو کھیتی باڑی سے دور رکھا۔ تم لوگ آج سے چھ مہینے تک یعنی اس آڈی کے مہینے سے کرتک کے مہینے تک۔ اس زمین کو جوتو گے، فصل اُگاؤ گے، سبزیاں ترکاریاں لگاؤ گے۔ لیکن میں تمہیں کوئی کام سکھاؤں گا نہیں، مشورے بھی نہیں دوں گا۔ چھ مہینے بعد تم جیتو گے یا ہارو گے مجھے اس کی پروا نہیں، چھ مہینے پورے ہونے پر یہ ساری زمینیں تم دونوں کے نام لکھ دوں گا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان پچاس سالوں میں جو تکلیفیں میں نے اٹھائی ہیں، ان کا تھوڑا سا مزہ تم بھی چکھو اور بس۔''

'' ایسی شرط کس لئے؟'' جنیت نے پوچھا۔

''مجھے یہ دیکھنا ہے کہ یہ مٹی تمہیں کیا سکھاتی ہے؟ تم جیسے جوانوں میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہو اور تمہیں محنت کرنے کی عادت پڑ جائے، صرف اس کے لئے یہ شرط ہے، کیا تمہیں منظور ہے؟''

''ہمیں تو کھیتی باڑی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم؟'' جنیت پھر بولا۔

''یہی تو مجھے دیکھنا ہے کہ انجانے حالات میں کیا کرتے ہو، جاؤ دوسرے کسان بھائیوں سے پوچھ لو اور کچھ کر دکھاؤ۔''

'' ٹھیک ہے پتاجی، ہمیں یہ شرط منظور ہے، مگر آپ کام نہیں کریں گے''

''بچوں کی نگرانی میں ان کے بتائے ہوئے کام کرنے میں بڑا آنند ہے۔''

''آپ نے خوامخواہ ایسی بات کر دی۔ لڑکے صرف پیسہ دیکھنا چاہتے ہیں، آپ بھی انہیں شہ دے رہے ہیں''۔ پاروتی کو غصہ بھی تھا، دکھ بھی!

''دیکھتی جاؤ بھاگوان! ہمارے لڑکے زمین کا سودا نہیں کریں گے۔ فکر نہ کرو، عزیزوں اور دوستوں سے زیادہ یہ مٹی بڑے تجربے سکھاتی ہے۔ دیکھنا، ان کا رئیل اسٹیٹ کا نشہ اتر ہی جائے گا۔''

''آپ اپنے بچوں پر بہت بھروسہ کر رہے ہو۔''

''ہاں پاروتی، اپنے باغ میں جو ناریل کے درخت ہیں وہ ہم نے جنیت کے بچپن میں لگا دئے۔ وہ اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹا رہا تھا۔ جب پودے بڑے ہوئے تو سخت آندھی چلی اور کئی تنے اپنی جگہ سے اکھڑ گئے، تمہیں یاد ہے جنیت اس وقت پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔ وہ قدرت کا دلدادہ ہے، میں نے صرف اس کے خوابیدہ جذبات کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ رہا رنجیت، تو تمہیں ایک واقعہ یاد دلاؤں، رنجیت کے بعد ہماری ایک لڑکی ہوئی تھی اور پانچ سال کی عمر میں اس کی موت ہو گئی۔ ہم نے اسی زمین میں ایک طرف اس کی قبر بنا دی۔ اس وقت رنجیت بلک بلک کر رو رہا تھا اور اسی قبر پر گھنٹوں بیٹھا رہتا تھا، آج بھی وہ وہاں اکثر جاتا ہے۔ ان واقعات کو سامنے رکھ کر میں کہتا ہوں کہ ان دونوں کو اس مٹی سے پیار ہے۔ ہمیں اس سوئے ہوئے پیار کو جگانے کی ضرورت ہے۔''

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:14 AM

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، اب مجھے اپنے بچوں پر اعتماد آ گیا ہے۔''

''بھیا! لگتا ہے جلدی میں ہم نے فیصلہ لے لیا۔ اب کیا کریں''

''شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو رنجیت، مگر ہمیں ڈٹ کر کچھ کر دکھانا ہوگا۔ تبھی ہم پتا جی سے یہ جائیداد مانگ سکتے ہیں۔

''اماں! پتا جی! ہمیں آشیرواد دیجئے، آج دھان بونے جا رہے ہیں۔''

''بوائی سے پہلے اپنی بہن کی سمادھی پر ضرور جانا''

''جنیت اور رنجیت نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، اپنی چپلیں اتار دیں کیچڑ بھرے کھیت میں اتر گئے۔

دھرتی اور سمادھی کی طرف نظریں اٹھائیں اور ہاتھ جوڑ دئے۔

باپ نے بڑے غرور سے اپنے بیٹوں کی طرف دیکھا!

چار مہینوں بعد

''ارے، تم دونوں سوئے نہیں؟ کیا سوچ رہے ہو؟ کل تو فصل کی کٹائی کرنی ہے۔''

''اسی لئے ہم فکرمند ہیں۔''

''یہ فصل تم دونوں کی محنتوں کا صلہ ہے تمہاری انتھک کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے۔ اس میں فکر کی کیا بات ہے۔

''ہم نے پوری محنت اور لگن کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔ یہ ہمارے بچوں کی طرح ہے۔ ہم نے ہل چلایا ہے، کھاد ڈالی ہے، پانی سینچا ہے، اس کی پوری دیکھ بھال کی ہے، ہمیں یہ سوچ کر دکھ ہو رہا ہے کہ کل کے بعد دھانوں کی تلاش میں پرندے یہاں نہیں آئیں گے، چڑیاں بھی اپنے گھونسلے چھوڑ کر چلی جائیں گی''۔ رنجیت بے حد اداس لہجہ میں بولا۔

بلبیر سنگھ نے پچاس سالوں میں پرندوں، چڑیاں، سانپوں کے بارے میں کچھ سوچا ہی نہیں۔ یہ بیٹے تو اس سے بھی آگے ہیں۔ اس کا سینہ فخر سے تن گیا۔ ''لیکن تم نے اب تک جو رقم خرچ کی ہے کیا اس کٹائی سے وہ رقم نکل آئے گی؟''

''کوئی کسان ایسا حساب کرنے لگے تو وہ زراعت ہی نہیں کر پائے گا۔ آپ جانتے ہیں یہاں نفع نقصان نہیں دیکھا جاتا۔ کچھ بھی ہو ہم اس مٹی سے جدا ہو کر نہیں رہ سکتے، ہم زراعت ہی نہیں کر پائیں گے۔ ہم نے زراعت سیکھی، اس کے ساتھ قدرت سے پیار کرنا بھی سیکھا۔ اب ہم کسانوں کی طرح پنگل (کٹائی کا جشن) بھی منائیں گے، آئندہ اسے بیچنے کی بات نہیں کریں گے۔ آپ ساتھ مل کر اس زمین میں محنت کریں گے'' دونوں نے بڑے جوش کے ساتھ کہا۔

بلبیر سنگھ کی آنکھیں بھیگ گئیں، اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو لپٹا لیا۔ اور کہا ''آخر میں یہی دھرتی ہمارا بوجھ اٹھائے گی، وہ صرف یہ چاہتی ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں اور اس سے بھرپور پیار کریں!''

I. مختصر سوالات:

1۔ ''مٹی کی بو'' کہانی کے تخلیق کار اور مترجم کون ہیں؟

2۔ بلبیر سنگھ کا جینت اور رنجیت سے کیا رشتہ تھا؟

3۔ بچوں نے باپ سے جھجکتے ہوئے کیا کہا؟

4۔ جینت اور رنجیت کو کونسی فکر پریشان کر رہی تھی؟

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:14 AM

5۔ چھ مہینے کی بے روزگاری نے بچوں کو کیا کر دیا تھا؟
6۔ باپ کے خلاف رنجیت کا اعلان کیا تھا؟
7۔ زمین دینے پر راضی ہوتے ہوئے بلبیر سنگھ نے کیا شرط رکھی؟
8۔ دوستوں اور عزیزوں سے زیادہ مٹی کیا سکھاتی ہے؟
9۔ بلبیر سنگھ جذباتی لہجے میں دونوں بیٹوں سے لپٹ کر کیا کہا؟
10۔ جینت اور رنجیت نے اپنے باپ کی شرط کو کیسے پورا کیا؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ ''مٹی کی بُو'' کہانی کا خلاصہ تحریر کرتے ہوئے ایک کسان اور زمین کے آپسی رشتہ کو واضح کیجئے۔
2۔ کسان کا مٹی سے کیا رشتہ ہے؟ ''مٹی کی بو'' کہانی کی روشنی میں واضح کیجئے؟

قواعد

اکائی 3

جنس غیر حقیقی (بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث) کی پہچان :

تمام بے جان اسموں کے تذکیر و تانیث کا کوئی ایک مقررہ قاعدہ نہیں ہے۔
مختلف اسموں کے لئے الگ الگ قاعدے استعمال کئے جاتے ہیں۔

1۔ وہ اسم جن کے آخر میں الف یا ہ ہوتی ہے مذکر ہوتے ہیں جیسے چولھا، حقہ، کمرہ، تھیلا، وغیرہ۔
2۔ وہ اسم جن کے آخر میں ''یا'' ہو بالعموم مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے گڑیا، ڈبیا، وغیرہ۔
3۔ جن اسموں کے آخر میں یائے معروف (ی) ''ت'' ہوتی ہے بالعموم وہ مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے لکڑی، روٹی، ساڑی، عادت، عبادت، محنت، وغیرہ
4۔ زبانوں کے نام جیسے انگریزی، ہندی، اردو، عربی، تمل، وغیرہ مؤنث ہوتے ہیں۔
5۔ پہاڑوں، دھاتوں، جواہرات، ستاروں، سیّاروں کے نام مذکر ہوتے ہیں۔
جیسے ہمالہ، نیلگری، سونا، تانبا، ہیرا، موتی، ثاقب، عطارد، وغیرہ۔

سوالات : 1۔ بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث کا کوئی مقررہ قاعدہ لکھئے؟
2۔ بے جان مختلف اسموں کے لئے قاعدے کس طرح استعمال کئے جاتے ہیں؟
3۔ زبانوں کے نام بالعموم مذکر ہوتے ہیں یا مؤنث؟
4۔ دھاتوں کے اور جواہرات کے نام مؤنث ہوتے ہیں۔ مثالیں دیجئے۔
5۔ بے جان اسموں کے آخر میں یائے معروف (ی) ہو تو وہ بالعموم مؤنث ہیں یا مذکر ؟
6۔ درج ذیل بے جان اسموں میں مذکر مؤنث پہچانئے:
کمرہ، گڑیا، حقہ، چولھا، روٹی، لکڑی، اردو، سونا، چاند، ثاقب، عادت، ہمالہ، تانبا، عبادت، تلگو، چاندی، عطارد، تمل۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:15 AM

حصّہ نظم

اکائی 4

شکوہ اور جواب شکوہ

علامہ اقبالؒ



''شکوہ'' اور ''جوابِ شکوہ'' علامہ اقبالؒ کی معرکۃ الآرا نظموں میں شمار ہوتی ہیں جو پوری دنیا میں مقبول خاص وعام ہیں۔ علامہ اقبالؒ کی وہ نظمیں جنہیں شاہ کارانہ حیثیت حاصل ہے، ان میں علامہ کی یہ دونوں نظمیں بھی شامل ہیں۔ آپ کا یہ کلام دلسوز بھی ہے اور خوابیدہ دلوں کو بیدار بھی کرتا ہے۔

شکوہ میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے کارناموں کا ذکر بڑے دل نشین انداز میں کیا گیا ہے۔ اور خدا سے شکایت کا گویا اظہار بھی ہے جب کہ جواب شکوہ میں بڑے ہی مؤثر انداز میں اللہ کی طرف سے جواب دیا گیا ہے۔ اور قوم کی خستہ حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی ترقی کا راز بھی بتایا گیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد



علامہ اقبالؒ

- اس نظم کے ذریعہ شاعر کے خیالات اور جذبات سے واقفیت حاصل کرنا۔
- اس نظم میں قوم کی حالت زار اور اس کی پستی کا اندازہ ہوتا ہے اور فلاح دارین کے راز کا بھی افشاء ہوتا ہے، ان باتوں کی وضاحت کرنا۔
- خدا کے پیغام کو بندوں تک پہنچانے کے ایک نرالے انداز سے واقفیت حاصل کرنا۔
- بحیثیت بندہ، ہم اپنی ہر شکایت کو بارگاہ الٰہی ہی میں پیش کرسکیں، ایسے جذبات طلبہ کے اندر پیدا کرنا۔

شاعر کا تعارف

علامہ اقبالؒ 9/نومبر 1877ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ انہوں نے شمس العلماء سید میر حسن سے فارسی، عربی اور دیگر مشرقی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ 1892ء میں اسکاچ مشن ہائی اسکول، سیالکوٹ سے میٹرک، 1897ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی.اے. پاس کیا۔ 1899ء کو گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفہ میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی اور خان بہادر شیخ نانک بخش میڈل سے نوازے گئے۔ 1903ء میں گورنمنٹ کالج، لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 1905ء میں مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے انہوں نے انگلستان کا رخ کیا اور یہاں سے 1907ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری حاصل کی۔ 1908ء میں ہندوستان واپس ہوئے، اس کے بعد بیرسٹری شروع کردی۔ اقبال کی عالمگیر شہرت اور مقبولیت سے متاثر ہوکر انگریزی حکومت نے انہیں ''سر'' کا خطاب دیا۔ علامہ اقبال 1938ء میں طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال کرگئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:15 AM

علامہ اقبالؔ اپنی طالب علمی ہی کے زمانہ سے شعر کہنے لگے تھے۔ بانگِ درا، بالِ جبرئیل، ضربِ کلیم اور ارمغان حجاز یہ تخلیقات آپ کی شاعری کا کل سرمایہ ہیں جو ساری دنیا میں مقبول و معروف ہیں۔ علامہ اقبالؔ کی شاعری مقصدی ہیں۔ ابتداء میں انھوں نے مناظر قدرت اور حب الوطنی پر خوبصورت نظمیں لکھیں بعد میں شاعری کے ذریعہ خودی اور انسان کامل کا پیغام دیا۔ اقبالؔ نے بچوں کے لئے بھی خوبصورت نظمیں لکھی ہیں اور ہر نظم کے ذریعہ بچوں کو ایک پیغام دیا ہے۔

شکوہ

یہ شکایت نہیں ہیں ان کے خزانے معمور — نہیں محفل میں بھی جنھیں بات کرنے کا شعور
قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور — اور بے چارے مسلمان کو فقط وعدۂ حور

اب وہ الطاف نہیں ہم پہ عنایات نہیں
بات یہ کیا ہے کہ پہلی سی مدارات نہیں

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے — پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے — تیغ کیا چیز ہے؟ ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

جوابِ شکوہ

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں — راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے جوہر قابل ہی نہیں — جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں — امتی باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں — تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں

بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا بت بھی نئے تم بھی نئے

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا — نازش موسمِ گل لالہء صحرائی تھا
جو مسلمان تھا اللہ کا سودائی تھا — کبھی محبوب تمہارا یہی ہرجائی تھا

کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کرلو
ملتِ احمدِ مرسل کو مقامی کرلو

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:16 AM

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے — ہم سے کب پیار ہے؟ ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
طبعِ آزاد پہ قید رمضاں بھاری ہے — تمہیں کہدو کہ یہ آئینِ وفاداری ہے
قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

حاصل مطالعہ

نظم ''شکوہ'' میں علامہ اقبالؔ سارے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے شاکی ہیں کہ پوری دنیا میں آج مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں جب کہ ہم وہ قوم ہیں جن کی وجہ سے یہ کائنات کے رنگ و بو میں رونق نظر آرہی ہے ورنہ جس دن مسلمان خاک میں مل جائیں گے تو پھر باری تعالیٰ تجھے تو اس دنیا کی ضرورت ہی نہیں تو پھر ہم کیوں ذلیل وخوار ہورہے ہیں، علامہ نے خدا کے دربار میں جب مسلمانوں کی قابلیت وصلاحیت کو گنوایا اور ان کی خوبیوں کو نہایت ہی شاندار انداز میں پیش کیا تو انہیں جو جواب بارگاہ رب العزت کی جانب سے حاصل ہوا اس کو انہوں نے جواب شکوہ میں تفصیل سے بیان کردیا ہے۔ علامہ اقبالؔ اللہ کی جانب سے جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم تو رحم وکرم کرنے کی طرف مائل ہیں، لیکن خدا سے راہِ ہدایت مانگنے والا کوئی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ ہم ڈھونڈنے والوں کے لئے کامیابی کی راہیں کھول دیتے ہیں لیکن قوم کمزور ہوکر شرک وبدعات میں مبتلا ہوچکی ہے اور عملی اعتبار سے اس قدر گر چکی ہے کہ شانِ پیغمبری میں رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے۔ جب اسلام ان کے دلوں میں رچ بس گیا تو ان کی زندگیوں میں گویا ایک انقلاب برپا ہوچکا۔ ایک وہ دور بھی تھا کہ مسلمان اللہ کا سودائی تھا لیکن محبوب بھی تو اپنے بندوں کا نگہبان تھا۔ تم تو ایسے ہو کہ تمہارے اندر خدا بے زاری ہے۔ تمہارا کوئی عمل بھی آئینہء وفاداری میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی دین وملت کی خدمت ہورہی ہے، وہ تو تمہارے آباء واجداد کی محنت تھی جس کا پھل تم کھارہے ہو جب کہ تم تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو۔ حالانکہ تمہارا خدا نبی، دین، کعبہ، اور قرآن سب ایک ہے۔ تمہارا نفع اور نقصان بھی ایک ہے لیکن تم متحد نہیں ہو۔ کیا کوئی فرقہ بندی سے پنپ سکتا ہے۔ دراصل قلب میں سوز بھی نہیں ہے اور احساس بھی نہیں ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا پاس ولحاظ بھی نہیں ہے۔ تو خدا کی رحمت تم پر کس طرح مائل ہوسکتی ہے۔

I۔ (i) الفاظ معنی

بت گر = بت بنانے والا

معمور = آباد
قہر = ظلم
مدارات = خاطرداری
سائل = مانگنے والا
بت شکن = بت توڑنے والا
خوگر = عادی

شعور = احساس
قصور = محلات، قصر کی جمع
تیغ = تلوار
رہرو منزل = منزل کی طرف چلنے والا
الحاد = خدا کا انکار
بادہ آشام = شراب نوش

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:16 AM

خم = مٹکا　　مایۂ رعنائی = خوبصورتی کا باعث

گل = پھول　　نازش = فخر

گراں = بھاری، مشکل　　آئین = اصول

یکجائی = ہرجائی کی ضد ہے یعنی وہ شخص جو کسی ایک مقام پر رہتا ہو، یعنی ایک سے وفاداری کرنے والا

ہرجائی = بے مروت، بے وفا

(ii) اضداد

منفعت × مضرت　　قابل × ناقابل

تعمیر × تخریب　　پدر × پسر

محبوب × مبغوض　　سرکش × فرماں بردار

وفادار × بے وفا　　قہر × عدل

شعور × لاشعور

(iii) واحد جمع

شکایت + شکایات　　قصر + قصور

لطف + الطاف　　عنایت + عنایات

مذہب + مذاہب　　تعمیر + تعمیرات

رسوائی + رسوائیاں　　قوم + اقوام

II۔ (i) دیے گئے اشعار کی تشریح کیجیے:

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے　　پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے　　تیغ کیا چیز ہے؟ ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے

زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے　　ہم سے کب پیار ہے؟ ہاں نیند تمھیں پیاری ہے

طبع آزاد پہ قید رمضاں بھاری ہے　　تمھیں کہدو کہ یہ آئینِ وفاداری ہے

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:17 AM

(ii) شعر مکمل کیجئے:

1۔ ..... نہیں ہیں ان کے خزانے معمور

2۔ قوم مذہب سے ہے مذہب جو .....

3۔ جذب باہم جو تمہیں محفل .....

4۔ کوئی قابل ہو تو ہم .....

5۔ ڈھونڈنے والوں کو .....

III۔ صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں ..... (لڑ جاتے تھے/اڑ جاتے تھے/بھڑ جاتے تھے/جھڑ جاتے تھے)

2۔ علامہ اقبال بمقام ..... پیدا ہوئے۔ (سیالکوٹ/دہلی/فیض آباد/آگرہ)

3۔ علامہ اقبال کی معرکتہ الآرا نظم ..... ہے۔ (خدا کی نعمتیں/خاک وطن/جواب شکوہ/دنیا کی بے ثباتی)

4۔ علامہ اقبال کا انتقال ..... میں ہوا (1947/1938/1942/1950)

5۔ 1905 میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ..... گئے (امریکہ/پاکستان/افغانستان/انگلستان)

6۔ مدارات کے معنی ..... ہے (ذمہ داری/تیمارداری/خاطرداری/وفاداری)

7۔ انگریزی حکومت نے اقبال کو ..... کا خطاب دیا (سر/خان بہادر/نواب/سالار جنگ)

8۔ یہ شکایت نہیں ہیں ان کے خزانے ..... (معمور/محفوظ/منظور/مستور)

9۔ اقبال نے فارسی اور عربی ..... سے سیکھی (سرسید احمد خان/حالیؔ/میر حسن/محمد حسین آزاد)

10۔ الطاف جمع ہے ..... (لطیف کی/لطیفہ کی/لطف کی/لطائف کی)

IV۔ جوڑ لگایئے:

1۔ علامہ اقبالؔ نے میٹرک پاس کیا	اکھڑ جاتے تھے
2۔ ہم سے کب پیار ہے	کوئی سائل ہی نہیں
3۔ ہم تو مائل بہ کرم ہیں	اقبالؔ کا مجموعہ کلام
4۔ پاؤں شیروں کے بھی	گورنمنٹ کالج، لاہور میں
5۔ بانگِ درا	ہاں نیند تمہیں پیاری ہے



V۔ مختصر سوالات:

1۔ اللہ ڈھونڈنے والوں کو کیا دیتا ہے؟

2۔ اللہ کے سودائی کون تھے؟

3۔ طبع آزاد پر کیا چیز بھاری ہے؟

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:17 AM

4۔ بت شکن اور بت گر کا مطلب لکھئے؟

5۔ صبح کی بیداری کس پر گراں ہوتی ہے اور کیوں؟

6۔ شکوہ اور جواب شکوہ کا مطلب بیان کیجئے؟

7۔ قوم کا وجود کس سے ہوتا ہے؟

8۔ اقبالؔ کی شاعری سے متعلق چند جملے لکھئے؟

9۔ بے چارے مسلمان کس بات سے محروم ہیں؟

10۔ میدان جنگ کی بہادری کا نقشہ کھینچئے؟

VI۔ تفصیلی سوالات:

1۔ ''شکوہ'' اور ''جوابِ شکوہ'' علامہ اقبالؔ کی معرکۃ الآراء نظموں میں شمار ہوتی ہیں، اشعار کے حوالے سے اس قول کی وضاحت کیجئے؟

2۔ نظم ''شکوہ اور جوابِ شکوہ'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے؟

عملی کام:

علامہ اقبالؔ کی دوسری نظموں کا مطالعہ کیجئے اور ان کے خیالات کو نوٹ کیجئے۔

اس نظم کے ابتدائی پانچ بند زبانی یاد کیجئے۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ شکوہ اور جواب شکوہ کے اشعار کے ذریعے ایک بحث کیجئے۔

مزید استفادہ کے لئے:

بانگِ درا میں سے نظم ''شکوہ'' کا مطالعہ کیجئے۔

نظم ''طلوعِ اسلام'' کا مطالعہ کرتے ہوئے پسندیدہ اشعار کو جمع کیجئے۔

نظم ''وطنیت''، ''خطاب بہ جوانان اسلام''، ''مسلم اور نوید صبح'' کا مطالعہ کیجئے۔

درج ذیل میں ضرب الامثال کے معنی دئے گئے ہیں۔ انھیں جملوں میں استعمال کیجئے:

1۔ آٹے کے ساتھ گھُن بھی پس گیا۔ (جب کوئی عام مصیبت یا تباہی آتی ہے تو صرف برے لوگ ہی نہیں، بلکہ اچھے بھی متاثر ہوتے ہیں)

2۔ اندھیر نگری چوپٹ راج۔ (ہر طرف بے انتظامی اور بے سلیقہ پایا جانا)

3۔ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے۔ (ایک بُرا آدمی سب کو بگاڑ دیتا ہے)

4۔ اونٹ کے منہ میں زیرہ۔ (جہاں زیادہ چیز کی ضرورت ہو، اور تھوڑی سی چیز ملے)

5۔ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ (بڑے تو بدمعاش ہی تھے چھوٹے ان سے بھی بڑھ کر نکلے)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:17 AM

حصّۂ نثر

اکائی 4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

مولوی سید رضوان عمری



اس مضمون کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ اور اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کے مقام و مرتبہ اور افضلیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اسلام کے دورِ اول ہی میں نورِ اسلام سے منور ہوگئیں، جس کی وجہ سے آپ کی تربیت خالص اسلامی ماحول میں ہوئی۔ حضرت عائشہ ؓ کو کئی لحاظ سے تمام امہات المؤمنین پر برتری حاصل ہے۔ رسول اللہ ؐ حضرت عائشہؓ کو بے انتہا چاہتے تھے۔ آپ نہایت سخی، فیاض، زاہدہ و عابدہ اور معزز خاتون تھیں۔ آپؓ نے تقریباً دو ہزار دوسو حدیثیں روایت کی ہیں۔ بعض اکابرین کا قول ہے کہ احکامِ شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ انہی سے منقول ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کو عبادت الٰہی میں بھی بے انتہا شغف تھا۔ فرائض کے علاوہ سنن و نوافل کی بھی بڑی سختی سے پابندی کرتی تھیں۔

سیکھنے کے مقاصد

- طلباء و طالبات میں سیرت عائشہؓ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنا اور اس کے ذریعہ بہترین اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔
- اس مضمون کی روشنی میں اپنے اندر توکل علی اللہ، سخاوت اور فیاضی کی صفت پیدا کرنا۔
- سیرت عائشہؓ کے ذریعہ طلباء کے اندر دینی علم کے حصول کا شوق پیدا کرنا۔
- امہات المؤمنین کی قدر و منزلت اور عظمت کے جذبے کو طلباء اور طالبات میں بیدار کرنا۔
- اس مضمون کے ذریعہ ''بحیثیت عورت'' جو نصیحتیں حاصل ہوسکتی ہیں، انھیں اخذ کرنا۔

مضمون نگار کا تعارف:

حضرت عائشہؓ کے مضمون نگار کا نام مولوی سید رضوان عمری ہے۔ آپ کی پیدائش 26 اپریل 1965ء کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد مولوی حافظ سید عبدالکبیر عمریؒ ایک جید عالم تھے جنھوں نے ہندوستان کی مشہور و معروف دینی درسگاہ جامعہ دارالسلام، عمرآباد میں تقریباً ستر سال تک بحیثیت استاد تفسیر خدمات انجام دیں۔ 1991ء سے شہر وانمباڑی کی مشہور و معروف عصری تعلیمی درسگاہ اسلامیہ بائز ہائیر سکنڈری اسکول میں بحیثیت اردو استاد خدمات انجام دے رہے ہیں۔ قومی سمیناروں میں آپ نے اپنے مقالات بھی پیش کئے۔ ڈسٹرکٹ بہترین استاد کے ایوارڈ سے آپ نوازے گئے۔ 2011ء میں آپ کو ساتویں جماعت کے نصابی کمیٹی کا رکن بنایا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:18 AM

مذہب اسلام میں امہات المومنین کو جو مقام و مرتبہ اور افضیلت حاصل ہے، کسی اور کو وہ شرف حاصل نہیں۔ اگر نبوت کے ابتدائی کٹھن اور مشکل ترین حالات میں رسول اکرمؐ کا ساتھ اور سہارا دینے والی ایک صاحبہ عزیمت خاتون تھیں تو نبوت کے پیغام اور شریعت کے احکام کو عام لوگوں تک پہنچانے کی سعادت بھی ایک عورت ہی کے حصے میں آتی ہے۔ یہ ایسا شرف ہے جو قیامت تک آپ سے کوئی چھین نہیں سکتا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو جو کچھ ارشاد فرمایا تھا، وہ بیشک صحابہؓ کے ذریعہ ہم تک پہنچایا گیا۔ لیکن آپ کی گھریلو زندگی کے اعمال اور اقوال و افعال کو امت تک پہنچانے کا سہرا ماں عائشہؓ کے سر پر سجتا ہے۔ آپؓ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ حضرت جبرئیلؑ مستقل آپ ہی کے کمرہ میں وحی لاتے تھے، لوگوں تک وحی کی کیفیت کو پہنچانے کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کے والد کا نام حضرت ابوبکر صدیقؓ اور والدہ کا نام زینب اور کنیت امّ رومان تھی۔ آپ کا نام عائشہ صدیقہ اور حمیرا لقب، اُم عبداللہ کنیت تھی۔ رسولؐ کی ہجرت سے آٹھ یا نو سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔ بیت ابوبکر کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اسلام کے دور اول ہی میں نور اسلام سے منور ہو گیا تھا۔ اور حضرت عائشہؓ ان خوش قسمت خواتین میں سے تھیں جو خالص اسلامی ماحول کی پروردہ تھیں۔ رب کائنات نے آپؓ پر ایسے بے پناہ کرم کے فیصلے کئے کہ اسلامی تاریخ میں وہ مقام و مرتبہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ ابتداء ہی سے کفر و شرک سے نا آشنا رہیں۔ آپ خود فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو دیکھا، انھیں نعمت اسلام سے بہرہ مند پایا۔ ازواج مطہرات میں یہ خصوصیت حضرت عائشہؓ ہی کو حاصل ہے کہ وہ رسولؐ کی کنواری بیوی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کا نکاح آنحضرتؐ سے پانچ سو درہم کے عوض سن ۱۰ نبوی میں ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ذہانت اور حاضر جوابی میں بہت مشہور تھیں۔ اس سلسلے میں ان کے متعدد واقعات تاریخ و سیرت کی کتابوں میں منقول ہیں۔ جن میں ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ گڑیوں سے کھیل رہی تھیں کہ رسول اللہؐ تشریف لائے، ان گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے دائیں بائیں پَر تھے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا عائشہؓ! یہ کیا ہے؟

عرض کیا : گھوڑا ہے۔

آپؐ نے فرمایا : گھوڑوں کے تو پَر نہیں ہوتے۔

برجستہ جواب دیا کیوں نہیں ہوتے؟ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے تو پر تھے۔

آنحضرتؐ اس فوری جواب اور بے ساختہ پن پر مسکرا دئے۔

آنحضرتؐ کی حضرت عائشہؓ سے محبت:

ایک مرتبہ آنحضرتؐ دوپہر میں تشریف لائے تو فرمایا عائشہؓ ! مجھے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ تم غصہ میں کب رہتی ہو اور کب مجھ سے خوش رہتی ہو؟ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم خوش رہتی ہو تو بات کرتے ہوئے "لا و رب محمد" کہتی ہو اور جب غصہ میں رہتی ہو تو "لا و رب ابراھیم" کہتی ہو۔ میں نے کہا! واقعی یارسول اللہ ﷺ! غصہ میں میں آپ کا نام نہیں لیتی۔

حضرت عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ ! میں نے پوچھا مردوں میں کون؟ آپؐ نے فرمایا! ان کے والد، پھر میں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا: عمر بن خطابؓ اور پھر ترتیب وار چند لوگوں کے نام گنوائے۔

حضرت عائشہؓ کا علم

حضرت عائشہؓ علمی بصیرت اور فقاہت کے اونچے مرتبے پر فائز تھیں۔ اکابر صحابہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر بعض نہایت مشکل اور پیچیدہ مسائل دریافت فرماتے۔ رسولؐ نے فرمایا! میری عائشہؓ تو آدھا دین ہے۔ آپ تمام عالمِ اسلام کے لئے رُشد و ہدایت، علم و فضل اور خیر و برکت کا ایک عظیم مرکز بنی رہیں۔ آپ سے دو ہزار دو سو دس (2210) حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں 174 (ایک سو چوہتر) احادیث متفق علیہ ہیں۔ 154 (ایک سو چوّن) احادیث

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:19 AM

صرف بخاری شریف میں منفرد اور 169 (ایک سوانسٹھ) احادیث مسلم میں منفرد ہیں۔ بعض کا قول یہ ہے کہ احکامِ شریعہ کا ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب محمدؐ کو کوئی ایسی بات کبھی پیش نہیں آئی جس کا حل ہم نے عائشہؓ سے دریافت کیا ہو۔ اور ہمیں آپ نے اس کا حل نہ بتلایا ہو۔ ہمیں جب کبھی کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو حضرت عائشہؓ کے پاس جواب مل جاتا تھا۔ اماں عائشہؓ کی علمی برتری کی ایک وجہ تو ان کی بے مثال ذہانت اور بے نظیر حافظہ تھا، دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ عام صحابہؓ ادب واحترام کی وجہ سے رسول اکرمؐ کے سامنے لب کشائی نہیں کرتے تھے، لیکن اماں عائشہؓ کو جس مسئلے میں اشتباہ ہوتا تھا، اس کے بارے میں بلا جھجک آپ سے دریافت کر لیتی تھیں۔ یوں آپؐ سے پوچھ تاچھ کر سیدہ عائشہؓ نے اتنا علم حاصل کر لیا تھا کہ امام زہریؒ شہادت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ امت فقہ اسلامی کے لئے جتنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی ممنون ہے اتنی ہی حضرت عائشہؓ کی بھی ممنون ہے۔ اگر تمام مردوں کا اور امہات المؤمنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم ان سب سے زیادہ ہوگا۔

عروہ بن زبیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے فقہ طب اور شاعری میں حضرت عائشہؓ سے زیادہ کسی عالم کو نہیں پایا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے صاحب زادے ابوسلمہؒ جو ایک جلیل القدر تابعی تھے، کہتے ہیں: ''میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر سنتِ نبوی کا عالم، فقہ دین کا ماہر اور آیات قرآن مجید کے شان نزول اور فرائض کا جاننے والا کسی اور کو نہیں پایا۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں: عائشہؓ تمام لوگوں سے زیادہ عالم تھیں۔ اگر عائشہؓ کے علم کو تمام ازواجِ مطہرات اور دوسری عورتوں کے علم سے موازنہ کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم زیادہ ہوگا۔

حضرت عائشہؓ ادب وخطابت میں بھی اونچا مقام رکھتی تھیں۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا وہ تمام صحابہؓ میں ممتاز تھیں۔ رسولؐ کے انتقال کے بعد اپنے مسائل حل کرنے کے لئے صحابہؓ آپؓ کی درسگاہ کی طرف رجوع ہوتے تھے، اور درسگاہِ عائشہؓ سے مستفید ہوتے تھے، یعنی ہر مسئلہ کے متعلق انہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ معلوم تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے شاگردوں کی تعداد دوسو کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے، جن میں عائشہ بنت طلحہؓ، ابوسلمہؒ اور عروہ بن زبیرؒ، قاسم بن محمدؒ، مسروق تابعیؒ بہت مشہور ہیں۔

سخاوت اور فیاضی:

حضرت عائشہؓ نہایت سخی اور فیاض تھیں۔ ایک دن روزے سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے اور کچھ نہ تھا، اتنے میں ایک مسکین عورت آئی اور اس نے سوال کیا، خادمہ کو حکم دیا کہ جو روٹی گھر میں پڑی ہے اسے کھلا دو، اس نے عرض کیا ''آپ روزہ کس چیز سے افطار کریں گی''؟ فرمایا: اللہ مالک ہے۔ شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہنے لگیں: لو، کھالو، یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ بڑی زاہدہ، عابدہ، اور معزز خاتون تھیں۔ تمیم بن سلمہؒ، عروہ بن زبیرؒ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کو دیکھا کہ انھوں نے ستر ہزار درہم اللہ کی راہ میں تقسیم کئے اور خود اپنے لباس کو پیوند لگائے ہوئے تھیں۔

ایک دفعہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم پیش کئے۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا، تمام دراہم مستحقین میں تقسیم کر دئے اور حال یہ تھا کہ گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو کنیز سے کہا: میری افطاری لاؤ۔ وہ روٹی اور تیل لے کر حاضر ہوگئی۔ پھر کنیز نے کہا: آپ نے آج اتنی بڑی مقدار میں درہم تقسیم کئے ہیں!

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:20 AM

حضرت عائشہؓ کی فضیلت :

فرماتی ہیں کہ ''دوسری ازواج مطہرات پر مجھے دس باتوں میں فضیلتیں حاصل ہیں، جن میں سے پانچ کا ذکر نیچے کیا گیا ہے:

۱۔ آنحضرتؐ نے میرے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں فرمایا۔

۲۔ آپؐ کی کسی زوجہ مطہرہ کے ماں باپ دونوں مہاجر نہیں تھے سوائے میرے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔

۴۔ آپؐ میرے گھر (حجرے) میں مدفون ہیں۔ جس دن آپؐ کی وفات ہوئی آپؐ میرے گھر میں تھے۔

۵۔ میں پاکیزہ گھرانے میں پیدا کی گئی، مجھ سے مغفرت اور عظمت کی روزی کا وعدہ کیا گیا۔

یہ وہ خاتون تھیں جنھوں نے ایک ایسی مثالی زندگی گذاری، جن سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ آپ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اسلام کی زندگی میں ابتدا سے شریک رہیں۔ جنگ جمل کے واقعہ میں لشکر کی قیادت کی۔

انسانی مؤرخین ہر دور میں صنف نازک کو جذباتیت، عجلت پسندی، اور سطحی فیصلوں کے لئے ہمیشہ یاد کرتے ہیں۔ اگر کسی نے ماہر نفسیات کے تجربات کو غلط ثابت کیا تو وہ عائشہؓ ہیں۔ جہاں عورتیں چھوٹا دل رکھنے والی سمجھی جاتی ہیں ان سے بھی حضرت عائشہؓ مستثنیٰ ہیں۔ قیامت تک بزم نسوان جس ہستی کو اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتی ہے اور سمجھتی رہے گی، وہ حضرت عائشہؓ ہیں۔ جب وہ باحیات تھیں، اُس وقت بھی اور جس دن وہ آغوشِ رحمت میں گئیں، اس کے بعد بھی تا قیامت یہ پھول اپنی بھرپور تازگی کے ساتھ اپنی خوشبو، اپنی مہک، خوشبوئے فراست اخلاقی عظمت قرآن فہمی کے نکات حیاتِ نبوی کے دلاویز واقعات بکھیرتا رہے گا۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کے دن و رات کا بیشتر حصہ عبادت میں، یا لوگوں کو مسائل بتانے میں صرف ہوتا تھا۔ آپ کا دل مہر و محبت اور عفو و شفقت کا خزینہ تھا۔ دشمنوں اور مخالفوں تک کو معاف کر دیتیں۔ اُم المومنینؓ کو غیبت اور بدگوئی سے سخت نفرت تھی۔ آپ سے روایت شدہ حدیث میں، کسی شخص کی توہین یا بدگوئی کا ایک لفظ بھی نہیں ملتا۔ دل میں حد درجہ خوفِ خدا تھا۔ بعض اوقات عبرت پذیری کی کوئی بات یاد آجاتی تو بے اختیار رونے لگتی تھیں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں کبھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ کیوں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی یاد آجاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوئے؟ خدا کی قسم! آپ نے کبھی دن میں دو بار بھی سیر ہو کر نہیں کھایا۔ آپؓ کو عبادتِ الٰہی سے بے انتہا شغف تھا۔ فرض نمازوں کے علاوہ سنتیں اور نوافل بھی کثرت سے پڑھتی تھیں۔ تہجد اور چاشت کی نماز کو آپؓ نے زندگی بھر ناغہ نہیں کیا۔ حج کی ادائیگی کی شدت سے پابند تھیں اور رمضان کے روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی بڑی کثرت سے رکھتی تھیں۔

ایثار اور قربانی :

فضائل اخلاق کے لحاظ سے حضرت عائشہؓ کا رتبہ بہت بلند تھا۔ کیوں نہ ہو ایک یہی ام المؤمنینؓ ہی تو ہیں جن کے ایثار و قربانی نے حضرت عمرؓ کو قیامت تک کے لئے پہلوئے رسولؐ میں آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ انسانیت ایسی پیکرِ حیات کو قیامت تک دیکھنے کے لئے ترسے گی جس نے دنیا سے چلے جانے والوں سے بھی پردہ کیا، کہ حضرت عمرؓ کی تدفین کے بعد بھی بغیر چادر اوڑھے، رسولؐ کی قبر کے پاس نہیں جاتی تھیں۔ اسی طرح جب امہات المؤمنین کو دنیوی عیش و آرام اور رسولؐ میں سے کسی ایک کو چننے کا اختیار دے دیا گیا تو عائشہؓ نے رسول اللہؐ کو ترجیح دی۔

حضرت عائشہؓ کی وفات :

حضرت عائشہ صدیقہؓ 17 رمضان 58 ہجری میں 67 سال کی عمر میں وفات پائیں۔ وصیت کے مطابق رات کو بعد نماز وتر جنت البقیع (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں دفن کیا گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ ایسا پہلے کبھی نہ دیکھا گیا تھا۔ آپؓ کے انتقال

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:20 AM

سے تمام عالمِ اسلام میں صفِ ماتم بچھ گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر اپنی کنیت اُم عبداللہ رکھی تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔



حاصل مطالعہ

اس مضمون کے مطالعہ سے ہمیں حضرت عائشہؓ کی زندگی کے حالات، اور آپ کے اخلاق کا علم ہوتا ہے۔ امہات المؤمنین میں حضرت عائشہؓ کو یہ خصوصیت حاصل رہی کہ وہ رسولؐ کی کنواری بیوی تھیں۔ حضرت عائشہؓ ذہانت اور حاضر جوابی میں مشہور تھیں۔ آپؓ نہایت سخی، فیاض اور زاہدہ و عابدہ تھیں۔ علمی بصیرت کا عالَم یہ تھا کہ بڑے بڑے صحابہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بعض نہایت مشکل مسائل کا حل دریافت فرماتے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ احکام شرعیہ کا ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہؓ ہی سے منقول ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر قسم کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں جن میں سے 174/ احادیث متفق علیہ ہیں۔ 154/ احادیث صحیح بخاری میں اور 169/ احادیث صحیح مسلم میں ہیں۔

حضرت عائشہؓ ادب و خطابت میں بھی اونچا مقام رکھتی تھیں۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا تمام صحابہؓ سے ممتاز تھیں۔ جہاں تک آپ کی سخاوت و فیاضی کا تعلق ہے، کوئی سوالی آپ کے در سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹتا تھا۔ ایک دفعہ عبداللہ بن زبیرؓ نے آپ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم پیش کئے، آپ روزے سے تھیں، تمام دراہم مستحقین میں تقسیم کر دئے یہاں تک کہ گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز باقی نہ رہی۔ یہ وہ خاتون تھیں جنھوں نے ایسی قابل رشک زندگی گزاری کہ قیامت تک آنے والی عورتوں کے لئے نصیحت ہے، عبرت اور سبق ہے۔ 17 رمضان 58 ہجری میں 67/ سال کی عمر میں آپؓ کی وفات ہوئی۔

I.(i) الفاظ معنی

امہات	=	مائیں	کٹھن	=	مشکل
ناآشنا	=	ناواقف	معزز	=	عزت دار
موازنہ	=	اندازہ کرنا، تقابل	مروی	=	روایت کی ہوئی
برأت	=	بچاؤ، صفائی، نجات	معرکہ	=	میدان جنگ
برتری	=	فضیلت، بزرگی، بڑائی	خاتون	=	عورت
اشکال	=	مشکل، دشواری	آشنا	=	واقف کار، شناسا، جان پہچان والا
کنواری	=	بن بیاہی لڑکی	پیچیدہ	=	لپٹا ہوا، مشکل
خزینہ	=	خزانہ	اجتناب	=	بچاؤ
شغف	=	بے حد محبت	بقیع	=	مدینہ منورہ کے قبرستان کا نام
عبرت پذیری	=	نصیحت حاصل کرنا	بہتّر	=	72
چھپن	=	56	سعادت	=	نیکی، خوش نصیبی
بے ساختہ پن	=	بے تکلفی، برجستگی، سادہ پن	کنیز	=	نوکرانی، لونڈی، غلام
اشتباہ	=	گمان، شک و شبہ			

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:21 AM

(ii) واحد جمع

اُمّ	+	امہات	خاتون	+	خواتین
زوج	+	ازواج	خصوصیت	+	خصوصیات
مسکین	+	مساکین	درہم	+	دراہم
مسئلہ	+	مسائل	روایت	+	روایات
اشکال	+	اشکالات	حدیث	+	احادیث

(iii) اضداد

منوّر	×	غیر منور، اندھیرا	خوش قسمت	×	بدقسمت
کنواری	×	شادی شدہ	منقول	×	غیر منقول
آشنا	×	ناآشنا	ترتیب وار	×	غیر ترتیب وار
معزز	×	غیر معزز	ممتاز	×	غیر ممتاز
مستحق	×	غیر مستحق	پابند	×	غیر پابند

(iv) جوڑ ملایئے:

1۔	حضرت عائشہؓ	a)	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ
2۔	والدہ کا نام	b)	تابعی
3۔	حُمیرا	c)	سخی اور فیاض تھیں
4۔	ابوسلمہ	d)	زینب (اُمِّ رومان)
5۔	بھانجے	e)	لقب

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ حضرت عائشہؓ کے مضمون نگار ..... ہیں۔ (زین العابدین/سید رضوان/سید محی الدین/سید عبدالقادر)

2۔ نبوت وشریعت کے احکام لوگوں تک پہنچانے میں.....کا زیادہ حصہ ہے
(حضرت خدیجہؓ /حضرت عائشہؓ /حضرت سودہؓ/حضرت حفصہؓ)

3۔ حضرت عائشہؓ کے والد کا نام ..... ہے۔ (حضرت ابوبکرؓ /حضرت عمرؓ/حضرت عثمانؓ /حضرت عباسؓ)

4۔ رسولؐ .....کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ (حضرت عائشہؓ /حضرت سودہؓ /حضرت میمونہؓ /حضرت حفصہؓ)

5۔ رسولؐ.....کے کمرے میں مدفون ہیں ۔ (حضرت خدیجہؓ /حضرت عائشہؓ /حضرت ابوبکرؓ /حضرت امّ ہانیؓ)

6۔ جنگِ جمل.....کی شہادت کے بعد پیش آئی۔ (حضرت عمرؓ /حضرت عثمانؓ /حضرت علیؓ /حضرت حسینؓ)

7۔ حضرت عائشہؓ کا انتقال ماہ ..... میں ہوا۔ (شوال/رجب/رمضان/ذیقعدہ)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:21 AM

III. مختصر ترین سوالات :

1۔ حضرت عائشہؓ کے والدین کا نام کیا ہے؟

2۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے حضرت عائشہؓ کا کیا رشتہ تھا؟

3۔ حضرت عائشہؓ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟

4۔ حضرت عائشہؓ کا انتقال کب ہوا؟

5۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بیٹے کا نام کیا ہے؟

6۔ حضرت عائشہؓ کے کسی ایک شاگرد کا نام لکھئے؟

7۔ حضرت عائشہؓ کو ازواجِ مطہرات پر جو فضیلتیں حاصل ہیں، ان میں سے کسی ایک کا ذکر کیجئے؟

IV. مختصر سوالات :

1۔ مضمون ''حضرت عائشہؓ '' کے مضمون نگار کے بارے میں چند جملے لکھئے؟

2۔ حضرت عائشہؓ کا نام اور کنیت کیا تھی؟

3۔ ازواجِ مطہرات پر حضرت عائشہؓ کو جو فضیلتیں حاصل ہیں، ان میں سے چند کا ذکر کیجئے۔

4۔ حضرت عائشہؓ کی سخاوت کے متعلق چند جملے لکھئے۔

5۔ حضرت عائشہؓ کے علم کے متعلق چند جملے لکھئے۔

6۔ رسولؐ نے حضرت عائشہؓ کے بارے میں کیا کہا؟

7۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عائشہؓ کے علم کے بارے میں کیا فرمایا؟

8۔ حضرت عائشہؓ سے کتنی احادیث مروی ہیں؟

9۔ حضرت عائشہؓ کی چند فضیلتیں بیان کیجئے؟

10۔ حضرت عائشہؓ کا انتقال کب ہوا؟ اور آپ کو کہاں دفن کیا گیا؟

V. تفصیلی سوالات :

1۔ حضرت عائشہؓ کے اخلاق و عادات پر تفصیلی مضمون لکھئے۔

2۔ مضمون ''حضرت عائشہؓ '' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

مزید استفادہ کے لئے :

۱۔ حضرت عائشہؓ : سیرت کے آئینہ میں

۲۔ اسلام کی بیٹیاں: محمد اسحاق بھٹی

۳۔ تذکار صحابیات: طالب ہاشمی۔

۴۔ سیرتِ عائشہؓ : سید سلیمان ندوی

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:22 AM

حصّہ غـزل

اکائی 4

غزل

حفیظ الرحمٰن اعظمی حفیظؔ عمری

شاعر کا تعارف



اس غزل کے شاعر کا نام حفیظ الرحمٰن اعظمی اور تخلص حفیظؔ ہے۔ آپ مولانا محمد نعمان اعظمی کے فرزند ہیں۔ آپ نے حفظِ قرآن مجید کے بعد جامعہ دارالسلام عمرآباد، میں داخلہ لیا اور یہیں سے آپ نے عالمیت وفضیلت کی اسناد حاصل کیں۔ جامعہ دارالسلام عمرآباد میں آپ کا شمار ذہین ترین، ہونہار اور باصلاحیت طالب علموں میں ہوتا تھا۔ 1962ء میں جامعہ دارالسلام، عمرآباد سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے مزید اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی۔ جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ میں بھی آپ نے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو برقرار رکھا اور وہاں بھی اپنی کامیابی کے شاندار نقوش ثبت کئے۔ اگست 1965 میں آپ نے جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ سے فراغت پائی اور 11 فروری 1966 کو بحیثیت استاد جامعہ دارالسلام، عمرآباد میں آپ کا تقرر ہوا اور پورے دس سال تک آپ نے جامعہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ 1976 میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے آپ کو مبعوث بنا کر نائجیر یا بھیجا گیا جہاں آپ نے 1979ء تک پورے تین سال تشنگانِ علوم کی پیاس بجھائی۔ ملیشیا اور نائجیر یا میں بطورِ مبعوث گراں قدر خدمات انجام دینے کے بعد جامعہ دارالسلام عمرآباد لوٹ آئے۔ ان دنوں جامعہ دارالسلام، عمرآباد میں ہی بطورِ ناظم تعلیمات، علم وادب کی گراں بہا خدمات انجام دے رہے ہیں۔

سننے کو ہیں آزادی کے نعرے کتنے
کیجئے پسِ دیوار ہیں پہرے کتنے

آہ اور واہ کی اس بھیڑ میں دیکھو تو سہی
کیا سمجھ پاؤگے ان میں کہ ہیں بہرے کتنے

محفلِ عیش میں آسان نہیں اظہارِ طرب
”میں ہنسوں گا تو اتر جائیں گے چہرے کتنے“

ڈالے رہتے ہیں جو چہروں پہ تبسم کا نقاب
وقت آنے پہ بدل جائیں گے چہرے کتنے

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:22 AM

جوشِ الفت میں بھلا دیتے ہیں دیوانے اسے
ہر قدم پر ہیں نہاں راہ میں خطرے کتنے

دور سے دیکھتے رہ جاؤ تو بہتر ہے انھیں
کیا پتا ان میں ہیں شطرنج کے مہرے کتنے

راز مئے خانے کا کھل جائے کسی دن تو حفیظؔ
زرد ہوجائیں گے مئےخواروں کے چہرے کتنے

I. الفاظ معنی

پسِ دیوار = دیوار کے پیچھے — پہرہ دینا = دیکھ بھال کرنا،نگرانی کرنا
بہرے = جس کی سماعت زائل ہوچکی ہو(سننے کی طاقت سے محروم رہنا یا کم سنائی دینا)
عیش = لُطف،زندگی کے مزے — زرد = پیلا
طرب = خوشی — تبسم = مسکراہٹ
نقاب = گھونگھٹ،وہ پردہ جو منہ پر ڈالتے ہیں — اُلفت = محبت
نہاں = چھپا ہوا — خطرہ = خوف،خیال،اندیشہ
شطرنج = ایک قسم کا کھیل

II. سوالات:



1۔ حفیظ الرحمٰن اعظمی نے اپنی تعلیم کہاں کہاں سے حاصل کی؟
2۔ حفیظ الرحمٰن اعظمی کی تدریسی خدمات کا مختصر جائزہ لیجئے؟
3۔ ''محفل عیش میں آسان نہیں اظہارِ طرب''اس مصرعہ کا مطلب کیا ہے؟
4۔ تبسم اور طرب کے معنی کیا ہیں؟
5۔ حفیظ الرحمٰن کی نظر میں ''خطرے'' کہاں چھپے ہوئے ہیں؟
6۔ حفیظ الرحمٰن شاعر دور سے دیکھتے رہ جانے کو بہتر کیوں سمجھتے ہیں؟
7۔ مقطع میں شاعر حفیظ الرحمٰن کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ لکھئے؟

III. دی گئی انگریزی عبارت کا مفہوم ادا کرتے ہوئے اردو میں ترجمہ کیجئے:

Trees are useful to us. They give us timber and firewood. The timber is used to make chairs, tables and other furniture . We get oil from the oil seeds of some trees. The leaves and fruits of some trees are used to prepare medicines.

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:23 AM

سرسری مطالعہ

اکائی 4

ہیکل سلیمانیؑ

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر اور حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اندر ذکاوت اور فصل مقدمات میں صاحبِ رائے ہونے کا کمال فطرتاً عطا کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ نے بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کی ''اے اللہ مجھ کو بخش دے اور میرے لئے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لئے بھی میسّر نہ ہو، بے شک تو بہت دینے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی اس دعا کو قبول فرما لیا اور ایک ایسی عجیب وغریب حکومت عطا فرمائی کہ نہ اس سے پہلے کسی کو نصیب ہوئی اور نہ آپ کے بعد کسی کو میسر آئے گی۔ چنانچہ آپؑ کی حکومت انسانوں کے علاوہ جنات، شیاطین، حیوانات، اور ہواؤں پر بھی قائم ہوگئی اور یہ تمام بحکم خدا آپؑ کے تابع تھے۔

قرآن کریم کے مطابق حضرت سلیمانؑ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ ہوا آپ کے حکم کی اس طرح تابع تھی کہ شدید اور تیز وتند ہونے کے باوجود آپ کے حکم سے نرم اور آہستہ اور راحت رساں ہو جاتی تھی۔ اسی طرح حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولیوں کو سمجھنے کا علم بھی عطا کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولیوں کو انسان ناطق کی گفتگو کی طرح سمجھتے تھے۔

پرندوں اور دیگر مخلوقات کی گفتگو سے متعلق حضرت سلیمانؑ کے بے شمار واقعات قرآن وحدیث اور دیگر تاریخی کتابوں میں مذکور ہیں۔ ھُدھُد ایک خوبصورت مشہور پرندہ ہے۔ اس سے آپؑ کی ایک مرتبہ گفتگو ہوئی تھی۔ ہُدہُد پرندہ حضرت سلیمانؑ کے سفر کا ساتھی تھا۔ حضرت سلیمانؑ اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اس پرندے کی دو اہم خصوصیات ہیں۔ اول یہ کہ یہ پرندہ نہایت وفادار، وعدہ پورا کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔ یہ بڑھاپے میں اپنے ماں باپ کے لئے رزق تلاش کر کے لاتا اور ان کے منہ میں بچوں کی طرح کھلاتا ہے۔ دوسری خصوصیت اس کی یہ ہے کہ یہ پرندہ زمین کی تہہ میں موجود پانی کا پتہ لگا لیتا ہے۔ انھیں چند اوصاف کی وجہ سے حضرت سلیمانؑ اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ اس پرندے نے حضرت سلیمانؑ سے کہا کہ اے اللہ کے نبیؑ! میرا ارادہ ہے کہ آپ کی دعوت کروں۔ حضرت سلیمانؑ نے اس سے پوچھا کیا صرف میری دعوت ہے یا میرے لشکر کی بھی؟ ہُدہُد نے کہا آپؑ کی بھی اور آپؑ کے تمام لشکر کی بھی دعوت ہے۔ فلاں دن فلاں جزیرے میں آپ تمام میرے مہمان ہوں گے۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کی دعوت قبول کر لی اور وقت مقررہ پر اُس جزیرے میں پہنچ گئے۔ میزبان ہُدہُد وہاں پہلے ہی سے موجود تھا۔ آپ کو دیکھ کر ہُدہُد نے اڑان بھری اور ایک ٹڈّی کا شکار کر کے اُسے مار ڈالا اور اس ٹڈی کو سمندر میں ڈال دیا۔ اور حضرت سلیمانؑ سے مخاطب ہو کر کہا، اے اللہ کے نبیؑ! آپ اپنے لشکر کے ساتھ تناول فرما لیجئے۔ جس کے حصے میں گوشت نہ آئے، اُسے شوربا تو مل ہی جائے گا۔ چنانچہ اس مضحکہ خیز دعوت پر حضرت سلیمانؑ اور آپؑ کا لشکر ایک سال تک یاد کر کے ہنستے رہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ کی ملاقات چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ ہوگئی۔ آپ نے دیکھا کہ چیونٹیوں کا ایک طویل قافلہ ہے جو صف در صف اور قطار در قطار بالترتیب کہیں رواں دواں ہے۔ آپؑ کو اس منظّم ومرتب قافلے کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ آپؑ نے میر قافلہ (چیونٹیوں کے بادشاہ) سے پوچھا کہ آپؑ کے اس قافلے اور لشکر کی تعداد کتنی ہوگی؟ چیونٹی نے کہا چالیس ہزار نقیب اور ہر نقیب کے ساتھ چالیس ہزار چوبدار (سپاہی) ہیں۔ چیونٹی نے آپ کی حیرت اور دلچسپی کا فوراً اندازہ لگا لیا اور موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کیا حضرت! کیا میں بھی آپ سے کچھ سوالات پوچھ سکتی ہوں؟ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ ضرور کیوں نہیں؟ چیونٹی نے کہا یا نبی اللہ! آپ کے نام سلیمانؑ کے کیا معنی ہیں؟ حضرت نے کہا مجھے معلوم نہیں چیونٹی نے کہا سلیمان سَلْم اور اَمْن سے مل کر بنا ہے جس کے معنی امن اور سلامتی کے ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ آپ اپنی حکومت میں امن

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:23 AM

اور سلامتی قائم رکھیں ۔ پھر چیونٹی نے کہا آپ کے والد کا نام کیا ہے؟ آپؑ نے کہا داؤدؑ، چیونٹی نے کہا: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ داؤد کے کیا معنی ہیں؟ حضرت سلیمانؑ نے کہا معلوم نہیں ۔ چیونٹی نے بتایا داؤد مودّت سے بنا ہے جس کے معنی محبت کے ہیں ۔ یہ خدا تعالیٰ کے صفات میں سے ایک صفت ہے ۔ آپ کے والد داؤدؑ کو خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب زبور سے بے حد محبت تھی، اسی وجہ سے آپ کے والد کا یہ نام تجویز کیا گیا۔

چیونٹی نے پھر ایک سوال حضرت سلیمانؑ سے کیا کہ یہ بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو انگوٹھی آپ کو عطا کی ہے اس میں کیا بھید ہے؟ حضرت نے کہا معلوم نہیں، چیونٹی نے کہا: خدا تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا کی بادشاہت اور حکومت بخشی ہے ۔ خدا تعالیٰ کی قدرت اور حکومت کے سامنے یہ ساری دنیا کی حقیقت اس انگوٹھی سے زیادہ نہیں ہے ۔ پھر چیونٹی نے ایک اور سوال کیا یا نبی اللہ! یہ بتایئے کہ خدا تعالیٰ نے ہوا کو آپ کے تابع کیوں فرمایا ہے؟ حضرت سلیمانؑ نے جواب دیا میں نہیں جانتا تم ہی بتا دو ۔ چیونٹی نے کہا: خدا تعالیٰ نے آپ کو آگاہ کیا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد یہ دنیا اور دنیا کی یہ ساری حکومت اور سلطنت آپ کو ایک ہوا جیسی معلوم ہوگی کہ ادھر آئی اور اُدھر چلی گئی ۔ حضرت سلیمانؑ یہ سن کر رونے لگے ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو سرکش شیاطین اور جنات کو بھی آپ کے تابع کر دیا تھا جو آپ کے حکم سے سمندر میں غوطہ مار کر وہاں سے بیش قیمت بحری اشیاء نکال کر لاتے تھے ۔ حضرت سلیمانؑ کے حکم سے بیت المقدس کی تعمیر جنات کے ذریعہ سے کی گئی تھی ۔ اس کے علاوہ حضرت سلیمانؑ کے لئے قوم جن نے اور بھی بے نظیر اور شاندار عمارات بنائے تھے ۔ حضرت سلیمانؑ کے زمانے کی یہ تعمیرات جو جنوں کی تسخیر کی وجہ سے عالم وجود میں آئیں، آج تک لوگوں کے لئے باعث حیرت ہیں کہ ایسے دیو پیکر پتھر کہاں سے لائے گئے، کس طرح لائے گئے اور کس طرح ان کو بلندیوں پر پہنچا کر باہم متصل کرایا گیا۔

ایک مرتبہ جب حضرت سلیمانؑ نے فیصلہ کے لئے جلوس کا ارادہ کیا تو جنات کو حکم دیا کہ وہ آپؑ کے لئے ایک نادر الوجود اور عمدہ کرسی (ہیکل) تیار کریں جس کی صفت یہ ہو کہ جھوٹا مدعی یا گواہ اس کے دیکھنے سے تھرّانے لگے ۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں جنات نے ہاتھی دانت کی ایک کرسی تیار کی جس کو جواہرات، یاقوت، موتیوں اور زبرجد سے مزیّن اور آراستہ کیا گیا تھا اور جواہرات سے انگور کے درخت بنا کر اس کو گھیر دیا گیا تھا جس میں سونے کے چار درخت ایسے تھے جن پر دو گدھ بنائے گئے تھے، جن کے سروں پر سبز زمرّد کے ستون نصب کئے گئے تھے ۔ اسی طرح جنات نے اس تخت کو ایک ایسے سخت پتھر پر رکھا جس کے نیچے سونے کا ایک پہیّا بنا تھا جو اس تخت کو گھماتا تھا۔

چنانچہ جب حضرت سلیمانؑ اس کے نیچے کے درجے پر چڑھتے تھے تو وہ کرسی اور تخت اپنے تمام سامان کے ساتھ جو اس سے متعلق تھا، چکی کی طرح گردش میں آجاتا تھا اور گدھ اپنے بازو پھیلاتے تھے نیز شیر اپنے ہاتھ پھیلا کر دُم کو زمین پر مارنے لگتے تھے اور آپؑ ہر درجہ میں چڑھتے وقت یہی کیفیت پیدا ہوتی تھی ۔ یہاں تک کہ حضرت سلیمانؑ بالائی منزل پر پہنچے تو دونوں گدھ مُشک وعنبر آپؑ پر چھڑکنے لگتے تھے اور آپؑ کے سر پر تاج رکھنے لگتے تھے ۔

تخت پر آپؑ کے جلوہ افروز ہونے کے بعد سونے کا ایک کبوتر زبور کو پیش کرتا جس کو آپؑ لوگوں کو سناتے تھے ۔ آپ کے دائیں جانب علمائے بنی اسرائیل سونے کی کرسیوں پر بیٹھتے تھے اور بائیں جانب معززجنّات چاندی کی کرسیوں پر ۔

اس طرح حضرت سلیمانؑ فیصلہ کے لئے جلوس فرماتے تھے اور جب کسی معاملے کی شہادت کے لئے گواہ آتے تو وہ کرسی مع اپنے سامان کے گردش میں آجاتی تھی اور شیر و گدھ وغیرہ اپنے مذکورہ کاموں میں مشغول ہو جاتے تھے ۔ یہ دیکھ کر گواہوں پر ایک ایسی ہیبت طاری ہو جاتی تھی کہ وہ سچ اور حق کے سوا کوئی جھوٹی شہادت نہ دے سکتے تھے ۔

حضرت سلیمانؑ کا جب انتقال ہوا تو اس کرسی کو شاہ بخت نصر نے اپنے قبضے میں لے لیا مگر جب اس نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک شیر نے اپنے دائیں ہاتھ سے بادشاہ کی پنڈلی اور قدم پر ایک ایسی چھاپ ماری جس کے باعث وہ کرسی پر چڑھ نہ سکا اور اسی مار کی تکلیف میں مبتلا ہو کر وہ مر گیا۔

ان واقعات سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات، آپ کی حکومت وسلطنت، آپ کی کرسی کی وسعت وہیبت کا اندازہ ہوتا ہے ۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:24 AM

I۔ مختصر سوالات:



1۔ حضرت سلیمانؑ نے بارگاہ الٰہی میں کیا دعا مانگی تھی؟

2۔ چیونٹی نے آپؑ کے نام (سلیمان) کے کیا معنی بتائے؟

3۔ ہدہد کی دعوت کا قصہ مختصر لکھئے.

4۔ ہدہد پرندے کی چند خصوصیات کا ذکر کیجئے.

5۔ حضرت سلیمانؑ جنات کے ذریعہ کیا کیا کام لیتے تھے؟

6۔ حضرت سلیمانؑ نے جنات سے اپنے لئے کس قسم کی کرسی بنانے کا حکم دیا تھا؟

7۔ چیونٹی کے مطابق حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی کا بھید کیا ہے؟

8۔ سونے اور چاندی کی کرسیاں کن کے لئے بچھائی جاتی تھیں؟

9۔ حضرت سلیمانؑ کی کرسی پر چڑھتے وقت بخت نصر کا کیا حال ہوا؟

10۔ حضرت سلیمانؑ کی کرسی کی بناوٹ پر مختصر روشنی ڈالئے .

II۔ تفصیلی سوالات:

1۔ ''ہیکل سلیمانی'' سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیجئے.

2۔ ''حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولیوں کو انسان ناطق کی گفتگو کی طرح سمجھتے تھے''۔ سبق ''ہیکل سلیمانی'' کے حوالے سے اس قول کی وضاحت کیجئے۔

افسانہ: مختصر کہانی کو افسانہ کہتے ہیں۔ ناول کی طرح افسانے کے موضوعات کا دائرہ بھی وسیع ہے۔ افسانے میں سماجی مسائل اور افراد کی ذہنی و جذباتی الجھنوں کی ترجمانی ہوتی ہے۔

پلاٹ، منظر نگاری، مکالمہ نگاری اور کرداروں کے لحاظ سے مکالموں کا استعمال، افسانے میں تاثیر و تأثر کا احساس دلاتا ہے۔ تخیل و تجربے کے اس حسین اظہار میں زندگی مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتی ہے۔

پلاٹ افسانے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ پلاٹ کہانی کی ترتیب کا نام ہے۔ اس ترتیب کے بغیر افسانے دلچسپ نہیں ہوتے۔ مختصر افسانوں میں کردار نگاری کو بہت زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہے۔ مختصر افسانے میں نقطۂ نظر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ درحقیقت یہی افسانے کا موضوع بھی ہوتا ہے۔ اس میں شروع سے آخر تک اشاروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور اشاروں میں افسانہ نگار نہ کچھ کہتے ہوئے بھی بہت کچھ کہہ جاتا ہے۔ حقیقت میں اردو ادب میں افسانہ نگاری کے موجد پریم چند ہیں۔ ان کے اندر افسانہ نگاری کی فطری صلاحیت موجود تھی۔ انھوں نے اپنے آس پاس کی زندگی اور اس کے مسائل کو اپنا موضوع بنایا۔ ان کے افسانوں میں اس زمانے کی ہندوستانی زندگی کی ہُو بہو تصویریں ملتی ہیں۔ سماجی تبدیلی اور اصلاح کے پیغام ان کے افسانوں میں اکثر ملتے ہیں 1970ء کے بعد اردو افسانہ ایک نئی فضا میں سانس لینے لگا۔ افسانہ پھر سے کہانی کی طرف لوٹ آیا۔

اردو میں افسانہ نگاروں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ، سعادت حسن منٹو۔ کفن، عیدگاہ، پریم چند وغیرہ مشہور افسانے ہیں۔ ان کے علاوہ مشہور فن کاروں کے کچھ افسانے انتخابات کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ جیسے آزادی کے بعد اردو افسانہ (ایک انتخاب)، کلیاتِ منٹو (منٹو کے افسانے) وغیرہ۔ مشہور افسانہ نگاروں میں کرشن چندر، عصمت چغتائی، قرۃ العین۔ خواتین افسانہ نگاروں میں جیلانی بانو، نام قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار افسانہ نگار ہیں جو اپنی تخلیقات اپنے تجربوں سے اردو افسانے کو نئی سمت اور رفتار دینے میں محو ہیں۔ آج اردو افسانہ تجربات کے کئی منازل طے کرنے کے بعد پھر سے کہانی پن کی جانب لوٹ آیا ہے۔ اور پڑھنے والے کو ذہنی اور جذباتی کے اعتبار سے فائدہ پہنچا رہا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:25 AM

قواعد

اکائی 4

واحد سے جمع بنانے کے قاعدے

اسم عام یا تو ایک ہوگا یا ایک سے زیادہ، اسی کو تعداد (واحد جمع) کہتے ہیں۔ ایک کو واحد اور ایک سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں۔

1۔ واحد مذکر اسموں کے مذکر الفاظ کی جمع کے آخر میں ''الف'' یا '' ہ '' ہو تو جمع بنانے کے لئے انھیں یائے مجہول (ے) سے بدل دیا جاتا ہے۔
جیسے لڑکا سے لڑکے، پردہ سے پردے، تجربہ سے تجربے، مٹکا سے مٹکے۔

2۔ واحد اسموں کے آخر میں آخر میں الف یاہ کے بنائے کوئی دوسرے حروف ہوں تو جمع بنانے کے لئے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی۔
جیسے بھائی آیا، بھائی آئے، ایک بیل، چار بیل۔

3۔ جن واحد مذکر اسموں کے آخر میں الف اور نون غنہ (اں) ہوتا ہے ان کی جمع میں واحد کا الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے
جیسے: دھواں، دھویں۔ جان، جانیں۔

مؤنث اسموں کی جمع:

1۔ مؤنث واحد اسم کے آخر میں یائے معروف (ی) ہو تو جمع بنانے کے لئے اس کے بعد (اں) بڑھا دیتے ہیں
جیسے: لڑکی، لڑکیاں۔ کرسی، کرسیاں۔ کھڑکی، کھڑکیاں۔

2۔ مؤنث واحد اسم کے آخر میں ''یا'' ہو تو ان کی جمع بنانے کے لئے صرف نون غنہ (ں) پڑھا دیتے ہیں.
جیسے: گڑیا سے گڑیاں۔ چڑیا سے چڑیاں۔

3۔ مؤنث واحد اسم کے آخر میں الف ہو تو جمع بنانے کے لئے اس کے بعد ''ی ں'' (یں) بڑھا دیتے ہیں.
جیسے: گھٹا سے گھٹائیں، فضا سے فضائیں۔ ہوا سے ہوائیں۔ مؤنث واحد اسم کے آخر میں 'ی' یا اور الف کے سوا کوئی دوسرے حروف ہوں تو ان کی جمع بنانے کے لئے آخر میں ''یں'' (ی ں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے مالن سے مالنیں، کتاب سے کتابیں۔

اسم کے بعد حروف ربط (اور، پھر) آنے کی صورت میں جمع بنانے کا طریقہ:

اسم خواہ مذکر ہو یا مؤنث اس کے آگے کوئی حرف ربط آئیں تو جمع بنانے کے لئے آخر کے حرف کو نکال کر یا نکالے بغیر ''وں'' کا اضافہ کرتے ہیں۔
جیسے لڑکا، لڑکوں، لڑکی، سے لڑکیوں، دوا سے دواؤں۔ کتاب سے کتابوں۔

سوالات:

1۔ ''تعداد'' قواعد میں کسے کہتے ہیں؟
2۔ یائے معروف اور یائے مجہول کی مثال دیجئے۔
3۔ ایک کو واحد اور ایک سے زیادہ کو کیا کہتے ہیں؟
4۔ واحد سے جمع بنانے کے چند قاعدے تحریر کیجئے۔
5۔ درج ذیل الفاظ کی جمع بنائیے: لڑکا پردہ ایک بیل دھواں کرسی ہوا

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:26 AM

حصّہ نظم

اکائی

5

رباعیات



رباعی میں عام طور پر سنجیدہ مضامین بیان کئے جاتے ہیں۔ مثلاً اخلاق وتصوف، عبرت وموعظت، تعلیم وتربیت وغیرہ۔ میرؔ وسوداؔ کے زمانے سے اس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ میر درد، مصحفیؔ مومنؔ، غالبؔ، سب نے رباعیاں لکھیں۔ اردو میں انقلاب واصلاح کا دور حالیؔ سے شروع ہوا۔ قومی، مذہبی، تعلیمی، سیاسی و سماجی مضامین رباعی میں بھی جگہ پانے لگے۔ حالیؔ، اکبرؔ، اقبالؔ، امجدؔ، فراقؔ، رواںؔ، جوشؔ وغیرہ نے رباعی کو وسعت وجامعیت عطا کی۔

رباعی کی تعریف

رباعی ایک ایسی صنف سخن ہے جو صرف چار مصرعوں میں کہی جاتی ہے۔ ان چار مصرعوں میں ایک مکمل بات کہی جاتی ہے۔ ربع (چوتھائی حصہ) عربی میں چار کو کہتے ہیں۔ رباعی بھی چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کا نام رباعی رکھا گیا۔ رباعی کے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعوں میں ردیف اور قافیہ کی پابندی ہوتی ہے۔ چوتھا مصرعہ رباعی کو جان دیتا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- رباعی کی تعریف جاننا اور اسے یاد کرنا۔
- رباعی کے ذریعہ اخلاق وتصوف، عبرت وموعظت، تعلیم وتربیت وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔
- مشہور رباعی گو شعراء کی فہرست جمع کرنا اور ان کی اہم رباعیات کو یاد کرنا۔
- رباعی میں استعمال ہونے والے مشکل الفاظ کے معانی ومطلب معلوم کرنا۔
- رباعیات میں توحید، عشق نبی سے متعلقہ اشعار کو یاد کرنا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:26 AM

شاعر کا تعارف

میر ببر علی انیسؔ :

میر ببر علی انیسؔ 1804ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ میر انیسؔ نے اپنے والد میر خلیقؔ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی۔ انیسؔ نے مرثیہ گوئی اور مرثیہ خوانی دونوں کو ایک اعلیٰ فن کا درجہ دیا۔ مرثیہ میں انھوں نے شاعری اور فنکاری کے لئے ایسے عناصر شامل کئے جو، ان سے پہلے نظر نہیں آتے تھے۔ مسدس کی ہیئت میں مرثیہ کہنا جو مرثیے کے لئے مقبول تھی، اس کو انیسؔ و دبیرؔ ہی نے استحکام بخشا۔

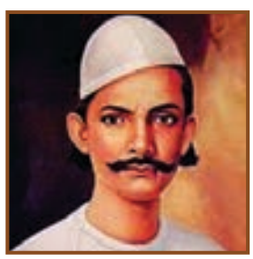

میر ببر علی انیسؔ

آغوشِ لحد میں جب کہ سونا ہوگا
جُز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہووے گا انیسؔ
ہم ہوں گے اور قبر کا کونا ہوگا

حاصل مطالعہ

اس رباعی میں انیسؔ نے قبر کے حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا ہے کہ قبر ایسی جگہ ہے جہاں ہر ایک کو سونا ہوگا۔ قبر میں مٹی کے سوا آرام کرنے کے لئے نہ تکیہ ہوگا، نہ بچھونا ہوگا۔ شاعر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اس جگہ ہر شخص تنہا رہے گا۔ ہم ہوں گے اور قبر کو کونا ہوگا، اس کے سوا کوئی نہیں ہوگا۔

شاعر کا تعارف

ابوالبیان حمادؔ

عبدالرحمٰن خاں ابوالبیان حمادؔ 1924ء میں بمقام مالور پیدا ہوئے۔ آپ کا قلمی نام ابوالبیان حماد تھا۔ آپ نے جامعہ دارالسلام عمر آباد میں 1936ء میں داخلہ لیا اور وہیں سے مولوی فاضل کی سند حاصل کی۔ 1946ء سے اسی ادارے میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ اردو اور عربی کے علاوہ فارسی، تینوں زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں سوز گداز اور تخیّل میں بلندی اور گہرائی پائی جاتی ہے۔ آپ کی جو تصانیف زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبول ہیں ان میں ''توحید کی حقیقت''، ''تازیانے''، ''بھارت کی تاریخ کا ایک گم شدہ ورق'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ جامعہ دارالسلام، عمر آباد سے نکلنے والا ماہنامہ رسالہ ''راہ اعتدال'' کے مدیر بھی رہے ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:26 AM

دشوار مراحل سے گزرنا سیکھو
پستی سے بلندی پہ اُبھرنا سیکھو
مر مر کے یہ جینا بھی کوئی جینا ہے
جینے کی تمنّا ہے تو مرنا سیکھو

☆☆☆

پُرخار ہیں رہیں مری، مجھ کو بھی خبر ہے
صیاد کا کچھ خوف نہ بجلی کا خطر ہے
بکھری ہوئی موجیں ہوں کہ گرداب بلا ہو
جب اس کا سہارا ہے تو کس بات کا ڈر ہے



ابوالبیان حمادؔ

حاصل مطالعہ

مولانا حمادؔ نے اپنی تخلیقات وتصنیفات میں قوم کی بدحالی اور پسماندگی کا احساس دلاتے ہوئے محنت ومشقت کو اپنانے اور کاہلی وغفلت کو ترک کرنے پر زور دیا ہے۔ آپ کی رباعیوں میں بھی یہی پیغام ہے۔ اپنے اندر حرکت پیدا کرنے اور علم وعمل کے ساتھ انسانیت اور ہمدردی اختیار کرنے کا سبق دیا ہے۔ مولانا حمادؔ کی یہ رباعی بہت مقبول ہوئی اور اہلِ علم کی نوکِ زبان پر آنے لگی۔ مولانا حمادؔ نے آرام طلبی اور عیش پسندی کو انسان کا دشمن قرار دیا ہے۔ زندگی کی راہیں خطرناک ہیں، یہاں محنت ومشقت اور حرکت وعمل میں مشغول رہنے والا ہی کامیابی کی منزل تک پہنچ پاتا ہے۔ آپ نے ہر ایک کو یہی تلقین کی ہے کہ جب تک دنیا میں رہو، سرگرم عمل رہو۔ دنیا کی مصیبتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرو اور ہر حال میں اللہ سے مدد لو۔

شاعر کا تعارف

برترؔ مدراسی

برترؔ مدراسی 4/اکتوبر 1924ء کو ویلور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدراس میں ہوئی۔ برترؔ کہتے ہیں کہ حضرت حیدرؔ نے مجھے بزم ادب کا رکن بنا دیا۔ اس بزم کے زیر اہتمام ہفتہ وار مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ مدراس کے مشہور شاعر حسن فیاضؔ کی تحریک پر میں نے دو کتابیں لکھی ''آبِ گوہر'' (رباعیات کا مجموعہ) اور ''آبِ زمزم'' (غزلیات کا مجموعہ)۔ برترؔ کا کلام متعدد رسالوں میں شائع ہوا تھا۔ برترؔ کی رباعیاں '' سب رس'' کے دو تین شماروں میں رباعیات فراقؔ، یگانہ چنگیزی اور رضویؔ کی رباعیات کے ساتھ موازنے کے طور پر شائع ہوئیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:27 AM

حکمت یہ تری کیا ہے خداوند کریم
کافر کا پسر نیک ہے مومن کا اثیم
ہے نوحؑ کے گھر نار تو آزر کے نور
کنعان وہاں اور یہاں ابراہیمؑ

☆☆☆

جب بیماری حسد کی آجاتی ہے
ہر سوچ کو بد سے بد بنا جاتی ہے
کھا جاتا ہے حسد ہر ایک نیکی کو
جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے



حاصل مطالعہ

اس رباعی میں شاعر برؔتر مدراسی نے اللہ تعالیٰ کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اے اللہ! تیری حکمت بھی عجیب ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جو ابوالانبیاء ہیں، جن کی دعوت پر غیروں نے اسلام قبول کیا مگر آپ کا بیٹا مشرک گنہ گار تھا۔ باپ یعنی نوحؑ نیک ہیں جب کہ بیٹا جہنمی ہے یعنی مراد نوح علیہ السلام جو نیک ہیں، نبی ہیں۔ وہ نوری ہیں تو آپ کا بیٹا ناری ہے۔ ادھر ابراہیمؑ جو آزر کافر باپ کے بیٹے ہیں، وہ مومن ہیں جب کہ باپ یعنی آزر جہنمی ہے۔

سوالات :

1۔ رباعی کی تعریف کرتے ہوئے اہم شاعروں کے نام لکھئے۔
2۔ میر انیسؔ نے اپنی رباعی میں کیا پیغام دیا ہے؟
3۔ میر انیسؔ کی شاعری میں کونسی اہم باتیں پیش کی گئی ہیں؟
4۔ برؔتر مدراسی کی رباعیات کے مجموعہ کا نام کیا ہے؟
5۔ ''جب بیماری حسد کی آجاتی ہے ہر سوچ کو بد سے بد بنا دیتی ہے'' اس شعر کا مطلب واضح کیجئے۔
6۔ مولانا ابوالبیان حمادؔ کی رباعی میں کیا پیغام ہے؟ (دشوار مراحل سے گزرنا سیکھو.....)
7۔ اس رباعی کا مطلب اپنے الفاظ میں لکھئے:

پُر خار ہیں رہیں مری ، مجھ کو بھی خبر ہے
صیّاد کا کچھ خوف نہ بجلی کا خطر ہے
بکھری ہوئی موجیں ہوں کہ گرداب بلا ہے
جب اس کا سہارا ہے تو کس بات کا ڈر ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:27 AM

تحریری صلاحیت : اشاروں کی مدد سے مضمون بنانا

تعارف : ذیل میں چند اشارے دئے گئے ہیں۔ آپ ان کی مدد سے ایک مضمون تیار کیجئے اور اس مضمون کے لئے ایک عنوان بھی تجویز کیجئے۔ اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے، اسے ایک جملے میں پیش کیجئے جو معنی خیز بھی ہو اور ہو سکے تو ایک ضرب المثل یا کہاوت کی طرح بھی استعمال ہوتا ہو۔

(نمونہ) سوال : اشارے

حضرت عیسیٰؑ - یہودیوں کی جماعت - گزر ہوا - یہودیوں نے- گالیاں دیں - عیسیٰؑ نے - اُن کو دعائیں دیں - کسی نے پوچھا - گالیوں کے بدلے دعائیں کیوں - آپؑ نے فرمایا - اپنے منہ سے وہی نکلتا ہے، جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔

جواب :

عنوان : گالیوں کا جواب

حضرت عیسیٰؑ کا ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزر ہوا تو یہودیوں نے آپؑ کو گالیاں دیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان کے لئے دعائیں دیں۔ کسی نے آپؑ سے کہا، کہ حضرت یہ عجیب بات ہے کہ آپ ان کو دعائیں دے رہے ہیں، حالانکہ وہ آپ کو گالیاں دے رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اپنے منہ سے وہی نکلتا ہے، جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔

سبق : برائی کا بدلہ بھلائی سے کرنا چاہئے۔

مشق : ذیل میں چند اشارے دئے گئے ہیں۔ آپ ان کی مدد سے ایک مضمون تیار کیجئے اور اس مضمون کے لئے ایک عنوان بھی تجویز کیجئے۔ اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے، اسے ایک جملے میں پیش کیجئے جو معنی خیز بھی ہو اور ہو سکے تو ایک ضرب المثل یا کہاوت کی طرح بھی استعمال ہوتا ہو۔

اشارے : ہمارا ملک ہندوستان - بہت بڑا - اس کی وسعت - آب وہوا - رہن سہن - پیداوار - براعظم کہا جاسکتا ہے - زمانہ قدیم سے - مختلف قومیں - مختلف تہذیبیں - مختلف مذاہب - مختلف زبانیں - ایک ساتھ - زندگی بسر کر رہی ہیں - ان سب کے باوجود- ہم ایک ہیں۔

لسانی سرگرمیاں:

جملوں میں مستعمل انگریزی الفاظ کو اردو میں لکھتے ہوئے جملے کی ساخت درست کیجئے۔

1- میرا بزنس (Business) اچھا چل رہا ہے۔
2- زخمی کا پہلے فرسٹ ایڈ (First aid) کریں پھر ڈاکٹر (Doctor) کو بلائیں۔
3- میرا ایم (Aim) ہے کہ میں پہلے خود کو امپرو (Improve) کروں۔
4- اسکول کی بلڈنگ بہت اسٹرانگ ہے (Strong).
5- لگاتار فیور (Fever) سے میں ویک (weak) ہو گیا تھا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:28 AM

حصّۂ نثر

اکائی

5 امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد۔۔۔حیات وخدمات

ڈاکٹر ایم سعید الدین



مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت بڑی ہمہ گیر اور پہلو دار تھی۔ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے آپ کی دینی ، مذہبی، علمی وسیاسی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ کبھی اپنی دردانگیز وپُر جوش تقاریر کیں تو کبھی تصنیف وتالیف سے قوم کو بیدار کیا۔ وزیر تعلیم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) کی بنیاد رکھی۔ وہ جانتے تھے کہ سارے ہندوستانی اعلی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انھوں نے ثانوی تعلیم کو نوجوانوں تک پہنچانے کے لئے اہم اقدامات کئے۔

(''غبار خاطر'' نامی خطوط) قید وبند کی حالت میں اپنے دوستوں کو لکھ کر اردو خط وکتابت کے فن میں ایک نئی روح پھونک دی۔ مختلف مجموعے، خطبات اور مضامین کے ذریعہ قوم وملت کی جو گراں خدمات آپ نے انجام دی ہیں، وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ اس مضمون میں مذکورہ چیزوں کو مختصراً پیش کیا گیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد



مولانا ابوالکلام آزاد

- مولانا آزاد کی علمی وادبی سیاسی وقومی خدمات کے بارے میں جاننا۔
- مولانا آزاد کے خطوط کا مجموعہ '' غُبار خاطر'' کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔
- مولانا آزاد نے بحیثیت وزیر تعلیم، جو گراں قدر کارنامے انجام دئے، ان کے متعلق اپنی معلومات میں اضافہ کرنا۔
- مولانا شبلی ودیگر مسلم رہنماؤں کی صحبت میں رہ کر مولانا آزاد نے جو علمی وادبی صلاحیتوں کا اظہار کیا ہے، اس مضمون کے ذریعہ اس سے متعلق جانکاری حاصل کرنا۔
- اس مضمون کے ذریعہ آزاد نے اردو زبان وادب کی جو خدمت کی ہے اس کے بارے میں استفادہ کرنا۔
- ''قولِ فیصل'' میں انگریزوں کے مظالم، ناانصافیوں اور حق تلفیوں کو جس بے باکانہ انداز میں تحریر کیا، اس کے بارے میں پڑھنا اور آپ کے مقاصد سے آگاہ ہونا۔
- ''غبار خاطر'' کے خطوط کے حوالے سے اس موضوع پر اپنی معلومات میں اضافہ کرنا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:28 AM

مضمون نگار کا تعارف:



ڈاکٹر ایم سعید الدین کی پیدائش یکم جون 1979ء کو شہر وانمباڑی کے ایک علمی و مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد مولوی حافظ قمر الدین قاسمی شہر وانمباڑی کے جید علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ تقریباً سینتالیس سال سے شہر وانمباڑی کی دینی درسگاہ مدرسۂ معدن العلوم میں استاذ فقہ کی حیثیت سے اپنی تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ایم سعید الدین کو علمی و مذہبی چسکہ وراثت میں ملا۔ ایم، اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں مدراس یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ اپنی تعلیم کے دوران ہی 2002ء میں آپ کا تقرر بحیثیت اردو لیکچرر اسلامیہ کالج میں ہوا اور یہیں پر ترقی کرتے ہوئے اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر تاحال تدریسی خدمات پر مامور ہیں۔ آپ کی پانچ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جن میں ''اردو نصابی کتاب''، ''اردو نثر''، ''اردو شاعری''، ''اردو افسانے'' اور ''متاعِ سعید'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کی تعلیمی و تدریسی خدمات کے اعتراف میں مدراس یونیورسٹی نے 2014ء میں انہیں اعزاز سے نوازا اور 2018ء میں وانمباڑی تحقیقی مرکز کی جانب سے ''مولانا آزاد ایوارڈ'' سے بھی نوازا گیا۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

بھارت رتن امام الہند مجاہد آزادی مولانا ابوالکلام آزاد کی پیدائش 11 رنومبر 1888ء کو مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام مولانا خیر الدین تھا جو اپنے علاج کی غرض سے ہندوستان وارد ہوئے تو آپ کے ساتھ گھر کے تمام افراد بھی تھے۔ ہندوستان میں علاج کے لئے قیام کلکتہ میں کرنا پڑا جہاں مولانا خیر الدین کے مریدوں نے انہیں پھر واپس نہیں جانے دیا۔ اس طرح مولانا خیر الدین کا خاندان کلکتہ میں آباد ہو گیا۔ اور یہیں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کر لی۔ مولانا آزاد کا ابتدائی زمانہ مکہ معظّمہ میں گذرا اور بعد میں آپ کی تعلیم و تربیت کلکتہ ہی میں ہوئی۔ انہوں نے ابتدائی عربی، فارسی کی کتابیں مکہ معظّمہ میں مختلف علماء سے پڑھی تھیں۔ مولانا آزاد کی تعلیم قدامت پرستی اور خاندانی روایات کے مطابق ہوئی۔ اور پھر درسِ نظامی کی تکمیل کلکتہ میں ہوئی۔ اپنی غیر معمولی ذہانت اور ذہن رسا ہونے کی وجہ سے بارہ سال کی عمر میں تعلیم سے فراغت پائی۔ کلکتہ اس وقت ہندوستان کا سیاسی اور تہذیبی مرکز تھا۔ یہیں رہ کر مولانا نے انگریزوں کے ظلم و ستم اور ہندوستانیوں پر ان کی زیادتیاں دیکھیں تو طبیعت میں بے چینی پیدا ہوئی۔ مسلمان خاص طور پر اس وقت تباہ و برباد اور پستی کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کو سہارا دینے والا کوئی نہ تھا۔ مولانا کے علم و فضل کا سکہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکا تھا۔ ہندوستان کی آزادی میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور انگریزوں کی غلامی سے ہندوستان کو نجات دلانے والے مجاہدین آزادی میں مولانا آزاد کا نام ہمیشہ سرفہرست رہے گا۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت بڑی ہمہ گیر اور پہلودار تھی۔ انہوں نے ادب، صحافت، خطابت، سیاست اور کتنے ہی دوسرے شعبوں پر اپنے غیر فانی نقوش چھوڑے ہیں۔ مولانا ہندوستانی مسلمانوں کے سچے بہی خواہ تھے اور انہوں نے تاحیات ان کی سچی خدمت کی مگر مسلمانوں نے ان کی قدر نہیں کی۔ مولانا چاہتے تھے کہ دنیا کی تمام اقوام کی طرح مسلمان بھی شانہ بہ شانہ ترقی کریں، اس کے لئے مولانا نے کبھی دردانگیز و پرجوش تقاریر کیں تو کبھی تصنیف و تالیف سے قوم کو بیدار کیا۔ مولانا کا سب سے بڑا کارنامہ اردو زبان کی اشاعت ہے۔ انہوں نے اپنی تقریروں کے ذریعے سارے ہندوستان میں اس کو پھیلایا اور اپنی تحریروں سے اس کے وقار کو بڑھایا۔ مولانا آزاد صرف کتابی عالم ہی نہیں تھے بلکہ عالم باعمل بھی تھے۔ اپنی سیاسی زندگی کے نشیب و فراز سے

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:29 AM

انہوں نے اپنے ساتھیوں، ملکوں اور قوموں کے ذہنی تغیرات کو اچھی طرح سمجھا اور بے باکی سے ان کا مقابلہ کیا۔ ان کے صحافتی تجربات نے ان کی سیاسی بصیرت کو ان کے ہم عصر سیاست دانوں کے مقابلے میں زیادہ منور کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کی سیاست میں آج تک مولانا آزاد جیسا دانشمند سیاست داں پیدا ہی نہیں ہوا۔ یہ آزاد ہندوستان کی خوش بختی ہی تھی کہ اسے ابوالکلام آزاد جیسا روشن دماغ وزیر تعلیم ملا۔ 15 اگست 1947ء کو وہ آزاد ہندوستان کی پہلی حکومت میں وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ 1952ء کے عام انتخابات میں بھی پھر انھیں تعلیم، قدرتی ذرائع اور سائنسی تحقیقات کی وزارت کا قلمدان سونپا گیا۔ اس وقت ملک دو ٹکڑوں میں بٹ چکا تھا۔ مولانا آزاد کے سامنے جدید سیکولر ملک کے لئے نئی تعلیمی پالیسی کی تدوین وزیر تعلیم ہونے کی حیثیت سے ایک اہم مسئلہ تھی۔ تعلیم سے مراد اُن کے نزدیک انسان کی شخصیت کی تعمیر ہے جو قوموں کی ہمہ جہت ترقی کے لئے ایک مضبوط زینہ ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ تعلیم کو قوم کی ترقی اور اعلیٰ قدروں کے تحفظ کا اہم ستون خیال کرتے تھے۔ انھیں اس کا شدید احساس تھا کہ ہمارا تعلیمی ڈھانچہ انگریزوں کی تعلیمی پالیسی کی بنیاد پر کھڑا ہوا ہے جس کا ایک مقصد انگریزوں کی غلامی پیدا کرنا ہے تو دوسری طرف علیحدگی پسندی، نفاق اور ہندو مسلم دشمنی کو ہوا دینا ہے۔ یہ وہ زہر تھا جو انگریز اپنے تسلط اور استبداد کو باقی رکھنے کے لئے متحدہ ہندوستانیوں کو تعلیم کے نام پر آہستہ آہستہ دیے جا رہے تھے۔ مولانا آزاد نے جو تعلیمی پالیسی مرتب کی، اس کا کینوس نہایت وسیع تھا، وہ قوم کی ذہنی بیداری پر زور دے رہے تھے۔ اجتماعی طور پر اس کا زکو آگے بڑھانے اور اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے لئے انھوں نے 1948ء میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) کی بنیاد رکھی جس کے ذریعے جامعاتی تعلیم اور تحقیق کے معیار پر نظر رکھنے اور سہولتیں فراہم کرنے کا عمل آسان ہو گیا۔ یو جی سی کے قیام سے پہلے یونیورسٹی ایجوکیشن کے مسائل کا جائزہ لینے کے لئے ڈاکٹر رادھا کرشنن کی صدارت میں ایک کمیشن قائم کیا۔ مولانا اسکولی تعلیم کو بنیادی اہمیت دیتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سارے ہندوستانی اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ اعلیٰ تعلیم کا بوجھ بھی برداشت نہیں کر سکتا چنانچہ انھوں نے ثانوی تعلیم کو نوجوانوں تک پہنچانے کے لئے اہم اقدامات کئے جس سے ان نوجوانوں کو جو ثانوی جماعتوں کے بعد تعلیم ترک کر کے تلاش معاش میں نکل پڑتے ہیں، بہت فائدہ ہوا۔ 1952ء میں سکینڈری ایجوکیشن کمیشن کا قیام عمل میں آیا۔ ٹکنیکل تعلیم کے لئے ایک کونسل تو قائم ہو ہی چکی تھی، 18 اگست 1951ء میں کھڑک پور میں انسٹی ٹیوٹ آف ہائیر ٹکنالوجی کھولا۔ ادب کے فروغ کے لئے ساہتیہ اکادمی کا قیام عمل میں آیا۔ غرض! مولانا آزاد اپنی پوری زندگی میں صرف قوم کی اعلیٰ تعلیم کی فکر کرتے رہے اور اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انجمنوں، اداروں، اسکولوں و کالجوں کی بنیادیں رکھیں اور قوم کو اعلیٰ تعلیم کی طرف راغب کیا۔

انہوں نے ۱۹۰۳ء میں اپنا اخبار ''لسان الصدق'' کلکتے سے نکالا جو چار ماہ بعد بند ہو گیا۔ اس سے پہلے مولانا کے کئی مضامین مخزن، احسن الاخبار، خذنگِ نظر وغیرہ معیاری رسالوں میں شائع ہو چکے تھے۔ اس وقت حالیؔ، شبلیؔ اور نذیر احمد زندہ تھے۔ مولانا نے ادبی دہلیز پر اتنی زور سے قدم رکھا کہ سب کی نگاہیں ان کی طرف جم گئیں۔ علامہ شبلیؔ سے ان کی ملاقات ۱۹۰۵ء میں ممبئی میں ہوئی۔ وہ مولانا کو اپنے ساتھ ندوہ لے آئے جہاں ایک زمانے تک وہ رہے اور شبلیؔ کی علمی اور ادبی صحبتوں سے فیض یاب ہوتے رہے۔ علامہ نے مولانا کو ''الندوہ'' کا سب ایڈیٹر بنا دیا اور عرصے تک اس رسالے کی علمی فضا کو قائم و برقرار رکھا۔ علامہ شبلیؔ کو مولانا سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کی علمی صلاحیتوں کے دل سے قائل تھے۔ اس کا اندازہ شبلیؔ کے خطوط اور ان کے حالاتِ زندگی سے ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی حالت جب اور زیادہ خراب ہو گئی تو ایسے وقت میں مسلمان قوم کو بیدار کرنے کے لئے انہوں نے کلکتہ سے ۱۹۱۲ء میں ''الہلال'' جاری کیا۔ اس کے پُر زور دینی اور سیاسی مضامین اور ان کے اسلوب تحریر نے ملک میں ہلچل پیدا کر دی اور اسلامی ہند کی تاریخ کے قدیم دھاروں کو موڑ کر نئی راہوں سے آشنا کرایا۔ اصل میں اسی اخبار نے اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات سے ایک انقلاب پیدا کیا۔ اس کی اشاعت نے انگریزوں کی نیند حرام کر دی۔ مولانا کی شہرت اسی اخبار کے ذریعے غیر ممالک تک پہنچی اور اردو صحافت میں انہوں نے اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:30 AM

غبارِ خاطر: یوں تو پچھلی صدی سے اب تک اردو میں خطوط کے کئی مجموعے شائع ہوئے لیکن پچھلی صدی میں غالبؔ کے خطوط (اردوئے معلیٰ اور عودِ ہندی) اور مولانا آزاد کے مجموعہ خطوط ''غبارِ خاطر'' کو طرۂ امتیاز حاصل ہے۔ یہ مولانا کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو انہوں نے زمانۂ قید و بند میں اپنے دوست نواب صدیار جنگ، مولانا حبیب الرحمٰن شروانی، رئیس بھیکم پور کے نام لکھے تھے۔ مولانا ۱۹ اگست ۱۹۴۲ء کو ممبئی میں گرفتار کر کے قلعہ احمد نگر پہنچا دئے گئے اور وہاں سے ۱۵ جون ۱۹۴۵ء کو رہائی ملی۔ یہ خطوط انہی تین سالوں کی تنہائی کی یادگار ہیں لیکن یہ خطوط نواب صاحب کو نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ مولانا جیل میں لکھتے رہے۔ چوں کہ جیل میں اس وقت خطوط بھیجنے کی اجازت نہیں تھی اس لئے ان کو اپنے پاس ایک فائل میں جمع کرتے رہے۔ رہائی کے بعد اپنے سکریٹری اجمل خان سے ان خطوط کی نقلیں تیار کرنے کو کہا تا کہ وہ تمام خطوط مکتوب الیہ تک پہنچا دئے جائیں۔ بقول مولانا آزاد ''یہ تمام مکاتیب رنج کے خطوط تھے اور اس غرض سے نہیں لکھے گئے تھے کہ شائع کئے جائیں لیکن اجمل خان نے ان کی اشاعت پر اصرار کیا۔''

مولانا ان خطوط کی اشاعت کے لئے مشکل سے تیار ہوئے۔ اس لئے یہ تمام خطوط مکتوب الیہ کو بھیجنے سے پہلے کتابی شکل میں ''غبارِ خاطر'' کے نام سے شائع کر دئے گئے۔ ان خطوط میں اشعار کثرت سے استعمال کئے گئے ہیں۔ ہر دوسری تیسری سطر کے بعد ایک شعر ضرور لکھا ہے۔ اس سے نثر کے حسن میں دل آویزی اور دل کشی پیدا ہو گئی ہے۔ قلعہ احمد نگر کے اکثر خطوط میں یہی شان نظر آتی ہے۔ گویا مولانا نے نثر میں شاعری کی ہے اور جس مطلب کو ادا کیا ہے، اس میں اپنے تخیل کی جولانیاں خوب دکھائی ہیں۔ مولانا کے یہ خطوط اردو نثر کا بہترین سرمایہ ہیں۔ ان خطوط کی اشاعت سے اردو ادب کے سرمایہ میں اہم اضافہ ہوا ہے۔ غبارِ خاطر کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اپنے علم و فضل کی وجہ سے تمام علوم و فنون پر دسترس رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تقریروں اور خطبوں میں ایک خاص قسم کا اثر ہے۔ مولانا نے اپنی تقاریر اور جوشِ خطابت سے پوری قوم کو بیدار کیا اور اپنی تحریروں سے اس میں علمیت اور مردانگی پیدا کی۔ مولانا نے مختلف جگہوں پر جو خطبات دئے تھے، وہ سب منتشر حالت میں تھے۔ مالک رام صاحب نے اپنے مبسوط مقدمے کے ساتھ ان سب کو ایڈٹ کیا اور دو جلدوں میں ان خطبات کو یکجا کر کے ساہتیہ اکیڈمی سے بڑے سلیقہ سے شائع کیا۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۵ء تک کی تقریروں کا ایک مجموعہ انگریزی میں حکومتِ ہند کی طرف سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا تھا۔

مولانا آزاد اردو زبان پر بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔ جہاں ایک طرف حاکموں سے آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنے میں بھی انہیں کوئی جھجک نہیں تھی، وہیں اپنے قلم کے ذریعے بھی انہوں نے حاکموں کے فیصلوں کے خلاف تحریریں ثبت کیں۔ ایک جگہ ''قولِ فیصل'' میں مولانا کی گھن گھرج سنئے، کہتے ہیں:

> ''یقیناً میں نے کہا ہے: 'موجودہ گورنمنٹ ظالم ہے، لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟ میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھ سے یہ توقع کی جائے کہ ایک چیز کو اس کے اصلی نام سے نہ پکاروں؟ میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ہوں، میں کم سے کم اور نرم سے نرم لفظ جو اس بارے میں بول سکتا ہوں، یہی ہے۔' ایسی ملفوظ صداقت جو اس سے کم ہو، میرے علم میں کوئی نہیں''۔
>
> ''میں یقیناً یہ کہتا رہا ہوں کہ ہمارے فرض کے سامنے دو ہی راہیں ہیں، گورنمنٹ ناانصافی اور حق تلفی سے باز آ جائے، اگر باز نہیں آ سکتی تو مٹا دی جائے، میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ یہ تو انسانی عقائد کی اتنی پرانی سچائی ہے کہ صرف پہاڑ اور سمندر ہی اس کے ہم عمر کہے جا سکتے ہیں۔ جو چیز بری ہے اسے یا تو درست ہو جانا چاہئے، تیسری بات کیا ہو سکتی ہے؟ جب کہ میں اس گورنمنٹ کی برائیوں پر یقین رکھتا ہوں، تو یقیناً یہ دعا نہیں مانگ سکتا کہ درست بھی نہ ہو اور اس کی عمر دراز بھی۔'' (قولِ فیصل)

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:31 AM

مولانا بنیادی طور پر شاعر نہیں تھے لیکن ان کی نثر میں جو شعریت ملتی ہے وہ شاعری سے کچھ کم نہیں۔ جیل خانے میں مولانا کے شب و روز کی زندگی مولانا کے خطوط سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ انہیں وہاں بھی قوم کی ترقی کی فکر ستائے ہوئے تھی۔ کہتے ہیں:

> ''جس قید خانے میں صبح ہر روز مسکراتی ہو، جہاں شام ہر روز پردۂ شب میں چھپ جاتی ہو، جس کی راتیں کبھی ستاروں کی قندیلیں سے جگمگانے لگتی ہوں، کبھی چاندنی کی حسن افروزیوں سے جہاں تک رہی ہو، جہاں دوپہر ہر روز چمکے، شفق ہر روز نکھرے، پرند ہر صبح وشام چہکیں، اسے قید خانہ ہونے پر بھی عیش و مسرت کے سامانوں سے خالی کیوں سمجھ لیا جائے! یہاں سروسامانِ کار کی تو اتنی فراوانی ہوئی کہ کسی گوشہ میں بھی گم نہیں ہوسکتی، مصیبت ساری تو یہ ہے کہ خود ہمارا دل و دماغ ہی گم ہوجاتا ہے، ہم اپنے سے باہر ساری چیزیں ڈھونڈتے رہیں گے مگر اپنے کھوئے ہوئے دل کو کبھی نہیں ڈھونڈیں گے، حالاں کہ اگر اسے ڈھونڈ نکالیں گے تو عشرت و مسرت کا سارا سامان اسی کوٹھڑی کے اندر سمٹا ہوا مل جائے۔۔۔'' (غبارِ خاطر)

مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ مقالات، مجموعے، خطبات، مرتب خطوط اور اہم مضامین پر مشتمل مولانا ابوالکلام آزاد کی تصنیفات کی ایک طویل فہرست ہے جو ان کی زندگی میں اور مابعد زندگی مرتب کر کے شائع کی گئیں ان میں ''تحریکِ آزادی''، ''مکاتیب مولانا آزادؔ''، ''مولانا ابوالکلام آزاد کے نام ادبی خطوط وجوابات''، ''نگارشات آزادؔ''، ''فلسفہ''، ''البیرونی اور جغرافیۂ عالم''، ''نوادرِ ابوالکلام''، ''ہندوستان پر حملہ اور مسلمانوں کے فرائض''، ''ترجمان القرآن''، ''لسان الصدق''، ''آزادیٔ ہند''، ''مضامینِ ابوالکلام آزادؔ''، ''آثارِ ابوالکلام آزادؔ'' وغیرہ کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے قوم وملت کی جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آج کے جدید ہندوستان پر اگر عمیق نظر ڈالی جائے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ آزادی کے متوالوں کی قربانیوں کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ لہذا ایسی دردناک صورتحال کے ازالہ کے لئے ہمیں ہمارے مذہبی رہنماؤں بالخصوص قدیم رہنماؤں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں مولانا آزادؒ کی تصنیفات وتخلیقات یقیناً مشعل راہ ثابت ہوسکتی ہیں۔

حاصل مطالعہ

بھارت رتن امام الہند مجاہد آزادی مولانا ابوالکلام آزاد کی پیدائش 11 رنومبر 1888ء کو مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام مولوی خیر الدین تھا، جو اپنے علاج کے غرض سے کلکتہ مع اپنے اہل خانہ تشریف لائے اور یہیں مقیم ہوگئے۔ آزاد نے مکۃ المکرّمہ میں ہی اپنی ابتدائی عربی وفارسی کی کتابیں وہاں کے مختلف علماء سے پڑھی تھیں۔ آزاد بہ ایک وقت ادیب، صحافی، خطیب، سیاست داں اور قوم وملت کے سچے خادم تھے۔ اپنی پُر جوش تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ ہندوستانیوں کے دلوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔ مولانا کا سب سے بڑا کارنامہ اردو زبان کی اشاعت ہے۔ آزاد ہندستان کے پہلے وزیر تعلیم مقرر ہونے کے بعد جو تعلیمی پالیسی مرتب کی اس کا مقصد قوم کی ذہنی بیداری پر زور دینا، اعلیٰ تعلیم کے مواقع فراہم کرنا، ثانوی تعلیم کو نوجوانوں تک پہنچانے کے لئے اہم اقدامات کرنا وغیرہ تھا۔ ''غبار خاطر'' کے ذریعہ اردو خطوط نگاری کو ایک نئی جہت بخشی جس میں انھوں نے زیادہ سے زیادہ اشعار کا استعمال کیا ہے۔ مولانا کے یہ خطوط اردو نثر کا بہترین سرمایہ ہیں۔ ''قول فیصل'' میں انھوں نے حاکموں کے فیصلوں کے خلاف جو کچھ تحریر کیا وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:32 AM

I.(i) الفاظ معنی

سکونت اختیار کرنا	=	ٹھہرنا، قیام کرنا	درسِ نظامی	=	نصابِ تعلیم، نظامِ تدریس
نقوش	=	علامات، نشانات	نشیب و فراز	=	پست اور بلند مقام
تغیرات	=	تبدیلیاں	صحافی	=	اخبار نویس، مضمون نگار
بے باکی	=	بغیر خوف کے	دانش مند	=	اہلِ علم، عقل مند
قلمدان سونپا گیا	=	عہدہ سونپا گیا	مجروح	=	چوٹ کھایا ہوا، زخم کھایا ہوا
زینہ	=	سیڑھی	دل آویزی	=	بالادستی
استبداد	=	ظلم و جور سے حکومت کرنا	زبوں حالی	=	خستہ حالی، مفلسی
ضرر	=	نقصان	جھجک	=	ہٹانا، تامل کرنا، اعتراض کرنا
ثبت کرنا	=	تحریر کرنا، درج کرنا، مہر لگانا، نقش کرنا	ملفوظ	=	بزرگوں کا کلام، جمع کردہ اقوال
حق تلفی	=	بے انصافی، حق مارنا	قندیل	=	چراغ
فراوانی	=	کثرت، زیادتی، افراط، بہتات	عمیق	=	گہرا
متوالے	=	مست، مدہوش، سرشار	استوار	=	منظّم، پختہ، غیر متزلزل
کھلواڑ	=	کھیل کھیلنا	اِزالہ	=	زائل کرنا
رنجش	=	ناخوشی، عداوت	مشعلِ راہ	=	راستہ دکھانے والا، بڑا چراغ

لسانی سرگرمیاں:

الف۔ صحیح املا لکھئے:

خاضی، ادالت، شقص، درقت، فیسلہ، احطرام، گفلت، حقوک، افلاس، ہدیس

ب۔ جملے درست کیجئے:

1۔ انڈے کی پیلی زردی.

2۔ اخلاق انسان کی زیور ہے.

3۔ والدین کی سات اچھا برتاؤ کرو.

4۔ تاج محل کا عمارت بھوت خوبصورت ہے.

5۔ تمے کاں جاتیں سو

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:32 AM

(ii) واحد جمع

روایت	+	روایات	مرکز	+	مراکز
آزادی	+	آزادیاں	نقش	+	نقوش
تقریر	+	تقاریر	تصنیف	+	تصانیف
تالیف	+	تالیفات	تفسیر	+	تفاسیر
ذریعہ	+	ذرائع	معیشت	+	معیشتیں
ثقافت	+	ثقافتیں	پالیسی	+	پالیسیاں
تحقیق	+	تحقیقات	اِقدام	+	اقدامات
صحبت	+	صحبتیں	اُسلوب	+	اسالیب
مکتب	+	مکاتب	جولانی	+	جولانیاں
توقع	+	توقعات	عقیدہ	+	عقائد
اختلاف	+	اختلافات	مکتوب	+	مکاتیب، مکتوبات

(iii) اضداد

پیدائش	×	وفات	مستقل	×	غیر مستقل
معمولی	×	غیر معمولی	فانی	×	غیر فانی، باقی
نشیب	×	فراز	خوش بختی	×	بدبختی
مرتّب	×	غیر مرتب	اعلیٰ	×	ادنیٰ
ظاہری	×	باطنی	کثرت	×	قِلّت
زندگی	×	موت	قابل	×	ناقابل
بہترین	×	بدترین	استوار	×	غیر استوار

(iv) جوڑ ملایئے

1۔ آزاد	انسٹی ٹیوٹ آف ہائر ٹکنالوجی کھولا
2۔ آزاد کا بڑا کارنامہ	آزاد ہندوستان کے
3۔ وزیر تعلیم مقرر ہوئے	مکہ میں پیدا ہوئے
4۔ کھڑک پور میں	خطوط کا مجموعہ
5۔ غبار خاطر	اردو زبان کی اشاعت

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:32 AM

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ مولانا ابوالکلام آزاد.....میں پیدا ہوئے۔ (مدینہ/ ریاض/ مکہ/ ہندوستان)

2۔ آزاد ہندوستان کے وہ.....وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ (دوسرے/ پہلے/ تیسرے/ چوتھے)

3۔ 1951ء میں.....میں انسٹی ٹیوٹ آف ہائر ٹکنالوجی کھولا۔ (بنگلور/ دہلی/ ممبئی/ کھڑک پور)

4۔ آزاد کے مشہور پرچے کا نام.....ہے۔ (الہلال/ رعیّت/ لسان الصدق/ الندوہ)

5۔ غبار خاطر آزاد کے.....کا مجموعہ ہے۔ (تقریروں/ خطبوں/ خطوط/ مضامین)

6۔ آزاد بنیادی طور پر.....نہیں تھے ۔ (مضمون نگار/ مقرر/ شاعر/ خطیب)

7۔ آزاد کی قرآن مجید کی تفسیر کا نام.....ہے۔ (معارف القرآن/ تفہیم القرآن/ ترجمان القرآن/ تدبر قرآن)

8۔ مضمون ''مولانا آزاد'' کے مضمون نگار کا نام.....ہے۔ (سید رضوان/ ڈاکٹر سعید الدین/ محمد مسعود/ محمد ناصر)



III. مختصر ترین سوالات:

1۔ مولانا آزاد کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ آزاد کے والد کا نام کیا تھا اور وہ علاج کے لئے کہاں آئے؟

3۔ آزاد نے اپنی ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟

4۔ آزادی کے بعد حکومتِ ہند نے انھیں کیا عہدہ دیا؟

5۔ (UGC) کی وضاحت کیجئے۔

6۔ آزاد کے خطوط کے مجموعہ کا نام کیا ہے؟

7۔ آزاد کے مشہور اخباروں کے نام لکھئے۔

IV. مختصر سوالات:

1۔ مولانا آزاد کے بچپن کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

2۔ مولانا آزاد کے اندر کونسی خوبیاں پائی جاتی تھیں؟

3۔ وزارت تعلیم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد آپ نے کیا کارنامے انجام دئے؟

4۔ ٹیکنیکل تعلیم کے لئے آپ نے کیا خدمت کی؟

5۔ شبلی اور آزاد کی ملاقات کہاں ہوئی؟ اس کے بعد آزاد کہاں گئے؟

6۔ ''الہلال'' اور لسان الصدق کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

7۔ ''غبارِ خاطر'' کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:33 AM

V. تفصیلی سوالات:

1۔ آزاد نے ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں کیا خدمات انجام دیں، تفصیل سے لکھئے۔

2۔ ''الہلال''، ''قول فیصل'' یا ''غبارِ خاطر'' کے بارے میں کسی دو پر تفصیل سے مضمون لکھئے۔

3۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

VII. لسانی سرگرمیاں:

ذیل کے جملوں سے اسمِ عام اور اسمِ خاص الگ کرو:

1۔ آزاد کا ابتدائی زمانہ مکہ معظّمہ میں گذرا۔

2۔ وہ جانتے تھے کہ تمام اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔

3۔ علاّمہ شبلی کو آزاد سے بے پناہ محبت تھی۔

4۔ جس قید خانہ میں صبح ہر روز مسکراتی ہو۔

5۔ اصل میں اسی اخبار نے زبردست انقلاب کیا۔

عملی کام:

مولانا آزاد کے متعلق اپنے کتب خانہ سے کتابیں حاصل کیجئے اور معلومات جمع کیجئے۔

آزاد کی یوم پیدائش پر اپنے اسکول میں ایک جلسہ منعقد کیجئے اور آزاد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو تقریر و تحریر کے مقابلوں کے ذریعہ اُجاگر کیجئے۔

''آزاد بحیثیت وزیر تعلیم'' ۔انہوں نے جو کچھ خدمات انجام دی ہیں، ان کا احاطہ کیجئے۔

''غبارِ خاطر'' کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کو جو خطوط پسند آئیں، انھیں جمع کیجئے۔

اپنے استاد کے ساتھ کھڑک پور میں قائم کردہ انسٹی ٹیوٹ آف ہائر ٹکنالوجی کا دورہ کیجئے اور اپنی معلومات کو ایک جامع مضمون کی شکل دیجئے۔

الہلال، البلاغ، لسان الصدق جیسے اخبارات سے اگر کچھ صفحات مل جائیں تو انہیں تلاش کر کے اپنی فائل میں رکھئے۔

آزاد ''بحیثیت مفسر القرآن'' کے عنوان پر ایک معلوماتی مضمون لکھئے اور اپنے استاد سے اصلاح کرانے کے بعد کسی مقامی اخبار میں شائع کرنے کی کوشش کیجئے۔



مزید استفادہ کے لئے:

آزاد کے قلم سے	مولانا آزاد کی قرآنی بصیرت	
خطبات آزاد	انگریزی تقریروں کا مجموعہ	مرتبین: اختر الواسع، فرحت احساس
آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی	تذکرہ	مولانا ابوالکلام آزاد، مذہبی فکر و عمل کے آئینہ میں
تبرکات آزاد	مکاتیب آزاد	مصنف: شیخ محمد الاعظمی
نگارشات آزاد	فلسفہ البیرونی اور جغرافیۂ عالم	لسان الصدق
آزادیٔ ہند	آثار ابوالکلام	نوادرِ ابوالکلام

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:33 AM

حصّہ غـزل

اکائی 5

غزل

حسرت موہانی

شاعر کا تعارف

اس غزل کے شاعر کا نام سید فضل الحسن اور حسرتؔ تخلص تھا۔ آپ 1881ء میں یوپی کے ایک قصبے موہان میں پیدا ہوئے۔ اپنی ابتدائی تعلیم موہان ہی میں حاصل کی اور فتح پور سے ہائی اسکول کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے علی گڈھ چلے آئے 1903ء میں علی گڈھ سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔

حسرت نے علی گڈھ سے ایک اردو رسالہ جاری کیا۔ اپنی طالب علمی کے زمانے ہی سے جدوجہد آزادی میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ حسرتؔ ایک طویل عرصے تک کانگریس سے وابستہ رہے۔ وہ خلافت تحریک کے بھی سرگرم رکن تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز نے ان کے رسالے اردو معلیٰ کو بند کر دیا۔ وہ صحافی بھی تھے، محقق بھی، صوفی بھی، اور عالم و نقاد بھی تھے۔ 13 مئی 1951ء کو آپ کا انتقال ہوا۔

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے

باہزاراں اضطراب و صد ہزاراں اشتیاق
تجھ سے وہ پہلے پہل دل کا لگانا یاد ہے

تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بے باک ہو جانا مرا
اور ترا دانتوں میں وہ انگلی دبانا یاد ہے

تجھ کو جب تنہا کبھی تنہا پاتا تو ازراہِ لحاظ
حالِ دل باتوں ہی باتوں میں جتانا یاد ہے

آگیا گر وصل کی شب بھی کہیں ذکرِ فراق
وہ ترا رو رو کے مجھ کو بھی رُلانا یاد ہے

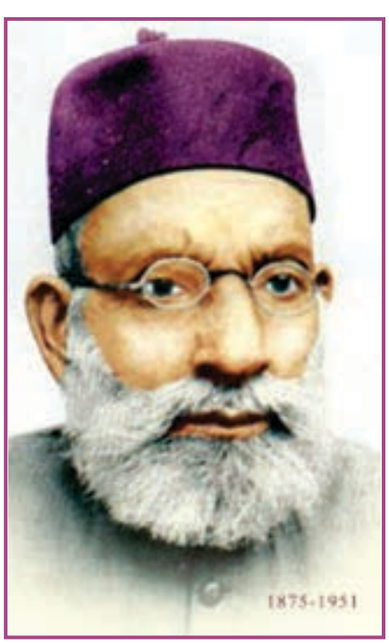

حسرت موہانی

اس غزل کے پہلے 5 اشعار زبانی یاد کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:34 AM

دوپہر کی دھوپ میں میرے بلانے کے لئے
وہ ترا کوٹھے پہ ننگے پاؤں آنا یاد ہے

آج تک نظروں میں ہے وہ صحبت راز و نیاز
جب سنا لینا ، تو پھر خود روٹھ جانا یاد ہے

با وجود ادعائے اتقا حسرتؔ مجھے
آج تک عہد ہوس کا وہ فسانا یاد ہے

I. الفاظ معنی

اضطراب	=	پریشانی	اشتیاق	=	شوق
بے باک ہونا	=	باہمت ہوجانا	وصل	=	مِلنا
فراق	=	جدائی	برگشتہ	=	برہم ہونا/غصہ ہونا
ناز	=	فخر/شان	ادعا	=	دعویٰ کرنا
اتقاء	=	پرہیزگاری			



II. دیئے گئے سوالوں کے جوابات لکھئے:

1۔ حسرتؔ موہانی کے رات دن کا مشغلہ کیا تھا؟

2۔ اپنے محبوب سے دل لگاتے وقت شاعر کی کیا کیفیت تھی؟

3۔ شاعر کا محبوب کن باتوں سے حیران ہے؟

4۔ اس شعر کا مطلب بیان کیجئے

؎ تجھ کو جب تنہا کبھی تنہا پاتا تو از راہِ لحاظ
حالِ دل باتوں ہی باتوں میں جتانا یاد ہے

5۔ محبوب کے غصہ ہونے اور روٹھ جانے کا حال بیان کیجئے؟

6۔ شاعر کو کونسا فسانہ یاد آتا ہے ؟

عملی مشق : اس غزل کو زبانی یاد کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:34 AM

سرسری مطالعہ

اکائی 5

ممنوعہ جزیرہ

امیر النساء

اتنا بڑا باغیچہ اس نے سپنوں میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ مخملیں گھاس جیسے حدنظر تک سبز قالین بچھا دیا گیا ہو اور ان پر جگہ جگہ گلاب یا اس سے ملتے جلتے خوبصورت پھولوں کے تختے۔ اسے تشبیہ بالکل نہیں سوجھ رہی تھی کیوں کہ ایسے خوش رنگ پھول اس نے پہلے دیکھے ہی نہیں تھے۔ وہ کہاں کہاں نہیں گئی تھی، کون سا پہاڑی مقام اس نے نہیں دیکھا تھا۔ اندرون ملک چھوڑ بیرون ملک تک اس نے دیکھا ہوا تھا اور قدرت کی کرشمہ سازیوں پر متحیر تھی۔ ہر پھول کی شکل جدا بلکہ ہر پنکھڑی الگ اور ان کے رنگ اتنے مختلف کہ وہ شمار ہی نہیں کر پائی کہ ان پھولوں اور پودوں کے اقسام کتنے ہیں۔ اب اچانک اتنا بڑا باغیچہ یا اتنا بڑا جزیرہ اس کی نظروں کے سامنے آیا تو وہ ٹھٹک گئی۔ اس نے گیٹ کی چٹخنی کرائی اور تیزی کے ساتھ اندر داخل ہوگئی۔ داخلی دروازے سے پہلے راہداری کے چمچماتے فرش پر اس کے پیر پھسلنے لگے۔ وہ سنبھل، سنبھل کے قدم بڑھا رہی تھی۔ اچانک پراسراری آواز سنائی دی۔

''واپس لوٹ جاؤ۔ یہ محل صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو لوگوں کے حقوق احسن طریقے سے ادا کرتے ہیں۔''

وہ گھبرا کر باہر نکل آئی پھر اس نے اس محل سے متصل باغیچہ کا رخ کیا۔ یہاں کا منظر مزید دلفریب تھا۔ بڑا آراستہ و پیراستہ باغیچہ تھا اور اندر جگمگاتا ہوا محل جس کے دائیں اور بائیں طرف دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی تھیں۔ اس کے پاؤں باہر ہی رک گئے کیوں کہ جلی حروف میں لکھا ہوا تھا ''یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو امین اور صادق ہیں۔''

وہ وہاں سے بھی نکل آئی۔ ایک اور پھلوں سے لدے احاطے کی طرف اس کے قدم خود بخود بڑھنے لگے جہاں ایک محل نما عمارت نظر آرہی تھی جس کے در و دیوار سونے چاندی سے مزین تھے۔ اس نے عالم اشتیاق میں اس محل کے صدر دروازے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کہیں سے بارعب آواز گونجی:

''یہ دروازہ وہی کھول سکتے ہیں جو منافق نہیں ہیں۔ یعنی ان کا ظاہر اور باطن ایک ہے۔''

وہ پریشان حال وہاں سے بھی نکل آئی۔ اس قدر وسیع و عریض باغیچہ تھا کہ اس کے پیر چلتے چلتے شل ہونے لگے۔ نہ اسے باہر نکلنے کا راستہ نظر آتا نہ وہ تھک کر کہیں بیٹھ سکتی تھی۔ وہ جیسے ہی بیٹھنے کی سعی کرنے لگتی زمین اسے فٹ بال کی طرح لڑھکا دیتی۔ ناچار وہ چلنے پر مجبور تھی، اس نے کئی سر بفلک عمارتیں دیکھیں، کئی سبزہ زار دیکھے، رنگین فوارے دیکھے، ان گنت محل دیکھے، مگر کسی بھی عمارت کا صدر دروازہ اس کے لئے نہیں کھلتا تھا۔ اس بیچ اس نے سو دو سو عمارتوں کے احاطوں کا نظارہ کیا۔ کوئی ایک در بھی اس کے لئے وا نہیں ہوا۔ وہ جیسے ہی کسی عمارت کی عالیشان رہ گذر پر قدم بڑھاتی، ہوا کا تیز جھکڑ چلنے لگتا اور پُراسرار آواز سنائی دیتی ''یہ قطع تعلق کرنے والوں کے لئے نہیں ہے۔'' ''یہ دھوکہ دینے والوں کے لئے نہیں ہے''۔ ''یہ ریاکاری کرنے والوں کے لئے نہیں ہے''۔ ''یہ بہتان لگانے والوں کے لئے نہیں ہے''۔ ''یہ حرام کھانے والوں کیلئے نہیں ہے۔'' ''یہ غاصبوں کے لئے نہیں ہے'' ۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:35 AM

وہ در در کی ٹھوکریں کھاتے کھاتے نیم مردہ ہو چکی تھی۔ نہ اب اسے سونے چاندی کے محلوں کی خواہش رہی نہ ہیرے جواہرات سے مزین عمارتوں کو اندر سے دیکھنے کا شوق تھا۔ دودھ اور شہد کی نہروں کو دیکھ کر دیکھنے کی خواہش بھی مر چکی تھی۔ وہ تو بس اپنے تھکے ہوئے پیروں کو کچھ دیر آرام دینا چاہتی تھی مگر یہ جنت نظیر زمین اس پر نامہربان ہوگئی تھی۔ شدت کی پیاس اور بھوک سے بُرا حال تھا۔ ٹھنڈے میٹھے جھرنے اسے ایک گھونٹ پانی پلانے کے روادار نہیں تھے۔ رس دار پھلوں سے لدی ڈالیاں اس کے بالکل قریب تھیں۔ وہ جیسے ہی انہیں توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھاتی، شاخیں اس کی پہنچ سے دور چلی جاتیں۔ وہ اس پراسرار جزیرے سے نکلنے کے لئے ہاتھ پیر چلاتی مگر اسے راستہ ہی نہیں سجھائی دیتا۔

آخر تھک ہار کر وہ اپنے قدم جس سمت بڑھتے گئے، اسی سمت بڑھاتی گئی۔ اس باغیچہ کے چاروں اور پانی ہی پانی تھا۔ پتہ نہیں وہ پانی کو پھلانگ کر کیسے اندر آ گئی۔ آگے بڑا خوبصورت نظارہ تھا۔ آراستہ چمن کے اندر رنگین پانی کے فوارے چل رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ فوارے رنگین پانی نہیں، خوبصورت اور رنگ برنگے موتی اگل رہے ہوں۔ دودھیا چاندنی ہر سو چٹک رہی تھی اور رموسم اتنا دل فریب تھا کہ نہ سردی کی شدت تھی نہ گرمی کی حدت، وہ موسم اور مناظر کی خوبصورتی میں کھوئی کھوئی اندر کی طرف بڑھنے لگی۔ مگر وہ اسی وسیع و عریض عمارت کے گرد گھوم گھوم کر تھک گئی۔ اندر جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ وہ جتنی بار اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی، جیسے اس کے کان بجنے لگتے:

''یہ محل ان عبادت گزاروں کے لئے ہرگز نہیں جو خالق تک پہنچنے کے لئے اس کی مخلوق کو روندتے ہوئے گذرتے ہیں۔ یہ محل صرف ان کے لئے ہے جو اللہ کی رضا اس کے بندوں کی رضا میں تلاش کرتے ہیں''۔

اس کا سر چکرانے لگا۔ ان عالیشان محلوں میں، خوشنما باغیچوں میں، دودھ اور شہد کی ندیوں، ٹھنڈے میٹھے چشموں اور خوش رنگ پھلوں میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

ہائے میں کہاں آ کے پھنس گئی۔ بھلے ہی میری اپنی دنیا یہ صورت۔۔۔ سہی، رہنے کے لئے محل نہ سہی، خدمت کے لئے خوبصورت کنیزیں نہ سہی، گندگی کے ڈھیر اور کثیف ماحول ہی سہی، مگر میری تمام بداعمالیوں کے ساتھ مجھ پر۔۔۔ تھی، میں دھڑلے سے لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتی رہی۔ وہ مجھے آنکھوں پر بٹھاتے رہے۔ میرا منافقانہ چہرہ کتنے لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کر دیتا تھا۔

وہ سوچ کے دریا میں غوطہ زن تھی ۔''میں تو کسی کے ساتھ بھی مخلص نہیں تھی۔ میں نے کبھی سچ نہیں بولا۔ ہمیشہ مصلحت آمیز جھوٹ کا سہارا لیا۔ کسی بھی معاملے میں ایمانداری نہیں برتی۔ ہمیشہ دروغ گوئی کو اپنا شعار بنایا۔ اس کے باوجود لوگ مجھے عزت دیتے تھے۔ میری مسند سب سے اونچی تھی۔ اس لئے کہ میں نے ہر طرح سے دولت سمیٹی۔ میرا مقصد صرف ایک تھا جائز یا ناجائز طریقے سے دولت سمیٹوں، چاہے اپنوں کا حق مارا جائے یا بے گانے، اس کی زد میں آتے ہوں۔'' اس نے تو اپنے شوہر اور بچوں کو بھی یہی سبق سکھایا تھا کہ اپنے قریب ترین عزیزوں یعنی اپنے بھائی بہنوں کا حق بھی مار کر اپنے بینک بیلینس میں اضافہ کر لیا جائے۔ وہ بہت خوش تھی کہ اسے مالی استحکام حاصل ہو گیا ہے کیوں کہ وہ مالی طور پر ہر لحاظ سے مضبوط تر ہو گئی تھی مگر اچانک اس کی زندگی کی ڈور کمزور پڑنے لگی۔ بہترین ڈاکٹرز بھی اسے زندگی کی طرف لوٹانے پر قادر نہیں تھے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے اس نامعلوم جزیرے میں آ کے پھنس گئی تھی جہاں سے باہر نکلنا محال تھا۔ اس نے ہر طریقہ آزمایا کہ اس پراسرار جزیرے سے باہر نکل سکے اور نہ اس جزیرے کے اندر اس کے لئے گنجائش تھی، کیوں کہ اس کا وجود ہی جزیرے کے اندر بالکل ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ جیسے چاند پر پہنچ کر انسان کا وزن ایک چوتھارہ جاتا ہے۔ ذرا سا دھکا یا ہلکی سی ہَوا اسے ادھر سے ادھر دھکیل رہی تھی۔ اسی عالم میں اس نے غور کیا کہ محل نما کوٹھیوں کے باہر انجانی مخلوق اس سے بار بار یہی سوال کرتی رہی کہ وہ اپنی اکٹھا کی ہوئی دولت سے زادِ راہ کے طور پر اپنے ساتھ کیا لائی ہے؟ وہ سوچنے لگی کاش کروڑوں کی دولت کے بدلے یہاں اسے مٹھی بھر زمین ہی مل جاتی۔ پھر اسے یاد آنے لگا کہ وہ اتنی بھی تہی دست نہیں ہے، بھلے ہی وہ اپنی ساری دولت وہیں چھوڑ آئی ہو۔ وہ سوچنے لگی مگر میں نے کئی لوگوں کی مدد بھی تو کی ہے۔ اس کے

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:36 AM

علاوہ میری دن رات کی عبادت، فرائض کے علاوہ خدا کا ذکر واذکار، تلاوت قرآن، میں نے زندگی کا بڑا حصہ اس میں لگایا ہے۔ کیا یہ زادراہ نہیں ہے۔ کاش میں ان باتوں کا ریکارڈ بھی رکھتی۔ جیسے ہی یہ سوچ اس کے اندر آئی، ایک کمپیوٹر نما مشین اس کے آگے نمودار ہوگئی اور وہ اس میں اپنی نیکیاں شمار کرنے لگی۔ جب ایک ایک نیکی کا شمار ہوگیا تو اچانک اس مشین نے واضح انداز میں اس کی بداعمالیوں کا ریکارڈ پیش کرنا شروع کیا۔ اس کی برائیوں کا گراف اس کی نیکیوں سے بڑھتا گیا یہاں تک کہ نیکیاں نقطہ کی شکل میں رہ گئیں۔ آخر کار وہ نقطہ بھی مٹ گیا۔ آخر میں اس نوٹ کے ساتھ مشین بند ہوگئی:

'' حقوق اللہ میں رعایت ہوسکتی ہے مگر حقوق العباد میں نہیں۔''

اب اس سے ہلکے پھلکے وجود کے ساتھ برائیوں کے ریکارڈ کا بھاری وزن اٹھ نہیں رہا تھا۔ وہ اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے واپس اپنی دنیا میں جانا چاہتی تھی مگر باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا!



I. مختصر سوالات:

1۔ ''ممنوعہ جزیرہ'' افسانے کے تخلیق کار کون ہیں؟

2۔ پراسرار باغیچہ کا منظر کیسا تھا؟

3۔ محل کے دائیں اور بائیں کون کون سی نہریں بہہ رہی تھیں؟

4۔ باغیچہ میں داخل ہوتے ہی کیسی آوازیں آئیں؟

5۔ محلوں کے عمارتوں کے دروازے کیوں نہیں کھل رہے تھے؟

6۔ 'دنیا میں اس کا ایک ہی مقصد تھا' وہ کیا تھا؟

7۔ انجانی مخلوق اس سے کیا سوال کر رہی تھی؟

8۔ صدر دروازے سے بارعب کیسی آواز گونجی؟

9۔ اعمال کے ریکارڈ میں کون کس سے بڑھ گیا تھا؟

10۔ '' ممنوعہ جزیرہ'' افسانے کا مرکزی خیال کیا ہے؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ ممنوعہ جزیرہ کیا ہے؟ نیک اعمال کے ہوتے ہوئے بھی وہ کیوں جنت نظیر زمین میں داخل نہ ہوسکی، واضح کیجئے۔

2۔ ''ممنوعہ جزیرہ'' افسانے کے مرکزی خیال کی وضاحت کرتے ہوئے افسانے کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

لفظ لفظ میں موتی

- جب ہم اللہ سے مانگتے ہیں تو بے حساب مانگتے ہیں، لیکن جب عبادت کا وقت آتا ہے تو نفل بھی گن گن کر ادا کرتے ہیں۔
- جب تالاب بھر جاتا ہے تو مچھلی کیڑے مکوڑوں کو کھاتی ہے، جب تالاب خالی ہوتا ہے کیڑے مکوڑے مچھلی کو کھا جاتے ہیں۔
- غریب وہ نہیں جن کے پاس دولت نہیں ہے، بلکہ غریب وہ ہے جسے زیادہ دولت کی ہوس ہے۔
- زندگی میں دو باتیں تکلیف دہ ہوتے ہیں، ایک جس کی خواہش ہو اُس کا نہ ملنا اور دوسری جس کی خواہش نہ ہو، اُس کا مل جانا۔
- انسان پہاڑ کی چوٹی سے گر کر تو اٹھ سکتا ہے، مگر نظروں سے جائے تو اٹھ نہیں سکتا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:36 AM

اکائی 5

قواعد

اسم کی حالت

حالت: جملے میں کسی اسم کو دوسرے اسم یا فعل کے ساتھ جو تعلق ہوتا ہے اس کو اس اسم کی حالت کہتے ہیں۔

اسم کی چھ حالتیں ہیں

1۔ فاعلی | 2۔ مفعولی | 3۔ ندائی | 4۔ خبری | 5۔ اضافی | 6۔ ظرفی

1۔ فاعلی حالت: یہ اسم کی وہ حالت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کام کا کرنے والا یا اس پر کوئی واردات واقع ہوئی ہے

جیسے رام نے کھانا کھایا، احمد گیا، اس حالت میں اسم کے ساتھ کبھی ''نے'' آتا ہے اور کبھی بغیر ''نے'' کے استعمال ہوتا ہے۔ ان جملوں میں رام اور احمد سے فعل صادر ہوا ہے۔

2۔ مفعولی حالت: یہ اسم کی وہ حالت ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر کام کا اثر واقع ہوا ہے۔

جیسے موہن نے روٹی کھائی۔ یہاں کھانے کا اثر روٹی پر واقع ہوا ہے۔ اس لئے روٹی مفعولی حالت میں ہے۔

3۔ ندائی حالت: جس سے کسی کا بتانا ظاہر ہو جیسے : اے دوست۔

4۔ خبری حالت: جو اسم جملے میں کسی فعل یا واقعے کی خبر دیتا ہے وہ خبری حالت میں ہوگا۔ معین اس شہر کا حاکم ہے۔ مدیحہ جماعت کی نگران ہے۔

ان جملوں میں جو لفظ فعل کے ساتھ خبری حالت میں آئے ہیں ۔ وہ فعل کے مضمون کی تکمیل کرتے ہیں۔

5۔ اضافی حالت: جس میں کسی ایک اسم کو دوسرے اسم سے نسبت دی جائے۔

جیسے: معاذ کا گھوڑا یہاں گھوڑے کا تعلق معاذ سے ہے۔

6۔ حالت ظرفی: جب کسی اسم سے زمان یا مکاں یعنی وقت یا جگہ کا مفہوم پایا جاتا ہے تو ظرفی حالت میں ہوتا ہے۔

جیسے: طلحہ گھر میں ہے۔ علیمہ صبح سے کام کر رہی ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:37 AM

سوالات :

1۔ اسم کی حالت سے کیا مراد ہے؟

2۔ اسم کی کتنی حالتیں ہیں؟

3۔ اسم کی حالت خبری، حالت ندائی اور حالت ظرفی کی چند مثالیں دیجئے۔

4۔ درج ذیل جملوں سے فعل، فاعل اور مفعول پہچانئے:

(الف) رشیدہ سبق پڑھا رہی ہے۔ (ب) مجاہد روٹی کھا رہا ہے۔

(ج) بلی نے چوہے کو مارا (د) استاد نے شاگرد کو سزا دی۔

5۔ ذیل کے جملوں میں اسم کی کون سی حالتیں پائی جاتی ہیں ان کی نشاندہی کیجئے:

(الف) ابھی ابھی حامد گیا۔ (ب) فیضان اپنی بیمار دوست کو دیکھنے گیا تھا۔

(ج) زیبا کی بلی کالی ہے۔ (د) موہن نے روٹی کھائی۔



آج کل خطاب کی بجائے اعزاز کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جو شخص کوئی بڑا کارنامہ یا قومی خدمت بجالاتا ہے۔ اسے حکومت کی طرف سے اعزاز (تمغہ) سے نوازا جاتا ہے مثلاً: میجر عزیز بھٹی کو ''نشانِ حیدر سے نوازا گیا۔

اسم ذات کی ایک قسم:

نشانِ حیدر کے علاوہ کئی اور خطابات و اعزازات بھی ہیں، جو خدمات کے صلے میں دئے جاتے ہیں مثلاً: ستارۂ خدمت ، تمغۂ امتیاز، ستارۂ امتیاز۔

حضرت عیسیٰؑ کو ان کی والدہ کی نسبت سے ابن مریم کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے والد کا نام خطّاب تھا، اسی نام کی مناسبت سے انھیں ابنِ خطّاب کہا جاتا ہے۔

لسانی سرگرمیاں:

یہ درخت آم کا ہے۔ وہ آدمی کمرے سے باہر گیا۔ یہ لڑکی ذہین ہے۔

مذکورہ مثالوں میں ''یہ'' اور ''وہ'' اسم اشارہ ہیں، جب کہ درخت، آدمی اور لڑکی ''مشارالیہ'' ہیں۔

مشق:

یہ کتاب خالد کی ہے ، وہ شخص جو تھوڑی دیر پہلے گیا تھا، واپس نہیں آیا، یہ لڑکا بہادر ہے۔

ان مثالوں میں اسم اشارہ اور مشارالیہ الگ کرو۔

جس سے کہ بدل جائے ابھی قوم کی تقدیر ایسی کوئی تحریر اک ایسی کوئی تقریر

سب لوگ مظالم کے ہوئے جاتے ہیں عادی اب کوئی نہیں کھینچتا انصاف کی زنجیر

ڈاکٹر محمد جمال چنّئی

12th Urdu 19-2000 Unit 1
Wednesday, March 06, 2019 10:23:37 AM



حصّۂ نظم

اکائی 6

مساوات

مولانا شبلی نعمانی



شبلی نعمانی ایک اعلیٰ درجہ کے مضمون نگار اور بہترین شاعر تھے۔شبلی کی نظموں میں جو خصوصیت نظر آتی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی اکثر نظموں کا موضوع نبیؐ اور صحابہؓ کی سیرت کو بنایا ہے اور ان میں سے عبرت انگیز اور نصیحت آمیز باتوں کو اپنانے کی طرف رغبت دلائی ہے۔ان کی مشہور نظم ''اہل بیت کی زندگی'' میں حضرت فاطمہؓ وعلیؓ کے گھر کا حال بڑے ہی دل سوز انداز میں پیش کیا گیا ہے۔اس نظم میں خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے زمانہ کا ایک مشہور واقعہ ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ کس طرح حضرت عمرؓ نے عدل و انصاف کا بہترین نمونہ پیش کیا۔

سیکھنے کے مقاصد

- حضرت عمرؓ جو اپنے عدل وانصاف کے لئے بے حد مشہور تھے، مذکورہ واقعہ کے ذریعہ اس کا ثبوت دینا اور دوسروں تک اس پیغام کو پہنچانا۔
- ''مال غنیمت'' کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا مصرف (استعمال) ہونا چاہئے؟ اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔
- حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ہر ایک کو اپنا حق حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا تھا، اس واقعہ کے ذریعے اسے ثابت کرنا۔
- اس واقعہ کے ذریعے خلفائے راشدین کے طرز حکومت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔

شاعر کا تعارف



مولانا شبلی نعمانی 1857ء میں موضع بندول اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔اٹھارہ برس کی عمر میں حدیث وتفسیر اور عربی فارسی کے علم سے فارغ ہو کر وکالت کا امتحان پاس کیا لیکن اس پیشے سے کچھ دلچسپی نہ تھی چنانچہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بحیثیتِ پروفیسر آپ کا تقرر ہو گیا۔سولہ سال تک کالج کی خدمت کرتے رہے۔سرسید احمد خان کی صحبت میں مسلسل رہنے کی وجہ سے آپ کے اندر بھی تصنیف وتالیف کا ذوق پیدا ہوا یہاں تک آپ نے ''المامون'' اور ''سیرۃ النعمانؒ'' جیسی مشہور ومعروف کتابیں لکھیں۔ آپ کے دل میں قومی درد اور ملک وملّت کی فکر دامن گیر تھی۔آپ نے بزرگان ملت کے تاریخی کارناموں کو دنیا کے سامنے اپنے خاص رنگ میں پیش کیا اور بلند پایہ مؤرخ کی حیثیت سے اپنے فن کا لوہا منوایا۔دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کو مستحکم کرنے میں آپ کا شاندار کردار رہا ہے۔

شبلی نعمانی نے ''سیرۃ النبیؐ'' اور ''المامون'' کے علاوہ ''سوانح مولانا روم'' وغیرہ بہت سی کتابیں لکھیں جو بہت مقبول ہوئیں۔ آپ ایک بلند پایہ مؤرخ، کامل ادیب، نثر نگار، انشا پرداز، اور نکتہ سنج شاعر تھے۔مولانا شبلی کی تصانیف میں ایک قسم کی جدّت بھی ہے اور طرزِ ادا میں دل آویزی بھی نیز عام فہمی کا خیال بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔مولانا شبلی میں ایک عجیب خوبی یہ ہے کہ وہ قدیم وجدید میں ایسا پیوند لگاتے ہیں کہ مطلق اجنبیت باقی نہیں رہتی۔اپنی عمر کے آخری ایام میں شبلی نے تمام چیزوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے اعظم گڑھ میں سیرۃ النبیؐ کی تصنیف میں اپنے آپ کو مشغول کر رکھا اور ابھی سیرت النبیؐ کی کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ ہی نہ پائی تھی کہ اسی اثناء میں 18 نومبر 1914ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:23 PM

ایک دن حضرت فاروقؓ نے ممبر پر کہا
میں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کروگے منظور

ایک نے اُٹھ کے کہا کہ نہ مانیں گے کبھی
کہ ترے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور

چادریں مالِ غنیمت میں جو اب کے آئیں
صحنِ مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور

اُن میں ہر ایک کے حصے میں فقط ایک آئی
تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور

اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس
یہ اُسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور

مختصر تھی وہ روا اور ترا قد ہے دراز
ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور

اپنے حصے سے زیادہ جو لیا تو نے تو اب
تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور

اپنے فرزند سے فاروق معظم نے کہا
تم کو ہے حالت اصلی کی حقیقت پہ عبور

تمہیں دے سکتے ہو اس کا مری جانب سے جواب
کہ بہ پکڑے مجھے محشر میں مرا ربِّ غفور

بولے یہ ابنِ عمرؓ سب سے مخاطب ہوکر
اس میں کچھ والد ماجد کا نہیں جرم و قصور

ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا اُن کا لباس
کر سکی اس کو گوارا نہ مری طبع غیور

اپنے حصے کی بھی میں نے انھیں چادر دے دی
واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور

نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھ کے کہ ہاں اے فاروقؓ
حکم دے ہم کو کہ اب ہم اُسے مانیں گے ضرور

حاصل کلام

اس نظم کے ذریعہ شاعر نے حضرت عمر فاروقؓ کے زمانۂ خلافت کے عدل وانصاف اور رعایا کے ساتھ برتاؤ کے پہلو کو بہترین انداز میں واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ کس طرح حضرت عمرؓ اپنے عظیم المرتبت وفضیلت کے باوجود اپنی رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرتے تھے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔ شاعر مولانا شبلی نے اس نظم میں ایک مشہور واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ ایک مرتبہ بیت المال میں کچھ چادریں مالِ غنیمت میں جمع ہوئیں۔ عمر فاروقؓ نے حسبِ معمول تمام میں مساوی (برابری) طور پر چادریں تقسیم کردیں جب کہ خود آپ کے حصہ میں چادر کا ایک ٹکڑا آیا۔ آپ کا قد دوسروں کی بہ نسبت ذرا اونچا تھا۔ آپ نے تقسیم کے بعد لوگوں سے کہا کہ لوگو! میری بات سنو اور اس پر عمل کرو۔ ایک شخص نے کہا کہ جب تک ہمارے سوال کا جواب نہیں دو گے، ہم آپ کی کوئی بات نہیں لیں گے۔ اس شخص کو شک ہوا تھا کہ عمر فاروقؓ نے خیانت کی ہے اور کپڑا زیادہ لے لیا ہے۔ عمرؓ نے اپنے بیٹے کو جواب دینے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے حصہ کی چادر بھی والد محترم کو دے دی۔ جیسے ہی اس شخص نے عبداللہ بن عمرؓ سے یہ وضاحت سنی اسے اطمینان ہوگیا اور اس نے کہا اے عمرؓ! اب ہمیں حکم دو، آپ کے ہر حکم پر ہم عمل کریں گے۔ اس نظم میں شاعر نے آسان زبان میں قصے کو بیان کیا ہے جسے پڑھنے والا آسانی سے اس قصے کو سمجھ بھی سکتا ہے۔ اور عبرت ونصیحت بھی حاصل کرسکتا ہے۔ اور عدل فاروقیؓ کو سمجھ بھی سکتا ہے کہ کس طرح آدھی سے زیادہ دنیا پر حکومت کرنے والے کے دربار میں وقت کے خلیفہ کے سامنے بلاخوف وخطر سوال کیا جاسکتا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:24 PM

III۔ جوڑ ملایئے:

شبلی نعمانی	–	حضرت عمرؓ کا
قصہ بیان کیا گیا	–	انصاف
عدل	–	مساوات
احکام	–	شکست
فتح کی ضد	–	حکم

IV۔ شعر مکمل کرو:

ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے ..... پر کہا
میں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کرو گے .....
اپنے ..... سے فاروق معظم نے کہا
تم کو ہے حالت ..... کی حقیقت پہ عبور
اپنے حصے کی بھی میں نے انھیں ..... دیدی
واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو ..... مستور

V۔ صحیح جواب منتخب کرو:

1۔ المامون کتاب ..... نے لکھی۔ (اقبالؔ/آزادؔ/شبلی نعمانی/اکبرالہ آبادیؔ)
2۔ حضرت عمرؓ کے بیٹے ..... کا ذکر بھی اس نظم میں ہے۔ (عبداللہ بن عمرؓ/عبدالرحمٰن/اقبالؔ/ابوایوب)
3۔ نظم مساوات کے شاعر ..... ہیں ۔ (شبلی نعمانیؔ/حالیؔ/اقبالؔ/نظیر اکبرآبادی)
4۔ دستور کے معنی ..... ہیں۔ (حکومت/سلطنت/قانون/دفتر)
5۔ والد ماجد سے مراد ..... ہیں۔ (حضرت عمرؓ /حضرت ابوبکرؓ /حضرت عثمانؓ / حضرت علیؓ)
6۔ مولانا شبلی نعمانی نے ..... کالج میں خدمت کی۔ (علی گڈھ مسلم/جامعہ ملیہ/جمال محمد کالج/الامین کالج)
7۔ حضرت عمرؓ نے بیت المال میں ..... تقسیم کیں۔ (کپڑے/چادریں/پیسے/غلام)
8۔ حضرت عمرؓ نے چادریں ..... تقسیم کیں۔ (حرم میں/صحن مسجد میں/بیت المال میں/گھر میں)

VI۔ مختصر سوالات:

1۔ شبلی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2۔ شبلی نے اپنی نظموں اور مضامین میں کس موضوع کو خاص طور پر اپنایا؟
3۔ اس نظم میں کس کا واقعہ بیان کیا گیا ہے؟
4۔ مالِ غنیمت کسے کہتے ہیں؟

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:24 PM

5۔ حضرت عمرؓ کے عدل وانصاف سے متعلق کوئی مختصر واقعہ لکھئے؟

6۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے کس نے جواب دیا؟

7۔ حضرت عمرؓ پر تنقید کرنے والے نے آخر میں حضرت عمرؓ سے کیا کہا؟

تفصیلی سوالات:

1۔ اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

2۔ حضرت عمرؓ نے سوال کرنے والے کو کس طرح خاموش کرایا؟ تفصیل سے لکھئے؟

عملی کام:

شبلی نعمانی کی علمی وادبی خدمات سے متعلق اپنے کتب خانہ سے کتابیں حاصل کر کے مطالعہ کیجئے۔

شبلی نعمانی نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تدریسی خدمات کے علاوہ جو کارہائے عظیم سرانجام دئے ہیں، انھیں مضمون کی شکل میں تحریر کیجئے۔ اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

دارالمصنفین کے قیام میں شبلی کا بہت زیادہ دخل رہا ہے۔ اس پر اپنے خیالات کا اظہار تحریر کی شکل میں پیش کیجئے۔

شبلی کی معرکۃ الآراء تصانیف المامون، سیرۃ النعمان، اگر آپ کی لائبریری میں ہیں تو ان کا ضرور مطالعہ کیجئے اور خاص نکات جمع کیجئے۔

سرسید تحریک اور شبلی میں کہاں تک اتفاق رہا اور شبلی نے کیا خدمات انجام دیں، کتابوں کے مطالعہ سے لکھئے۔

شبلی کے مضمون نگار اور مصنف ہونے میں سرسید نے اہم رول ادا کیا، تبصرہ کیجئے۔

مزید استفادہ کے لئے:

شبلی کی لکھی ہوئی مذکورہ کتابوں کا مطالعہ کرو:

'المامون' 'سیرۃ النعمان' 'الفاروق' 'سیرت النبی ﷺ' 'عدلِ جہانگیری'

نظمیں : اہل بیت کی زندگی

دئے گئے محاورات (Pharases) کا مطلب بیان کرتے ہوئے انہیں مناسب جملوں میں استعمال کیجئے:

1۔ بول بالا ہونا۔

2۔ تارے گننا۔

3۔ دم بخود ہونا۔

4۔ لوہا ماننا۔

5۔ طوطی بولنا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:25 PM

حصّۂ نثر

اکائی 6

اخلاق کے رہنما اصول

مسعود احمد قاسمی



اس سبق میں اخلاق و عادات کے سدھار کے چند ایسے اہم اور بنیادی اصولوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن پر عمل کر کے انسان اپنی دنیوی اور اُخروی زندگی کو کامیاب اور خوشگوار بنا سکتا ہے۔ سچائی، راست بازی، مروّت و انسانیت، ایثار و قربانی، وفاداری، وفاشعاری، صبر و استقلال ایسے عمدہ اخلاق و صفات ہیں جن کو اپنا کر انسان اپنی انسانیت کی معراج کو پالیتا ہے۔ اپنے گھر، اپنے وطن، اپنے سماج اور اپنی سوسائٹی کو جنت کا نمونہ بنا سکتا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- طلباء و طالبات کے اخلاق و عادات اور طور طریقوں میں بہتر تبدیلی لانے کی کوشش کرنا۔
- آپ ؐ کی پاکیزہ تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں لانا۔
- اخلاق و عادات کے ان بنیادی اصولوں کا اپنی زندگیوں سے تجزیہ کرانا۔
- سبق میں مذکور واقعات سے عبرت و موعظت حاصل کرنا۔
- سبق میں استعمال شدہ نئے الفاظ و معانی اور دیگر اہم باتوں پر غور و فکر کرنا۔
- سماج کی اخلاقی گراوٹ کے اسباب تلاش کرنا اور تدارکی اقدامات پر غور و فکر کرنا۔

مضمون نگار کا تعارف

مولانا مسعود احمد قاسمی 1968ء میں ریاست آندھرا پردیش کے شہر پلمنیر کے ایک خالص علمی و مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد جناب عبداللطیف صاحب شہر پلمنیر کے ایک کامیاب اور مشہور تاجر ہیں۔ آپ کی ابتدائی تعلیم پلمنیر کے مقامی اسکول سے ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور یہاں سے 1991 میں عالمیت و فضیلت کی اسناد حاصل کیں۔ کے بچ میٹریکولیشن بائز ہائیر سکنڈری اسکول، میل وشارم میں 1996 سے درس و تدریس کے خدمات انجام دیتے آرہے ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:25 PM

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اسلام کیا ہے؟ جواب ملا ''حسن اخلاق''۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے کو ضرر نہ پہنچے اور وہ عملِ صالح میں لگا رہے، بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے پیار، ماں باپ کی خدمت، غریبوں، یتیموں اور بے کسوں کی مدد، ہمدردی اور انسانیت کا شمار اخلاق میں ہوتا ہے، جب تک ہمارے اخلاق اچھے نہ ہوں ۔ ہم دنیا و آخرت میں حقیقی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم سے اللہ اور اس کے رسول راضی ہوں گے۔

کامیاب زندگی مال و دولت سے خریدی نہیں جا سکتی اور نہ علم و ہنر سے۔ اچھے اخلاق سے سب کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے اخلاق اچھے ہوں، اعمال نیک ہوں، نیت پاک ہو، حوصلے بلند ہوں تو ہمارے سخت سے سخت مخالفین بھی ہماری عزت کریں گے۔ ہم اپنے عادات و اطوار ایسے بنائیں کہ اگر ہم دوسروں کو خوش نہ کر سکتے ہوں تو کم از کم انھیں ناخوش بھی نہ کریں۔

ہماری زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔ آپ کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب ہے۔ ظاہر باطن یکساں تھا، آپ نے جن پاکیزہ باتوں کی تعلیم دی، پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھلا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی شخص کا آپؐ سے واسطہ پڑتا تھا، آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور صفات و اخلاق کا اس پر اتنا گہرا اثر پڑتا کہ وہ بے اختیار آپؐ کی طرف کھینچ جاتا، اپنی جان چھڑکنے لگتا اور آپؐ کے اشاروں پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کی کوشش کرتا۔

اسلامی تعلیمات کا پہلا اصول ایمانداری اور راست بازی ہے۔ بازار میں کوئی سونے کی چیز خریدے تو اس کی پرکھ سونے کو گھِس کر کی جاتی ہے کیوں کہ ہلکے دھاتوں کا رنگ و روپ اور چمک دھمک سونے جیسی ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح اوصاف حمیدہ کی پرکھ بھی راست بازی اور سچائی سے کی جاتی ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے بھی صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے، راست بازی صرف دل کی صفائی، حق و صداقت، سچائی اور انصاف ہی کا نام نہیں ہے بلکہ نفس کی ساری شرارتوں کو روکنے اور اپنے سارے فرائض انسانی کو بخوبی انجام دینے کا نام ہے۔

حضورؐ سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ! مجھ میں چار برائیاں ہیں: چوری، شراب، زنا، اور جھوٹ، بیک وقت چاروں کو ترک کرنا میرے لئے دشوار ہے۔ ان چاروں میں سے کونسی برائی فوراً ترک کرنے میں فائدہ ہوگا؟ آپؐ نے جواب دیا جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ ظاہر ہے کہ اس برائی کو ترک کرنے سے باقی سب برائیاں خود بخود غائب ہو جائیں گی۔

دوسرا اخلاقی اصول مروّت و انسانیت ہے۔ مذہبِ اسلام کی ایک خاص خوبی مساوات و اخوّت ہے۔ رسولؐ غلاموں اور خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے، مسکینوں اور غریبوں کی عیادت فرماتے تھے۔ فقراء کے ساتھ بیٹھتے تھے، اخوّت و مروّت سے رنج و غم کی تلخیاں مٹ جاتی ہیں، جود و سخا کا دریا اُمڈ آتا ہے۔ عرب کی سرزمین میں اسلام کا ظہور حاتم طائی کی سخاوت کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ ایک مہمان رات کے وقت اس کے گھر آتا ہے اور اس کے اصطبل میں ایک بہترین گھوڑے کو بندھا ہوا دیکھتا ہے۔ رات کی مہمان نوازی کے بعد دوسری صبح رخصت کے وقت حاتم طائی سے اس گھوڑے کو حاصل کرنے کی فرمائش کرتا ہے، حاتم طائی شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے گھر میں پچھلی رات کھانے کے لئے کچھ بھی نہ رہا تھا، چار و ناچار اس گھوڑے کو ذبح کر کے اس کی ضیافت کی گئی تھی، مہمان یہ سن کر دم بخود ہو جاتا ہے۔

اخلاق کی تیسری اہم کڑی وفا ہے ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:26 PM

کسی اصول سے انتہائی رغبت اور دل و جان سے لگاؤ کا نام وفا ہے، وفا دغا کی ضد ہے، جہاں وفا نہ ہو وہاں خسارہ ہی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں اعتماد اور وفاداری کی سخت ضرورت ہے۔ اسلام میں وفاداری کا بڑا مقام ہے۔ خالق و بندہ کا رشتہ وفاداری سے منسلک ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ ''میں تمہارا خالق ہوں اور تم میری مخلوق''۔ جب تک خالق کی اطاعت و وفاداری بندے کرتے رہیں گے، مالک کی رحمت سے سرفراز ہوتے رہیں گے۔ جب اس کی اطاعت سے روگردانی کریں گے تو غضب الٰہی کا شکار بن جائیں گے۔ ملک و وطن سے وفاداری، قوم و ملت سے وفاداری، خاندان سے وفاداری، اپنے مالک، پیشہ اور فرائض سے وفاداری اسلامی تعلیمات اور اخلاق نبویؐ کا ایک انمول ذخیرہ ہے۔

اسلامی اخلاق کی چوتھی منزل ایثار و قربانی ہے۔ صحیفۂ پاک کا چوتھا پارہ لن تنالو البرّحتیٰ تنفقوا مما تحبوّن سے شروع ہوتا ہے کہ تم کبھی بھی اللہ کی خوشنودی و رحمت و عنایت حاصل نہ کرسکو گے، جب تک کہ اپنی جان سے پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے۔ عمل صالح میں جود و سخا، ایثار و قربانی، دریا دلی و فیّاضی اور احسان و کرم کا بڑا درجہ ہے۔ اسی لئے زکوٰۃ کو دین کا ایک اہم رکن قرار دیا گیا ہے۔ ہماری نمازوں میں حضرت ابراہیمؑ کا نام کئی مرتبہ لیا جاتا ہے، اس لئے کہ وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز چیز اپنے لخت جگر حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی پر آمادہ ہوگئے تھے اس سے بڑھ کر قربانی کا تصور ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔

جب رسول پاکؐ نے راہِ حق میں مال مانگا تو رفیق نبوتؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر میں جو کچھ بھی تھا، حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب حضورؐ نے فرمایا کہ کچھ فکرِ عیال بھی چاہئے تو جواب عرض تھا ؎

پروانے کو چراغ ہے دلِ بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

اپنا مال، اپنا علم و ہنر، اپنی حکمت، اپنی قابلیت اور اپنا وقت دوسروں کی مدد میں صرف کرنا یہی ایثار و قربانی ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کا شیوہ انسانیت و ہمدردی ہے اور یہ جذبہ اس وقت تک پیدا نہ ہوگا جب تک ایثار و قربانی کا مادہ ہم میں نہ ہو۔

اسلامی اخلاق کا پانچواں مقام صبر و استقلال ہے۔ پُرسکون آدمی تھوڑی سی تکلیف سے گھبرا جاتا ہے۔ مشکل کے وقت ہمت ہارنا نہیں چاہئے۔ مصیبت کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہئے، تکالیف کو تجربہ کا پہلا زینہ سمجھ کر صلاحیت کا آخری قطرہ میدان جیتنے میں لگانا چاہئے اور اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ ایک مرتبہ دورانِ جنگ حضرت علیؓ دشمن کے سینے پر چڑھ گئے، بس چھرا بھونکنے ہی والے تھے کہ اس نے اپنے منہ کا سارا لُعاب حضرت علیؓ کے چہرے پر پھینک دیا۔ حضرت علیؓ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، دشمن کو آزاد کر دیا۔ یہ تو تعجب کا مقام تھا، سبب پوچھا گیا تو حضرت علیؓ نے کہا پہلے تو ایک اصول کا معاملہ تھا، راہِ حق میں لڑائی ہو رہی تھی، مجھ پر تھوک برسانے کے بعد دشمن کو قتل کرنا ذاتی معاملہ بن جاتا۔ اُس نے مجھ پر تھوکا اور میں نے جان لی۔ دشمن نے فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ کسی کی جان بچی اور حق کی جیت بھی ہوئی۔ اخلاق کے یہ کرشمے ہیں۔ تحمل کے بھی عجیب مدارج ہوتے ہیں۔ غرض صبر و استقلال اطمینان و سکون سے ہم اپنے فرائض انجام دیں تو ہمیں ہر مقام پر کامیابی حاصل ہوگی۔

حضرت امام حسینؓ کھانا کھا رہے تھے۔ اُبلتا اُبلتا گرم شوربے کا سارا برتن غلام کی غلطی سے آپؓ پر آپڑا۔ آپؓ درد سے بلبلا اٹھے، ملازم پریشان ہوگیا لیکن حضور قلبی سے فوراً ایک آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی جس میں ارشاد ہے کہ: ''جنت ان کے لئے ہے جو غصہ کو دباتے ہیں''۔ حضرت حسینؓ نے کہا میں غصہ تو نہیں کر رہا ہوں، ملازم نے آیتِ کریمہ کی دوسری کڑی پڑھی'' جنت ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو عفو و درگذر سے کام لیتے ہیں''۔ حضرت حسینؓ نے کہا میں نے تیری خطا معاف کردی۔ ملازم کو پھر بھی تشفی نہ ہوئی۔ آپؓ نے ایک اور آیت کریمہ سے کام لیا'' اللہ رحمٰن اور رحیم ہے اور مہربان لوگوں پر اس کا رحم و کرم خوب برستا ہے''۔ یہ سننا تھا حضرت امام حسینؓ نے غلام کو فوراً آزاد کر دیا اور بخشش میں چاندی کے چار سو سکّے بھی عنایت کئے۔ یہ تھی سزا اُس

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:27 PM

شخص کی جس نے حضرت حسینؓ کو نیم مردہ کرایا تھا، اگر ہم میں اس قدر تحمل و دریا دلی نہ پائی جاتی ہو تو ہم کم از کم چراغ پا ہونے کی عادت ہی چھوڑ دیں۔ راست گوئی، ایمانداری، محبت، مروّت، صدق وصفا، وفاداری، ایثار و قربانی اور صبر و استقلال یہی اخلاق نبوی اور اسلامی تعلیمات کا لب لباب ہیں ۔ ہمارا رویہّ بہتر سے بہتر ہو۔ دنیا جنت بھی ہوسکتی ہے اور دوزخ بھی، اس کا سارا انحصار ہمارے اخلاق و کردار پر ہے۔

حاصل مطالعہ

اس سبق میں اخلاق و کردار کو سدھارنے اور اس کو عمدہ بنانے کے چند اہم اور بنیادی اصولوں کی طرف راہ نمائی کی گئی ہے اور حضورؐ کی پاکیزہ زندگی کے چند اہم واقعات سے اس کو واضح کیا گیا ہے۔ یقیناً دنیا جنت بھی ہوسکتی ہے اور جہنم بھی بن سکتی ہے۔ اس کا انحصار ہمارے اخلاق و اعمال پر ہے۔ اخلاق و کردار ہی انسانیت کی قبولیت اور اسکی معراج ہے۔ بہترین کردار وہ خوبی ہے جس کے ذریعہ آدمی اس دنیا میں سُرخروئی اور آخرت میں رضائے الٰہی کا مستحق بن سکتا ہے۔ اس سبق کے مطالعہ سے انشاءاللہ ہم سب اپنے اپنے کردار و اعمال کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔

I.(i) الفاظ معنی

تحمل	=	برداشت/صبر	ضرر	=	نقصان
راست بازی	=	سچائی	اخوت	=	بھائی چارگی
گدائی	=	فقیری	تلخی	=	کڑواہٹ/دشمنی
استقلال	=	ثابت قدمی	لُعاب	=	تھوک
نیم مردہ	=	ادھ مرا/ زخمی	لُبّ لباب	=	اصل چیز/اصلی مقصد
دریادلی	=	سخاوت	چراغ پا ہونا	=	غصہ ہونا/خفا ہونا
تقلید	=	اتباع کرنا	فیاضی	=	سخاوت
پرکھنا	=	جانچنا/پہچاننا	عیادت	=	بیمار کی خیریت پوچھنا
اٹھ	=	جوش/طغیانی	اصطبل	=	گھوڑے باندھنے کی جگہ
روگردانی	=	منہ پھیرنا	صحیفۂ پاک	=	قرآن شریف
قیاس	=	اندازہ	عیال	=	گھر والے
شیوہ	=	خدمت	اصول	=	طور طریقہ/دستور
کرشمہ	=	انوکھی بات	بلبلانا	=	تڑپنا
حضور قلبی	=	سچے دل سے	رویہّ	=	چال چلن
انحصار	=	موقوف	سرخروئی	=	کامیابی/عزت
منسلک	=	شامل	مستودہ صفات	=	قابل تعریف عادتیں

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:27 PM

(ii) واحد جمع

اصل	+	اصول	وصف	+	اوصاف
خُلق	+	اخلاق	صحیفہ	+	صحائف/صحیفے
ذخیرہ	+	ذخائر/ذخیرے			

(iii) اضداد

ضرر	×	فائدہ	مخالف	×	موافق
دشوار	×	آسان	خوبی	×	خامی
مہمانی	×	میزبانی	وفا	×	دغا
خسارہ	×	فائدہ	مول	×	انمول
ملازم	×	آقا	سدھار	×	بگاڑ
مفید	×	مضر			

(iv) جوڑ لگایئے:

1۔ رفیق نبوتؐ – سخی بادشاہ
2۔ اصطبل – مروّت وانسانیت
3۔ وفا کی ضد – گھوڑے باندھنے کی جگہ
4۔ حاتم طائی – حضرت ابوبکرؓ
5۔ دوسرا اخلاقی اصول – دغا

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ .....شرم سے پانی پانی ہوگئے. (حضرت حسینؓ /حضرت علیؓ /حاتم طائی/حاتم کے مہمان)
2۔ اخلاق کے رہنما اصول میں.....کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ (دوستی/انسانیت/سچائی/اخلاق)
3۔ اسلام کے اخلاق کا.....مقام صبر واستقلال ہے۔ (دوسرا/تیسرا/چوتھا/پانچواں)
4۔ پروانے کو.....ہے دل بلبل کو پھول بس۔ (باغ/چمن/چراغ/درخت)
5۔ ملازم کے معنی..... (بادشاہ/وزیر/غریب/نوکر)
6۔ حاتم طائی نے ایک مہمان کے لئے.....ذبح کردیا ۔ (گائے/اونٹ/بکرا/گھوڑا)
7۔ رسولؐ مسکینوں اور غریبوں کی.....کرتے تھے۔ (مدد/عیادت/نگرانی/دیکھ بھالی)
8۔ یہ جہاں چیز ہے کیا.....تیرے ہیں (لوح وقلم/آسمان وزمین/چاند سورج/باغ وبہار)

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:27 PM

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ اسلامی تعلیمات کا پہلا اصول کیا ہے؟

2۔ حضرت امام حسینؓ کا ملازم کیوں پریشان ہوگیا؟

3۔ رسولؐ نے اسلام کے کیا معنی بتائے ؟

4۔ حضرت ابراہیمؑ کا نام نمازوں میں کس لئے لیا جاتا ہے؟

5۔ دشمن نے حضرت علیؓ سے کیا گستاخی کی؟

6۔ مہمان نے حاتم طائی سے کیا مانگا؟

7۔ صادق اور امین کن کے لقب ہیں؟

8۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے ملازم کے ساتھ کیسا سلوک کیا، مختصر لکھئے۔

IV. مختصر سوالات:

1۔ حاتم طائی اور ان کے مہمان کے واقعہ کو مختصر لکھئے۔

2۔ حضورؐ نے ایک مسلمان کی صحیح پہچان کے لئے کیا کیا علامتیں بیان فرمائیں؟

3۔ حضرت حسینؓ کو کھانا کھاتے وقت کیا واقعہ پیش آیا؟

4۔ حضرت علیؓ نے اپنے دشمن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

5۔ حضورؐ اپنے غلاموں اور خادموں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے؟

6۔ صبر و استقلال پر چند جملے لکھئے۔

7۔ ہمارے مخالفین ہماری عزت کب کرنے لگتے ہیں؟

8۔ راست بازی اور ایمانداری کسے کہتے ہیں، ایک مثال سے سمجھائیے۔

V. تفصیلی سوالات:

1۔ ''اخلاق کے رہنما اصول'' سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیجئے۔

2۔ اخلاق و عادات کے سدھار سے متعلق سبق میں دئے گئے اصولوں پر مکمل بحث کیجئے۔

حضرت محمدؐ : سب سے برا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے نہیں

حضرت ابوبکرؓ : مسئول پر سائل کا حق جواب ہے اور عمدہ جواب ''حسن اخلاق ہے۔''

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:28 PM

VI. ذیل کی انگریزی عبارتوں کا اردو میں ترجمہ کیجئے:

1. A Stitch in time saves nine.
2. A friend in need is a friend indeed.
3. All roads leads to Rome.
4. Birds of same feathers flock together.
5. Art is long and life is short.

عملی کام:

- معاشرہ میں پائی جانے والی اخلاق گراوٹ کا جائزہ لیجئے۔اوراس کے تدارک اقدامات پر ایک نوٹ لکھئے۔
- ایثاروقربانی سے متعلق ہمارے اکابرین واولیائے کرام کے چندواقعات تلاش کیجئے اورانھیں اپنی کاپی پر لکھئے۔
- ’’ سیل فون آج کی اخلاقی تباہی کا ایک اہم سبب ہے‘‘ اس قول کی تائید یا تردید کرتے ہوئے ایک مقالہ لکھئے۔

مزید مطالعہ کے لئے:

کتاب		مصنف
کامیاب زندگی کے رہنما اصول	:	مولانا مفتی ثناءاللہ محمود صاحب
نورِ ہدایت	:	مولانا شیخ التفسیر حافظ سید عبدالکبیر صاحب
اُسوۂ رسول اکرمؐ	:	مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب

کیا تم جانتے ہو؟

ہر سال 22 مارچ کو عالمی یوم آب منایا جاتا ہے جس میں پانی کی اہمیت اور بقاء پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

تحریری صلاحیت

تصویر کو تحریری شکل دینا

درج ذیل تصویر کا بغور مشاہدہ کیجئے اور اس کی وضاحت پانچ جملوں میں اپنے الفاظ میں کیجئے۔

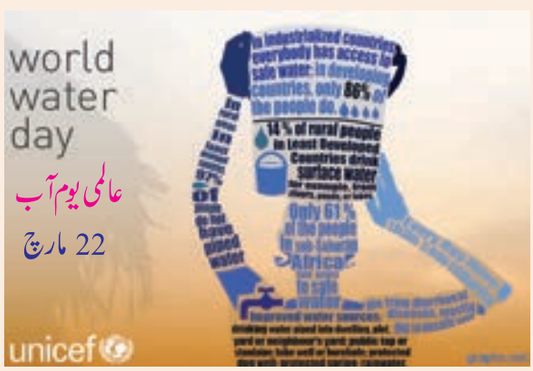

.1 .....

.2 .....

.3 .....

.4 .....

.5 .....

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:28 PM

حصّۂ غـزل

اکائی 6

غزل

حکیم محمد یعقوب اسلّم

شاعر کا تعارف

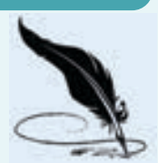

اس غزل کے شاعر کا نام محمد یعقوب اور تخلص اسلّم ہے۔ حکیم محمد یعقوب اسلّم 18/جولائی 1945 کو ضلع ویلور کے ایک شہر آلنگائم میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ اسلامیہ بائز ہائیر سکنڈری اسکول، وانمباڑی میں بحیثیت استاد منسلک رہ کر 2004ء میں وظیفہ یاب ہوئے۔ آپ کو عربی، فارسی، اور اردو زبان سے گہری واقفیت تھی۔ آپ نے زمانۂ طالب علمی کے دور ہی سے شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ آپ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نقاد، افسانہ نگار، صحافی اور نثر نگار بھی تھے۔

آپ کی تصانیف ''مٹی کی خوشبو''، ''چہروں کی دیوار''، ''معیاری کہانیاں''، ''رسول عربیؐ''، ''دوندیوں کے پار''، ''آپؐ سا کوئی نہیں''، بے حد مقبول ہیں۔ آپ کی تصنیف شدہ کتابیں ''اردو گرامر''، ''اردو خطوط اور مضامین''، محاورات اور ضرب الامثال'' طلباء میں عام ہیں اور مدراس یونیورسٹی کے اردو نصاب میں بھی شامل ہیں۔ آپ کی خدمات پر آپ کو کئی ایوارڈ حاصل ہوئے۔ 21/ ڈسمبر 2011ء کو آپ کا انتقال ہوا۔

پاس آیا نہ کرو دور بھی جایا نہ کرو
دوستی حد میں رکھو حد سے بڑھایا نہ کرو

بعض تعبیریں غلط بھی تو ہوا کرتی ہیں
خواب دیکھو مگر اوروں کو دکھایا نہ کرو

ان سے آنسو ہی نہیں خوں بھی بہا کرتا ہے
کسی مجبور کی آنکھوں کو رُلایا نہ کرو

اپنا سر چھوٹا سہی ، اس کی بھی کچھ قیمت ہے
آگے ہر ایک کے سر اپنا جھکایا نہ کرو

ریت پھر ریت ہے اک روز سرک جائے گی
اس کی بنیاد پہ دیوار اٹھایا نہ کرو

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:28 PM

بوجھ اُٹھانے کو ہے سر ہاتھ ہیں محنت کے لئے
سر جھکایا نہ کرو ہاتھ پسارا نہ کرو

ڈھونڈنے ان کو کہاں جائیں گی شاخیں اسلم
شاخ پر بیٹھے پرندوں کو اُڑایا نہ کرو

I. الفاظ معنی

تعبیر = خواب کی تشریح/خواب کا مطلب
ریت = بالو/مٹی
ہاتھ پسارنا = ہاتھ پھیلانا/مانگنا
بنیاد = جڑ/آغاز، اصل

II. مختصر سوالات:

1۔ یعقوب اسلم کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
2۔ یعقوب اسلم نے کونسا معزز پیشہ اپنایا؟
3۔ ''مٹی کی خوشبو'' اور ''چہروں کی دیوار'' کس کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں ؟
4۔ شاعر نے دوستی کی کیا حد بتائی ہے؟
5۔ کیوں مجبور کو رُلانا نہیں چاہئے؟
6۔ اس شعر کا مطلب لکھئے:

بعض تعبیریں غلط بھی تو ہوا کرتی ہیں
خواب دیکھو مگر اوروں کو دکھایا نہ کرو

7۔ سر اور ہاتھ سے کونسے کام نہیں کرنا چاہئے؟

کیا تم جانتے ہو؟

پاس آیا نہ کرو دور بھی جایا نہ کرو
دوستی حد میں رکھو حد سے بڑھایا نہ کرو

اس شعر میں صنعت تضاد پائی جاتی ہے۔ صنعت تضاد کلام میں ایسے الفاظ کے استعمال کو کہتے ہیں، جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ شاعر نے اپنے اس شعر کو خوبصورت بنانے کے لئے صنعت تضاد کا استعمال کیا ہے یعنی اس شعر میں شاعر نے دو ایسے الفاظ پاس اور دور کو استعمال کیا ہے جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

حضرت محمدؐ : جو بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرے گا، وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔
سوامی وویکانندا : ہر حال میں اپنے کو بلند اخلاق بلند خیال ثابت کرو۔
پلوٹارک : اگر زندگی میں ''نہیں'' کہنا ضروری ہے تو اسے بھی ''خوش اخلاق'' سے ادا کرنا ضروری ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:29 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 6

تختِ طاؤس

واجدہ تبسّم

اماں نے خط لکھوانا شروع کیا۔

''لکھو بیٹی'' .....

''پتہ نہیں ان بوڑھی آنکھوں کو کیا پتہ سہرا اور چاند ایسی دلہن دیکھنا نصیب ہو..... یہاں تو ہر دن موت سے قریب تر ہو رہی ہوں۔ تو ایک بار چند روز کیلئے ہی سہی آ جا ..... ''

اماں بولتی رہیں۔ ان کے گلے میں رہ رہ کر پھندے سے پڑتے رہے، آنسو پی پی کر، بہا بہا کر جب وہ خط مکمل کروا چکیں تو آس بھرے لہجہ میں بولیں۔

''بیٹی، اس کا جواب کب تک آ جائے گا .....؟''

''جواب .....؟

میں نے حلق میں پھڑ پھڑاتے دل کو بڑی مشکل سے قابو میں کر کے کہا۔

''یہی کوئی بارہ پندرہ دن میں امّاں .....''

'' اماں''..... ''میں چیخ چیخ کر کہنا چاہا.....'' یہ سارا کھیل اب مجھ سے نہیں کھیلا جاتا۔ تم جو ہر پندرہ دن کو ایک خط لکھواتی ہو، وہ میری طرف سے ہوتا ہے اور جو جواب تم لکھواتی ہو وہ تمہارے بیٹے تک نہیں پہنچ سکتا، کیوں کہ اماں آج تک کوئی ہرکارہ ایسا پیدا نہیں ہوا جو مرنے والوں تک خطوں کو پہنچا سکے..... میرا صبر مت لوٹو اماں..... تمہارا بیٹا، تمہارا شہزادہ، وہ تمہاری زندگی کا اکلوتا اور آخری سہارا جنگ میں کام آ چکا ہے۔ تم اسے خط لکھواتی رہو گی، اس کی دلہن کے لئے جوڑے سی سی کر رکھتی رہو گی، لیکن وہ اس جگہ جا چکا ہے۔ اماں جہاں تمہارے آنسو اور آہیں بھی نہیں پہنچ سکتیں.....۔''

لیکن میں نے اماں کے کمزور، ناتواں اور دکھوں سے بوجھل جھکے ہوئے وجود کو دیکھا اور اپنے پہلو میں ٹوٹتے دل کو مسوس کر ذرا بشاشت سے کہا۔

''اماں خطوں میں دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے ، تم اتنی بے کل کیوں ہو جاتی ہو.....اس کا دنیا میں سوائے تمہارے کوئی ہے۔.....؟

''پھر وہ تمہیں یاد نہ کرے گا تو اور کسے کرے.....؟''

ارے نہیں بیٹا..... وہ جھلائے ہوئے ..... پیار سے لبریز لہجہ میں بولیں۔ آج کل کے چھوکروں کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ چار یار دوستوں میں مل بیٹھے اور یہ بھی بھول گئے کہ کوئی ماں بھی ہے؟''

''ارے نہیں اماں تم غلط سوچتی ہو..... یوسف ایسا نہیں ہو سکتا۔''

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:29 PM

''اب بیٹا تو اس کی طرف سے نہیں بولے گی تو کون بولے گا۔ ویسے تو ہمیشہ تو خود اس سے جھگڑتی رہی لیکن جہاں میں نے کچھ کہا، تجھے ادبدا کر اس پر پیار آیا..... ہاں بیٹا یہ بھی یاد سے لکھ دینا کہ منہ دکھائی میں تو اپنی دلہن کو انگوٹھی پہنائے گا یا کلائی پر گھڑی باندھے گا..... مجھے تو ایک ایک چیز جوڑنی ہے، وقت پر ایک دم سوجھتا بھی تو نہیں، یاد سے پوچھوالینا بیٹی.....''

''ہاں اماں.....'' میں نے سر جھکالیا.....''اور کچھ کہنا ہے اماں.....؟ میں نے ٹوٹتے دل سے پوچھا۔

''نا بیٹا.....اب کیا لکھنا ہے.....اور جو پوچھے تو اتنا لکھوانا ہے کہ آسمان جتنا بڑا کاغذ بھی کافی نہ ہو۔ یہ ماں کا دل ہے نا بیٹا.....اس کے پیار اور ممتا کا کوئی اور جوڑ نہیں ہے.....''

میں اٹھنے لگی تو اچانک جیسے انہیں پھر کچھ یاد آ گیا.....''بیٹا یہ بھی پوچھ لینا کہ آج کل تو نیا زمانہ ہے، نئے نئے فیشن نکلے ہیں۔ ہمارے زمانے میں تو سہاگ کا سُرخ جوڑا چڑھتا تھا، اب تو گلابی، نارنجی اور سفید تک چڑھنے لگے ہیں، اپنی پسند کا رنگ بتلادے۔''

وہ ان دیکھی دلہن.....وہ پھولوں بھری سہاگن، جو وقت سے پہلے ہی بیوہ ہوگئی، اماں اسے کون سا رنگ سجے گا نہ دولھا ہے نہ دلہن.....

اماں یہ بوجھ اٹھاتے اٹھاتے اس راز کو پالتے پالتے مجھے دِق ہو جائے گی ۔۔۔مگر میں نے خود کو سنبھال کر کہا.....!

''اطمینان رکھو اماں! میں سب لکھ دوں گی.....'' اور اپنے کمرے میں آ کر میں سسک پڑی۔

اماں بے چاری کے نصیب بھی کیا نصیب تھے۔ بچپن سے غریبی میں گذر بسر ہوئی.....جوانی آنے پر ماں باپ نے اپنی ہی حیثیت دیکھ کر شادی کر دی.....شادی کے ایک ہی سال بعد ایک معمولی سی بیماری میں میاں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

یوسف باپ کی موت کے دو ماہ بعد دنیا میں آیا۔ جوان بیوہ کا اکلوتا سہارا..... غریبی کے ہاتھوں نوکری ڈھونڈتی ڈھونڈتی جب وہ ہمارے در پر پہنچی ہیں، اس وقت ہمارے یہاں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی۔

کئی ننھی ننھی جانوں کو چھوڑ کر میری امی موت کو اپنا چکی تھیں..... بڑے بچے تو کیسے بھی پل ہی جاتے ہیں مگر ایسا بچہ جس نے ماں کے سینے کے گرم اور نرم زندگی بخش لمس کو محسوس تک نہ کیا ہو، جس نے ابھی دنیا کو کھول کر دیکھا تک نہ ہو، ایک دم بھری پڑی دنیا میں تنہا رہ جائے تو..... یہ کوئی اس دل سے پوچھے جس کے سر اتنے سارے بچوں کی ذمہ داری آ پڑی ہو.....

زینت کو فوراً ہی ملازمت پر لے لیا گیا کیوں کہ ان کی اپنی گود میں خود ایک چھوٹا سا دودھ پیتا بچہ موجود تھا۔ چھوٹے بھلے سے دوسروں کے ہوں، ان کو ایک ایسی عورت ہی پال سکتی ہے جس کے اپنے دل کو مامتا کی کلپ لگی ہوئی ہو۔!

راتوں کی نیندیں اور دن کا چین حرام کر کے اپنے جسم کا خون پلا پلا کر انہوں نے گھر والوں سے ایک التجا کی۔

''غلطیاں انسان سے ہی ہوتی ہیں، میں بھی انسان ہوں، خطاؤں کی پوٹ (بوجھ) ! مگر میرے کسی قصور پر مجھے اس گھر سے نہ نکالا جائے اس بچی سے جدا نہ کیا جائے، اس کے بغیر میں جی نہ سکوں گی۔''

''میں نے اس کے لئے نو مہینے کا وہ کرب نہیں جھیلا جسے جھیل کر ایک ماں جنت کی حق دار بنتی ہے مگر میں نے اسے اپنی جوانی نذر کی ہے جو ایک عورت کا سب سے خوبصورت سرمایہ ہوتی ہے۔''

اور یہ حقیقت تھی کہ میری خاطر راتوں کو جاگ جاگ کر بے وقت کی روں روں پر اپنا چین لٹا کر انہوں نے اپنے خوبصورت سیاہ بالوں کو غم ناک اجالے عطا کئے تھے اور وہ جو سارے گھر کی محض زینت ہی تھی، ان دو ننھے منے ہونٹوں کی جنھوں نے پہلی بار بولنا سیکھا تو امّاں ہی سیکھا ، شروع سے اخیر تک صرف اماں ہی اماں تھیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:30 PM

اور وہی ایک ہیں اماں، جو خوبصورت خطاب کی مستحق ہوسکتی ہے جو کسی معصوم کی تکلیف پر آنکھیں نم کر کے اور یہاں تو ساری زندگی بھر کے لئے، میری خاطر آنسوؤں کا ٹھیکہ لے لیا تھا۔

میں جب ذرا بڑی ہوئی اور ایسی چاہنے والی ماں کا اصل روپ دیکھا اور جانا تو میرا دل درد اور کرب سے بھر گیا۔ ان کی وہ چھوٹی اور اندھیاری کوٹھری جھلنگی چارپائی، سن لائٹ صابن سے دھلی چادر.....غریبانہ مگر صاف ستھرا بستر، میں نے پہلی بار اپنے حسابوں ان سے بڑا بھاری وعدہ کیا تھا۔

''اماں جب میں بڑی ہو جاؤں گی تو تمہیں چاندی کے تخت پر بٹھاؤں گی، خوب نرم نرم ریشمی روئی بھرا گدا، اس پر ساری دنیا آئے گی اور دیکھے گی اور حیرت سے پوچھے گی، ''بھئی یہ چاندی کے اس شاندار تخت پر کون بیٹھا ہے''؟

اور میں بڑے فخر سے سب کو بتاؤں گی.....'' یہ میری اماں ہیں۔

اماں بڑے پیار سے ہنس پڑی تھیں اور مسکرا کر بولی تھیں!

''اور یہ یوسف میرے لئے کچھ نہ کرے گا.....؟

''کرے گا کیسے نہیں۔ وہ بڑا ہو کر تمہارے لئے ایک چاند ایسی بہو لائے گا.....پھر اپنے گھر میں خوب سارے ننھے بچے ہوں گے اور مارے شور کے تم ان کے پیچھے بوکھلا بھاگو گی۔

یہ خواب میں نے اور اماں نے ایک ساتھ دیکھا تھا مگر خواب کی تعبیر یہ تھی کہ اماں کا جوان بیٹا جنگ میں مارا جا چکا تھا۔ اور وہ آس بھری نامرادیاں ہر پندرہ دن میں اپنے جگر گوشے کو ایک خط لکھواتی تھی کہ میرے اعضاء جھک گئے ہیں، سر پر سورج سایہ فگن ہے، دکھوں اور غموں نے وقت سے پہلے ہی الوداع کہہ دیا ہے۔ ایسے میں آنکھوں کی ایک ہی تمنا ہے کہ تجھے دولہا بنا دیکھیں۔''

اماں مجھے یوسف سے کسی بھی طرح کم نہ چاہتی، ورنہ یوسف کی جدائی شاید انہیں مار ہی ڈالتی.....انہیں خود اس بات کا احساس تھا کہ وہ مجھے بے پناہ چاہتی ہیں اور میں تو خدا کے بعد انہیں کے سہارے زندہ رہی تھی۔

ایسے میں میرے لئے کیسے کرب کی بات تھی کہ پچھلے کئی سال سے اس راز کو پالے جا رہی تھی۔ لگتا تھا دل میں پھوڑا ہو جائے گا اور یہ بوجھ کسی وقت یوں بڑھے گا کہ میرا دل پھٹ جائے گا۔

میں اس دن کے بارے میں سوچتی کہ جب ایک غم ناک سے دن ایک خط آیا تھا.....جس نے ہمیں یہ اطلاع دی تھی کہ یوسف میدان جنگ میں کام آ گیا۔ اگر میں ضبط اور حوصلے سے کام لے کر اسی دن اماں کو بتا دیتی کہ اماں! تم نے جو ایک پودا لگایا تھا، وہ بھری جوانی اور بھری بہار میں منہ موڑ گیا ہے اور اب زندگی بھر کے لئے تمہاری آنکھ میں آنسو ہیں، تو شاید وہ جو دکھ سہتے سہتے پتھر بن چکی تھیں، یہ وار بھی سہہ جائیں۔

لیکن میں خود ہی یہ قدم نہ اٹھا سکی اور میں نے ایک بڑے جوکھم کا فیصلہ کر لیا۔

میں زندگی بھر.....اماں کی زندگی بھر اس راز کو پالتی رہوں گی کہ یوسف مر چکا ہے۔

یوسف ہر ماہ اپنی تنخواہ میں سے اماں کو ۲۵ روپے بھجواتا تھا۔ یہ مرحلہ میرے لئے سب سے کٹھن تھا۔ میں پچیس روپے ماہانہ آخر کہاں سے لاؤں گی۔ بہرحال! یہ منزل بھی طے کرنی ہی تھی!

میں اماں کی طرف سے خط لکھتی.....ان بے چاری کو تو لکھنا پڑھنا آتا ہی نہ تھا، وہ مجھ سے کہتی، میں لکھتی جاتی۔ پھر یوسف کی طرف سے بھی یہ خود ہی جواب لکھ کر پوسٹ کر دیتی۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:31 PM

یوسف کی زندگی میں مخصوص فوجی نمبروں والے خط آتے تھے۔ممکن ہے اماں تاڑ جائیں کہ اب خط ویسے نہیں ہوتے تو اب میں خط کاپی میں رکھ کر انہیں سنایا کرتی تھی.....ہر مہینے بڑے جتن سے منی آرڈر کرتی اور اماں انگوٹھا لگا کر وہ روپے وصول کر لیتی اور خوش ہو ہو کر خرچ کیا کرتیں۔

''اے بیٹی! اب کی بار چاندی کی پازیب خرید لیں گے۔دلہن چھم چھم کرتی گھومے گی تو گھر میں بڑی رونق لگے گی''

'' بیٹا! اب کے ناک کی نتھ بنوالیں گے۔نتھ نہ ہو تو دلہن کے نور نہیں نکلتا۔نور نہیں اترتا''

''بیٹی! اس ماہ کنگن خرید لیں گے۔کنگن نہ کھنکیں تو.....''

میں سوچتی۔۔۔میری شادی ہو جائے گی تو کون اس راز کو پالے گا؟

شادی تو بہر حال ہونے ہی والی تھی.....پھر سوچتی اماں کو اپنے ساتھ ہی اپنی سسرال لے کر کیوں نہ چلی جاؤں؟

لیکن ہم کچھ اور سوچتے ہیں، وقت کچھ اور کرتا ہے۔میری شادی کی بات ابھی پکی ہوئی ہی تھی کہ اماں کو نمونیہ ہو گیا اور آخری بلاوا آ گیا،

شاید مرنے والوں کو احساس ہو جاتا ہے کہ یہ ہماری آخری گھڑی ہے۔

انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور رک رک کر بڑی مشکل سے بولیں:

''بٹیا تو جنتی ہے۔تجھ ایسی بیٹیاں صدیوں میں پیدا ہوتی تھیں۔تو نے میرے لئے وہ کیا جو پیٹ کی بیٹی بھی نہ کرتی''

''اماں میں تمہارے پیٹ ہی کی بیٹی ہوں.....تم نے مجھے زندگی دی تھی اماں۔۔اپنا خون پلایا تھا اور اولاد کسے کہتے ہیں اماں؟''

''نہیں بیٹا! پیٹ کی اولاد بھی اتنا نہیں کر سکتی جو تو نے کیا بٹیا''

وہ کراہ کر بڑے آنسو بھرے لہجے میں بہت رک رک بول رہی تھیں۔

''بیٹا! جس دن یوسف کی موت کا خط آیا تھا میں ساتھ والے کمرے میں صفائی کر رہی تھی اور تو سمجھی کہ میں باورچی خانے میں ہوں۔۔۔بڑے ماموں کو تو نے خط سنایا اور کہا.....

'' ماموں میاں! اماں کو یہ بات معلوم نہیں ہونی چاہئے۔ورنہ وہ رو رو کر جان سے چلی جائیں گی''

''اماں.....''

میں چیخی، مگر انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے روک دیا۔

''میں نے سوچا جب میری بیٹی، میری جان مجھے دکھی نہیں دیکھنا چاہتی تو مجھے بھی اس راز کو پالنا ہی ہوگا اور میں نے بھی اپنی وہی پرانی روِش قائم رکھی۔.....مرنے والا تو جان سے گیا، تو تو مجھے غمگین نہ دیکھ پاتی اور میں تیرے آنسو نہ دیکھ پاتی.....

میں پتھر کی مورت بنی سن رہی تھی اور وہ رک رک کر کہے جا رہی تھیں۔

''میں نے وہ سب زیور دراصل تیرے لئے خرید رکھے ہیں بیٹی۔''

پیسہ تو اٹھ ہی جاتا ہے بیٹی.....اس سے زیادہ تیز رفتار شئے میں نے آج تک نہیں دیکھی۔دھیمے قدموں آنے والا تیزی سے جانے والا.....اسی کے کارن میرا بیٹا مجھ سے چھٹا۔''

سوچتی تھی کہ میرا بیٹا جو اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر روپیہ مجھے بھجوا رہا ہے، اسے فضول نہ گنواؤں۔اب میرا آخری وقت ہے بیٹی۔تیرے سامنے تیری زندگی ہے۔خدا کیسے میری دعا پوری نہ کرے گا۔وہ تجھے ہر خوشی سے نوازے گا بیٹی۔تیری ایک آرزو تھی بیٹی کہ مجھے چاندی کے تخت پر بٹھائے، تو نے تو مجھے اس تخت طاؤس پر بٹھایا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:31 PM

بیٹی جسے ''دل'' کہتے ہیں۔ میں اس دل کی عظمت کے آگے اپنا سر جھکاتی ہوں بٹیا۔۔۔۔اور سر رکھنے کی کوشش میں اماں جو آگے کو ہونے لگیں تو لڑکھڑا کر پیچھے کو جا پڑیں۔ پھر وہ کبھی نہ اٹھ سکیں۔

میں رونا چاہتی ہوں تو مجھے اماں کی وہ بات یاد آتی ہے کہ:

''میں تیری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اسلئے اس راز کو پالے رہی۔''

میں آنسو ضبط کرنا چاہتی ہوں، کر بھی لیتی ہوں۔ لیکن روتے ہوئے دل کو کیسے منع کروں؟.....کیسے سمجھاؤں.....؟

I. مختصر سوالات:

1۔ اماں کون تھیں اور ان کی کیا تمنا تھی؟

2۔ اماں کی تمنا کیوں پوری نہ ہوسکی؟

3۔ اماں اپنے بیٹے کو کیا خط لکھواتی تھیں؟

4۔ یوسف کون تھا؟

5۔ اپنے بیٹے کی موت کا راز 'ماں' نے کب اور کس طرح فاش کیا؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ ''تختِ طاؤس'' کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے؟

2۔ ''تختِ طاؤس'' کہانی کے اہم کردار کون ہیں؟ ہر ایک کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیجئے؟

لسانی صلاحیت : رہ نمائی:

فرض کیجئے کہ کسی اجنبی راہ گیر نے آپ سے آپ کے شہر کے کتب خانہ کا پتہ دریافت کیا۔ آپ اس کی رہ نمائی کیجئے۔

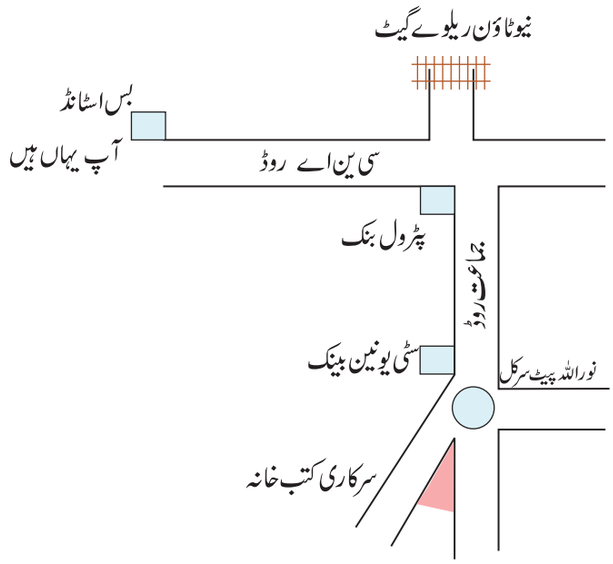

جواب : ہدایات :

آپ یہاں سے سیدھا جایئے۔ دائیں جانب پٹرول پمپ نظر آئے گا۔ دائیں جانب مڑیئے۔ یہ جماعت روڈ ہے۔ تھوڑا آگے جایئے۔ دائیں جانب سٹی یونین بینک دکھائی دے گا۔ اور تھوڑا آگے جایئے۔ نوراللہ پیٹ سرکل ملے گا۔ دائیں جانب مڑ جایئے۔ وہیں سرکاری کتب خانہ ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:32 PM

اکائی

6

قواعد

ضمیر اور اُس کی قسمیں

ضمیر (Pronoun) وہ الفاظ جو اسم کی جگہ استعمال کئے جاتے ہیں ضمیر کہلاتے ہیں۔

جیسے: وہ نہیں آیا۔ میں آج نہیں جاؤں گا۔

ضمیر سے فائدہ یہ ہے کہ بار بار ایک ہی اسم کو دہرانا نہیں پڑتا۔

ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں:

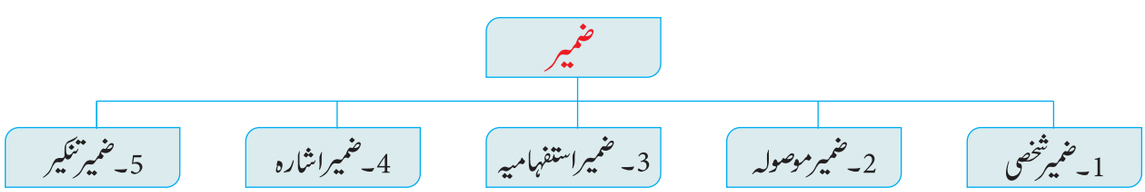

1۔ **ضمیر شخصی:** (Personal Pronoun) وہ ضمیر جو کسی شخص کے نام کے لئے استعمال ہو.

جیسے: میں، ہم، میرا، ہمارا، آپ کو، ان کا، انھیں، تمہیں۔

2۔ **ضمیر موصولہ:** (Relative Pronoun) وہ ضمیر ہے جو کسی اسم کے بجائے (اسم کی جگہ) آئے مگر اس کے ساتھ ہمیشہ ایک جملہ ہوتا ہے، جس میں اس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے: وہ کتاب جو کل چوری ہوگئی تھی۔ آپ کے دوست جو بیمار ہیں مجھے ملے تھے۔

پہلے جملے میں ''جو'' کتاب کے لئے، اور دوسرے میں ''جو'' اور ساتھ کے جملوں میں دونوں اسم کا بیان ہے۔

3۔ **ضمیر استفہامیہ:** (Interrogative Pronouns): وہ ضمیر ہے جو سوال کے لئے آتی ہے۔

جیسے: کون، کیا، کیسے، کیا چاہئے، کون کہتا ہے۔

4۔ **ضمیر اشارہ:** (Demonstrative Pronouns): وہ ضمیر ہے جو اشارے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

جیسے: یہ، وہ، اِس، اُس، ان۔ وغیرہ۔

5۔ **ضمیر تنکیر:** (Indefinite): وہ ضمیر ہے جو غیر متعین شخص یا شئے کے لئے آتی ہے۔ جیسے: کوئی، کچھ۔ وغیرہ

جیسے کوئی ہے۔ کوئی نہیں بولتا، کچھ تو ہے، کچھ نہ کہو۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:32 PM

سوالات:

1۔ ضمیر سے کیا مراد ہے؟

2۔ ضمیر کی کتنی قسمیں ہیں؟ ضمیر شخصی کی تعریف کیجئے۔

3۔ ضمیر کی وہ کونسی قسم ہے جو دو جملوں کو ملانے کا کام بھی کرتا ہے مع مثال سمجھایئے۔

4۔ ضمیر استفہامیہ اور ضمیر اشارہ کی تعریف کیجئے اور مثال دیجئے۔

5۔ کچھ نہ کہو، کچھ تو ہے، یہ کونسی ضمیر کی مثالیں ہیں، بتایئے؟

6۔ حسب ذیل جملوں سے ضمیر کی قسمیں پہچان کر نیچے دئے گئے جدول میں لکھئے:

آپ اپنے بھائی کے ساتھ آیئے۔

ان سے میرا سلام کہئے۔

وہ لوگ جو وقت کے پابند ہوتے ہیں انھیں کبھی مایوسی نہیں ہوتی۔

میں رات دن کام کرتا ہوں۔

جھوٹ بولنا بری عادت ہے جو شخص جھوٹ بولتا ہے اس کا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

یہ کتاب جو آپ پڑھ رہے ہیں کس کی ہے۔

آپ آئیں یا وہ آئیں۔

میں اس محلّہ میں رہتا ہوں۔

کوئی آیا تھا اور آپ کے لئے کچھ کتابیں دے گیا تھا۔

اس گل دان میں پھول کس نے سجائے تھے۔

تمہیں ایک کتاب خریدنا ہے۔

ضمیر شخصی　　ضمیر موصولہ　　ضمیر استفہامیہ　　ضمیر اشارہ　　ضمیر تنکیر

لسانی سرگرمیاں:

حامد اور خالد میری کتاب لے گئے۔ اس جملے کی تحلیل صرفی اس طرح ہوگی:

حامد : اسم خاص، مذکر، فاعلی حالت میں

اور : حرفِ عطف ہے حامد اور خالد کو ملاتا ہے

خالد : اسمِ خاص، مذکر، فاعلی حالت میں

میری: ضمیر شخصی متکلم، واحد، مؤنث، اضافی حالت میں۔

متعلق کتاب

کتاب: اسم عام، واحد، مؤنث، مفعولی حالت۔

لے گئے: فعلِ متعدی، معروف، ماضی مطلق، مثبت، مذکر غائب۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:32 PM

ان جملوں کی تحلیل صرفی کرو:

1۔ اوہو،تم ابھی تک نہیں گئے۔

2۔ میں نے ہر چند بُلایا مگر وہ نہ آیا۔

3۔ موہن نے اسے پانچ پیسے دئے.

4۔ اوہو،تم ابھی تک نہیں گئے۔

5۔ میں نے ہر چند بلایا مگر وہ نہ آیا..

6۔ موہن نے اسے پانچ پیسے دئے.

داستان :

داستان خیالی واقعات پر مبنی رومانی کہانی ہے۔داستانوں میں جن و پری ،طلسم و جادو کے کارنامے اور عجیب وغریب واقعات ہوتے ہیں۔جو پڑھنے اور سننے والے کے لئے فرحت ومسرّت کا سامان فراہم کرتے ہیں۔داستان میں واقعات در واقعات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ سامعین و پڑھنے والے داستان کے انجام تک پہنچنے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔داستان، ناول،افسانہ اور ڈرامے سے مختلف ہے۔تخیل کی بلندی داستان میں معنوی حسن اور فنّی لطافت پیدا کرتی ہے۔

داستانیں پڑھنے والے اور سننے والے کے لئے دلچسپی اور خوشی کا باعث ہوتے ہیں۔''باغ و بہار'' ''فسانۂ عجائب'' جیسی ادبی داستان میں بھی یہ خصوصیت ہے۔داستان گوئی انسان کا قدیم مشغلہ رہا ہے۔اس کے لئے فرصت شرط ہے۔بادشاہ اور امراء سونے سے پہلے دلچسپ داستان سنتے اور سو جاتے تھے۔

''سب رس'' اردو نثر کی پہلی ادبی تخلیق ہے۔وجہی کے اس نثری شاہکار کو مورّخوں اور نقادوں نے ''داستان'' تسلیم کیا ہے۔دلّی میں ''باغ و بہار'' اور لکھنو میں ''فسانۂ عجائب''۔ داستان امیر حمزہ، ''آرائش محفل'' حیدر بخش ، رجب علی سرور وغیرہ اردو کی مشہور داستانیں ہیں۔



لفظ سائنس لاطینی زبان سائنٹا Scientia سے ماخوذ ہے۔جس کے معنی Knowledge کے ہیں یہ فطری یا طبعی مظہر کا باقاعدہ علم ہے یا ایسی سچائی جو مشاہدہ، تجربہ یا استقرائی منطق سے معلوم کی گئی ہو۔

دئے گئے انگریزی جملوں کا اردو میں ترجمہ کیجئے:

1. If you want to shine like a Sun , first burn like a Sun.
2. You have to dream before your dreams can Come true.
3. Man needs difficulties in life, because they are necessary to enjoy Success.
4. Success is when your Signature becomes an Autograph.
5. Don't take rest after your first Victory.

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:33 PM

اکائی

حصّۂ نظم

7 نثار میں تیری گلیوں کے ۔۔۔

فیض احمد فیضؔ

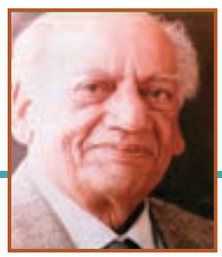



فیض احمد فیضؔ کی یہ نظم ''نثار میں تری گلیوں کے۔۔۔'' ان کے خیالات کی آئینہ دار ہے۔ فیضؔ نے ہندوستان کی آزادی سے قبل اپنے دل میں ایک خواہش بسا رکھی تھی کہ جب ملک آزاد ہوگا تو یہاں امن اور خوش حالی کا راج ہوگا، لوگوں کو سر اٹھا کر چلنے کی آزادی دی جائے گی، فاقہ کشی اور غربت کا خاتمہ ہوگا اور لوگ آسودہ اور خوش حال ہو کر زندگی گزار سکیں گے مگر فیضؔ کے یہ سارے خواب آزادی کے بعد کی صورتِ حال دیکھ کر چکنا چور ہو گئے۔ اس نظم میں فیضؔ نے آزادی کے وقت در آنے والے ظلم و استبداد کے خلاف آواز بلند کی اور وطن کی حالتِ زار کی طرف اشارہ کیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- فیض احمد فیضؔ کی شاعری کے متعلق جاننا۔
- فیضؔ نے آزادی کے بعد واقع ہونے والی تبدیلیوں کا جو تصور کیا تھا، ان کے بارے میں جاننا۔
- آزادیٔ ہند کے بعد ملک میں جو بدنظمی، ظلم اور استبداد کا سلسلہ شروع ہوا، اس کے متعلق اشعار کی روشنی میں واقفیت حاصل کرنا۔

شاعر کا تعارف



فیض احمد فیضؔ ایک ممتاز ترقی پسند شاعر تھے۔ اگرچہ کہ شاعری میں ان کا سرمایہ بہت کم ہے، لیکن پھر بھی اتنی کم مقدارِ شاعری کے باوجود کسی ترقی پسند شاعر کو اتنی مقبولیت نہیں ملی، جتنی فیضؔ کو ملی۔ انہی گوناگوں خوبیوں کی بدولت فیضؔ کے مجموعۂ کلام نے بہت جلد عالمی شہرت حاصل کر لی۔ وہ ملی مسائل اور خصوصاً مزدوروں اور محنت کشوں سے ہمدردی رکھتے ہیں، اسی وجہ سے سامراجی نظام کے خلاف انہوں نے بڑی شدت سے آواز بلند کی۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:33 PM

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے ،جسم و جاں بچا کے چلے

ہے اہل دل کیلئے اب نظم بست و کشاد
کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد

بہت ہے ظلم کہ دست بہانہ جو کے لئے
جو چند اہلِ جنوں تیرے نام لیوا ہیں
بنے ہیں اہلِ ہوس ، مدّعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں ، کس سے منصفی چاہیں

مگر گزارنے والوں کے دن گزرتے ہیں
ترے فراق میں یوں صبح و شام کرتے ہیں

یوں ہی ہمیشہ الجھتی رہی ہے ظلم سے خلق
نہ ان کی رسم نئی ہے ، نہ اپنی ریت نئی ہے
یوں ہی ہمیشہ کھلائے ہیں ہم نے آگ میں پھول
نہ ان کی ہار نئی ہے ، نہ اپنی جیت نئی ہے

اسی سبب سے فلک کا گلہ نہیں کرتے
ترے فراق میں ہم دل برا نہیں کرتے

گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے
یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں
مگر آج ، اوج پہ ہے طالع رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں

جو تجھ سے عہد وفا استوار رکھتے ہیں
علاج گردش لیل و نہار رکھتے ہیں

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:34 PM



حاصل کلام

فیضؔ کی اس نظم میں وطنیت کا شدید جذبہ پایا جاتا ہے۔اس نظم میں شاعر نے اپنے دل میں آزادی سے قبل جو خیالات بسائے تھے، آزادی کے بعد ان کو اپنی نگاہوں کے سامنے چکنا چور ہوتے ہوئے دیکھ کر اپنے تاثرات کو اشعار کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔اس میں وطن کی زبوں حالی کا احساس بھی ہے اور وطن میں جو نظام قائم ہے اور اس کے ہاتھوں جو صورتِ حال پیدا ہو رہی ہے اس کا شعور بھی ہے اور اس صورتِ حال کے بدل جانے کا خیال بھی ہے۔انہیں تمام عناصر نے مل کر اس نظم کو ایک حسین تخلیق بنا دیا ہے۔

آخر میں شاعر یہ امید دلا رہا ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا جس میں ملک کی فضا کو سازگار اور پُر امن و پرسکون بنایا جائے گا۔اور وطن سے محبت رکھنے والے کامیابی سے ہمکنار ہوں گے کیوں کہ زندگی کا قانون یہی ہے۔

I.(i) الفاظ معنی

نثار ہونا	=	قربان ہونا	سر اٹھا کے چلنا	=	فخر سے چلنا
سنگ	=	پتھر	مقید	=	قید، بندھے ہوئے
اہلِ جنوں	=	دیوانے، چاہنے والے	مدّعی	=	دعویٰ کرنے والے
منصف	=	انصاف کرنے والے	فراق	=	جدائی
استوار رکھنا	=	بندھے رکھنا، برابر رکھنا	گردش	=	تبدیلی
بست و کشاد	=	بند اور کھلا ہوا حل و عقد	خشت	=	اینٹ
ریت	=	طریقہ	فلک	=	آسمان

(ii) واحد جمع

وطن	+	اوطان	رسم	+	رُسوم
وکیل	+	وُکلاء	سبب	+	اسباب
رقیب	+	رُقباء	جسم	+	اجسام

(iii) اضداد

مقیّد	×	آزاد	خوشحالی	×	بدحالی
ظلم	×	انصاف	آزادی	×	غلامی
کامیابی	×	ناکامی			

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:34 PM

(iv) دیے گئے اشعار کی تشریح کیجیے:

1۔ نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

2۔ جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے، جسم و جاں بچا کے چلے

(v) جوڑ لگائیے:

(الف)	(ب)
1۔ سبب	- پتھر دل
2۔ نثار میں تری گلیوں کے	- وطن کی محبت کو ظاہر کرتی ہے
3۔ سنگ دل	- فیض احمد فیضؔ
4۔ یہ نظم	- ہمدردی رکھتے تھے
5۔ مزدوروں سے	- اسباب

(vi) شعر مکمل کیجیے :

1۔ مگر گزارنے والوں کے دن گذرتے.....
ترے فراق میں یوں.....کرتے ہیں

2۔ جو تجھ سے عہدِ وفا استوار رکھتے.....
علاج گردش لیل و نہار.....ہیں

II. صحیح جواب منتخب کیجیے :

1۔ وطن کی گلی کے شاعر.....ہیں (فیضؔ/اقبالؔ/ساحرؔ/اکبر)

2۔ فیضؔ ..... شاعر تھے۔ (انقلابی/ترقی پسند/آزاد ہندوستان کے/غزل کے)

3۔ فیض کی.....بہت مشہور ہیں (غزلیں/نظمیں/مثنویاں/تحریریں)

4۔ فلک کے معنی..... (زمین/آسمان/مٹی/سورج)

5۔ وطن کی جمع.....ہے (وطین/وطنات/اوطان/اوطن)

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:34 PM

III. مختصر سوالات:

1۔ ''نثار میں تری گلیوں کے'' اس نظم کی روشنی میں شاعر کے خیالات کو واضح کیجئے۔

2۔ وطن کے منصف شاعر کی نظر میں کون ہیں ان سے کس کی توقع نہیں ہے؟

3۔ فیضؔ یہ کیوں کہتے ہیں کہ میں ظالموں سے کیوں نہیں گھبراتا؟

4۔ فیضؔ وطن کی جدائی سے افسردہ کیوں نہیں ہیں؟

5۔ ''ترے فراق میں ہم دل برا نہیں کرتے'' اس مصرع کی نثر لکھئے۔

6۔ شاعر فیضؔ کے کلام کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔

7۔ فیضؔ کی چند نظموں کے نام لکھئے۔

IV. تفصیلی سوالات:

1۔ فیض احمد فیضؔ کی چند مشہور نظموں کے نام لکھتے ہوئے ان پر تبصرہ کیجئے۔

2۔ فیض احمد فیضؔ نے اس نظم میں اپنے ملک کے تعلق سے کن خیالات کا اظہار کیا ہے؟

3۔ فیضؔ اپنی نظم میں اپنے ملک کے مستقبل کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

4۔ فیض احمد فیضؔ کی نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

عملی کام:

فیض احمد فیضؔ کے متعلق کتابیں فراہم کیجئے اور ان کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کیجئے۔

فیض احمد فیضؔ اور ترقی پسند تحریک کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔

فیضؔ کی طرح دوسرے شعراء نے بھی وطن کے تعلق سے نظمیں لکھی ہیں جیسے جان نثار اخترؔ کی مشہور نظم ''خاکِ وطن'' ہے، ایسی نظموں کو جمع کریں اور شاعر کے خیالات کو اپنے الفاظ میں پیش کریں۔

فیض احمد فیضؔ کی مشہور نظم ''صبح آزادی'' ہے، اس کا مطالعہ کریں۔

اپنی کلاس میں ''فیض احمد فیض'' کی چند مشہور نظمیں لکھ کر آویزاں کریں۔

اصلاح

- جو لوگ قصور ہو جانے کے بعد توبہ کرتے ہیں اور آئندہ اپنی اصلاح کر لیتے ہیں تو اللہ ان کے سب قصور معاف کر دیتا ہے۔ (قرآنِ کریم)
- جب زبان کی اصلاح ہو جاتی ہے تو قلب بھی صالح ہو جاتا ہے۔ (حضرت عثمانؓ)
- بچوں کی اصلاح مکتب میں اور عورتوں کی اصلاح گھر میں ہوتی ہے۔ (امام غزالیؒ)
- اصلاحِ نفس کی فکر میں مشغول رہ، تاکہ بجائے صفاتِ بد کے صفاتِ نیک پیدا ہوں (لقمان)
- تحریر و تقریر سے اپنی زندگی میں اصلاح پیدا کرو۔ (سقراط)
- اپنی اصلاح سب سے مشکل کام ہے۔ (ہربرٹ اسپنسر)

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:35 PM

اکائی

2

حصّۂ نثر

بابائے میزائل ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام - حیات اور کارنامے

کے۔ ارشاد احمد



پیش لفظ

ہندوستان کے مشہور و معروف جوہری سائنسدان بھارت رتن ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام انتہائی سادہ مزاج اور نیک انسان تھے۔ اپنے والدین، اساتذہ، دوستوں اور ماتحتوں کی ہمیشہ عزت کرتے تھے اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ آپ کی شخصیت طلبہ و طالباتِ علم و ہنر کے لئے نقشِ قدم ہی نہیں، مشعلِ راہ بھی ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر عبدالکلام کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے تاکہ طلباء و طالبات ڈاکٹر عبدالکلام کے حیات و کارناموں کو جان سکیں اور اس کی روشنی میں اپنا مستقبل سنوار سکیں۔

سیکھنے کے مقاصد



- ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام کی زندگی کے حالات اور کارناموں سے طلباء کو واقف کرانا۔
- انجینیرنگ و ٹکنالوجی کے شعبے میں ڈاکٹر عبدالکلام کی ایجادات و خدمات سے متعارف کرانا۔
- خواب دیکھنا اور اُسے حقیقت میں بدلنا'۔ ڈاکٹر عبدالکلام کے اس نظریے کی وضاحت کرنا۔
- ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام مشہور و معروف سائنس دان ہونے کے علاوہ ایک اچھے انسان بھی تھے، اس پہلو سے طلباء کی معلومات بڑھانا۔
- ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام کی تصنیف کردہ کتابوں اور اُن کے زرّین اقوال کی روشنی میں طلباء کو ترغیب دلانا۔

مضمون نگار کا تعارف



اس مضمون کے مصنف کا نام کے۔ ارشاد احمد ہے۔ آپ 14 ستمبر 1965ء کو ضلع ویلور کے شہر میل وشارم میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اسلامیہ پرائمری اسکول اور اسلامیہ بائز ہائیر سکنڈری اسکول بنام مدرسہ عالیہ، میل وشارم میں ہوئی۔ سی۔ عبدالحکیم کالج میل وشارم سے آپ نے شعبۂ کیمیاء سے بی۔ ایس۔ سی، ایم۔ ایس۔ سی اور ایم فل کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اسکول کی اردو انجمن ''ضیاء الادب'' کے آپ صدر بھی ہیں۔ 2017ء سے اسلامیہ بائز ہائر سکنڈری اسکول، میل وشارم کے صدر مدرس ہیں۔ ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدلاکلام سے آپ کو بڑی گہری عقیدت ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:35 PM

بیسویں صدی میں ہندوستان کے سائنسی افق پر جو سائنسدان اُبھرے اور آسمانِ وطن کا درخشاں ستارہ بن کر چمکے بالخصوص جنوبی ہندوستان کی جن مایہ ناز شخصیتوں نے قومی سطح پر اپنی گرانقدر خدمات کے ذریعہ شہرت حاصل کی، اُن میں بابائے میزائل ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام کا نام روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

ڈاکٹر عبدالکلام کا پورا نام ابوالفاخر زین العابدین عبدالکلام تھا۔ آپ کی پیدائش 15 اکتوبر 1931ء کو تامل ناڈو کے جزیرہ نما شہر رامیشورم میں موسک اسٹریٹ کے ایک متوسط تامل گھرانے میں ہوئی۔ والد زین العابدین کے پاس رسمی تعلیم زیادہ نہ تھی اور نہ ہی دولت تھی۔ اس کے باوجود پیدائشی فراست اور روحانی فیوض سے مالا مال تھے۔ ان کی والدہ کا نام ''اشی امّاں'' تھا۔

ڈاکٹر عبدالکلام کی ابتدائی تعلیم رامیشورم یلمنٹری اسکول میں ہوئی اور پھر رام ناتھ پورم کے شوارٹس ہائی اسکول میں بھی آپ نے تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ترچی کے سینٹ جوزف کالج تشریف لے گئے جہاں سے انھوں نے بی۔ یس۔ سی کیا۔ پھر مدراس انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی (MIT) سے ایرو انجینئرنگ میں خصوصی مہارت حاصل کی۔ آپ کے اندر بچپن ہی سے ذمہ داری کا احساس اور کچھ کر دکھانے کی تمنا نے پُر خار راہوں کو ہموار کرنا سکھایا چنانچہ آپ آگے بڑھتے رہے۔ (ریاضیات) حساب اور علم طبعیات میں خصوصی دلچسپی نے آپ کو انجینئر بنا دیا۔ آپ نے اپنے کیریئر کی شروعات ہی میں ہندوستانی فوج کے لئے ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر ڈیزائن بنا کر پیش کیا۔

ایس۔ یل۔ وی۔ 3 (SLV-3) کے منصوبے کے ڈائرکٹر ہونے کی حیثیت سے آپ نے مصنوعی سیارے '' روہنی'' کو خلا کے قریب لے جا کر قائم کرنے والی دیسی گاڑی (SLV-III) کے ڈیزائن، ارتقاء اور تیاری کے انتظامی امور میں قابل ذکر خدمات انجام دیں۔ 1980ء میں ''روھنی'' سیارچے کو کامیابی کے ساتھ زمین کے مدار میں پہنچا کر ہندوستان کو خلائی کلب کا خصوصی رکن بنا دیا۔ پرتھوی، ترشول، آکاش، ناگ اور اگنی جیسے میزائل کا کامیاب تجربہ آپ کی خصوصی حصولیابی و عظیم کارنامے ہیں۔ بھارت کے پہلے ایٹم بم کے تجربے میں بھی آپ پیش پیش رہے۔ مذکورہ خدمات کے لئے آپ نے میزائل مین کے نام سے شہرت پائی۔

ڈاکٹر عبدالکلام نے جولائی 1992ء سے ڈسمبر 1999ء تک وزیر دفاع کے سائنسی مُشیر، محکمہ دفاعی تحقیقات اور ارتقاء کے سیکریٹری اور دفاعی تحقیقات اور ارتقائی آرگنائزیشن (DRDO) کے ڈائریکٹر جنرل کی حیثیتوں سے کام کیا۔ بنگلور میں قائم اسرو ہیڈ کوارٹرس میں اسرو لانچ سسٹم کے بھی ڈائیرکٹر تھے۔ ڈاکٹر کلام کا یقین تھا کہ دفاعی ٹکنالوجی کو قومی ارتقاء کے لئے ٹیکنیکل اوزار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالکلام نے جدید میزائل ٹکنالوجی کے میدان میں ارتقاء کے مقصد سے ڈی۔ آر۔ ڈی۔ ایل کے اضافے کی شکل میں ''ریسرچ سینٹر عمارت'' (RCI) نام سے ایک جدید تحقیقی ٹیکنالوجیکل مرکز قائم کی۔ ڈاکٹر عبدالکلام ہندوستان میں ''مرکب مادہ'' کے استعمال کے بھی موجد ہیں۔ کاربن، کاربن ریشہ-Carbon Fiber Carbon کو استعمال کرنے کا اوّلین منصوبہ آپ نے ہی پہلی مرتبہ ترواننت پورم میں قائم کیا۔ پولیو سے متاثر بچوں کے لئے کم وزنی مصنوعی ٹانگیں بنا کر ان کی زبوں حالی اور مشقت کو دور کیا۔ 64-1963ء کے دوران امریکہ کے محکمۂ خلاء ''ناسا'' کا بھی دورہ کیا۔ ٹیکنالوجی انفارمیشن فارکاسٹنگ اینڈ اسسمینٹ کونسل (TIFAC) کے چیرمن کے طور پر ماہرین کی مدد سے ٹیکنالوجی وژن 2020ء کا خاکہ تیار کیا، جس کا مقصد ہندوستان کو 2020ء تک ترقی یافتہ ممالک میں شامل کرنا اور نیوکلائی اسلحہ پروگرام پر عمل درآمد کرتے ہوئے مستقبل میں ہندوستان کو سوپر پاور ملک بنانا تھا۔

ڈاکٹر عبدالکلام کو تقریباً 30 اداروں نے ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری مرحمت فرمائی۔ 1981ء میں پدم بھوشن 1990ء میں پدم وی بھوشن اور 1997ء میں بھارت رتن کے اعلیٰ ترین اعزازت سے سرفراز کئے گئے۔ ڈاکٹر عبدالکلام نے اپنی بے مثال خدمات کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنائی۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:36 PM

25 جولائی 2002ء کو ہندوستان کے گیارھویں اور پہلے مسلم صدر کی حیثیت سے آپ کا انتخاب ہوا۔صدارتی میعاد میں نیک مزاجی، سادہ پن اور قناعت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ رہتی دنیا تک آپ یاد کئے جاتے رہیں گے۔

ڈاکٹر عبدالکلام جب بھی خواب دیکھنے کی بات کرتے ہیں تو اس سے ان کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ نوجوانوں کو خوابِ غفلت سے جگایا جائے وہ اس قابل بنیں کہ اپنا نشانہ خود طے کرسکیں۔اور عظیم ملک ہندوستان کی ترقی و کامیابی میں اپنا کردار ادا کریں۔آپ کو اپنے والدین اور اساتذہ سے بڑی والہانہ محبت تھی وہ اپنی ترقی میں انہیں کا حصہ تسلیم کرتے تھے۔وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ ''اگر کسی بھی ملک کو بدعنوانی سے آزاد کرانا ہے اور خوبصورت دماغ والے ملک کے طور پر ابھرنا ہے تو میرا یہ خیال ہے کہ معاشرے کے صرف تین لوگ یہ تبدیلی لا سکتے ہیں اور وہ ہیں: (۱) والد (۲) والدہ (۳) استاد۔ڈاکٹر عبدالکلام اور بچوں کے درمیان باہمی محبت کافی مشہور ہے۔وہ ہمیشہ بچوں کو شعوری طور پر اپنا ہدف بناتے ہوئے انہیں متحرک کرنے کی فکر کیا کرتے تھے۔اُن کا ماننا تھا کہ بچوں کے حساس دماغوں میں سائنس کے تعلق سے ایک محبت کی آگ لگا کر اس کے ذریعے ترقی یافتہ ہندوستان کا خواب شرمندہ تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر اے۔پی۔جے۔عبدالکلام نے آزاد ہندوستان کو سائنسی فکر و عمل اور مضبوط قوت ارادی کا درس دیتے ہوئے ایٹمی طاقت سے متصف کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔آپ سائنسدان ہونے کے علاوہ ایک بہترین شاعر، ایک قابل استاد اور بہترین مصنف بھی تھے۔آپ کی تصنیف کردہ کتابوں میں ''پرواز''، ''انڈیا 2020''، ''میرا سفر (مائی جرنی)'' بے حد مشہور ہیں۔آپ کے اقوال بھی لوگوں کی زبانوں پر عام ہیں۔آپ کی شہرت صرف ہندوستان میں نہیں، ہندوستان سے باہر تمام ترقی یافتہ ممالک میں بھی رہی ہے۔

ڈاکٹر عبدالکلام 84 سال کی عمر میں 27 جولائی 2015ء کو بروزِ پیر ''شیلانگ'' میں ایک تقریب کے دوران اچانک دل کا دورہ پڑ جانے کی وجہ سے گر پڑے اور اپنی جان جان آفریں کے حوالے کردی۔رامیشورم کی زمین آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔دنیا کے دانش مندوں نے دل کی گہرائیوں سے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کی وفات کو سائنسی دنیا کا عظیم خسارہ قرار دیتے ہوئے کہا ؎

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہو ، اے میر کارواں تجھ پر

حاصل مطالعہ

ڈاکٹر اے۔پی۔جے۔عبدالکلام ہندوستان کی مایہ ناز شخصیتوں میں سے تھے۔غربت کے باوجود علمی دولت سے مالا مال ہوئے۔اپنے والدین اور اساتذہ کا خوب احترام کیا، اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کامیابی کی بلندیوں کو گلے لگایا۔ڈاکٹر عبدالکلام بچپن ہی سے بے انتہا محنتی اور بلند منزل کو پانے کے متمنی اور شوقین تھے۔سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں آپ نے اپنی بھرپور خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔نتیجے میں بڑے بڑے منصب و عہدے حاصل کئے۔وطن عزیز ہندوستان کو اپنے تجربات و ایجادات کے ذریعے ترقی یافتہ ممالک سے نظریں ملانے کے قابل بنایا۔ہندوستان کو ایٹم اور میزائل کی قوت عطا کر کے بابائے میزائل کا لقب پایا۔صدر ہند کے عظیم عہدے پر فائز ہونے کے باوجود اپنے کریمانہ اخلاق و سادگی سے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی۔پولیو سے متاثر بچوں کے لئے کم وزنی مصنوعی ٹانگیں بنا کر ان کے لئے آسانی فراہم کی۔نوجوانوں اور بچوں کو روشن مستقبل کا خواب دیکھنے کی ترغیب دلائی۔وژن 2020 کا جادوئی خاکہ تیار کر کے ہندوستان کو ترقی کی جانب گامزن ہونے کا بلند حوصلہ عطا کیا۔الغرض اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے ہندوستان کی موجودہ نسل کو دنیا کی نظروں میں باوقار بنادیا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:37 PM

ڈاکٹر اے۔پی۔جے۔عبدالکلام کے زرین اقوال:

- تم اپنے مستقبل کو تبدیل نہیں کر سکتے لیکن تم اپنی عادتوں کو بدل سکتے ہو، اس لئے کہ تمہاری بدلی ہوئی عادتیں تمہارے مستقبل کو بدل سکتی ہیں۔
- ایک اچھی کتاب ، سو(۱۰۰) اچھے دوستوں کے برابر ہے لیکن ایک اچھا دوست ایک کتب خانے کے برابر ہے۔
- خواب وہ نہیں جنہیں آپ سوتے ہوئے دیکھیں بلکہ خواب اُسے کہتے ہیں جو آپ کو سونے ہی نہ دے۔
- کامیابی کے واقعات نہ پڑھیں اس لئے کہ اُن سے آپ کو صرف پیغام ملے گا، ناکامی کے واقعات پڑھیں، اس لئے کہ اُن سے آپ کو صحیح رہنمائی ملے گی۔ جس کی مدد سے آپ کامیابی کی منزل حاصل کر سکیں گے۔
- اعتماد اور محنت دو ایسی مؤثر و مفید دوائیں ہیں جو ناکامی جیسی بیماری کو ختم کر کے آپ کو کامیاب انسان بنا سکتی ہیں۔
- سیاہ رنگ بعض اوقات جذباتی طور پر برا سمجھا جاتا ہے لیکن وہی سیاہ رنگ جب تختہ سیاہ میں شامل ہو جاتا ہے تو طلباء کی زندگیوں کو روشن بنا دیتا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

ڈاکٹر عبدالکلام اکتوبر کے مہینے (5/اکتوبر 1931) میں پیدا ہوئے۔ اتفاق سے ان کی پیدائش سے ٹھیک سوا سو سال پہلے اسی مہینے میں سرسید احمد خان پیدا ہوئے تھے۔

سرسید احمد خان نے نوآبادیاتی نظام میں سائنسی فکر و عمل اور مضبوط قوت ارادی کا درس دیا تو عبدالکلام نے آزاد ہندوستان کو ایٹمی طاقت سے متصف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

سرسید احمد خان کی کاوشوں کی بدولت غلام ملک میں عوام کو سنبھلنے، سنوارنے اور باعزت زندگی گذارنے کا موقع ملا تو خلائی خدمات کے توسط سے میزائل مین نے موجودہ نسل کو دنیا کی نظروں میں باوقار بنا دیا۔

I(i) الفاظ معنی

درخشاں ستارہ	=	چمکتا ہوا ستارہ	تابناکی	=	روشن، چمکیلی
ممتاز	=	اعلیٰ، برتر	متوسط	=	درمیانی
فراست	=	دانائی، عقل مندی	جوہری	=	ایٹمی
زبوں حالی	=	بُری حالت	عمل درآمد	=	کارروائی، تعمیل
بدعنوانی	=	بدانتظامی	باہمی محبت	=	آپس میں محبت
متصف	=	صفت رکھنے والا	حصولیابی	=	کامیابی پانا
خسارہ	=	نقصان	دانش مند	=	عقل مند
خداداد	=	خدا کی جانب سے عطا کردہ	باوقار	=	عزت والا

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:38 PM

(ii) واحد جمع

منصوبہ	+	منصوبے	خدمت	+	خدمات
مقصد	+	مقاصد	طور	+	اطوار
شخصیت	+	شخصیات	تقریب	+	تقریبات
خطاب	+	خطابات			

(iii) اضداد

روشن	×	تاریک	نیک نامی	×	بدنامی
ارتقاء	×	تنزل	انتہائی	×	ابتدائی
مصنوعی	×	قدرتی	دانش مند	×	بے وقوف
خسارہ	×	فائدہ	مشہور	×	گم نام

(iv) جوڑ ملایئے:

1۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی پیدائش - وژن 2020

2۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی دلچسپی - 2015

3۔ ڈاکٹر عبدالکلام کا خواب - 30 اداروں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی

4۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی وفات - حساب اور علم طبیعیات

5۔ ڈاکٹر عبدالکلام کو اعزاز - 1931

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ ڈاکٹر عبدالکلام کا پورا نام..... زین العابدین عبدالکلام تھا۔ (ابوالفاخر/ابوالتراب/ابوالکلام/ابوالبیان)

2۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی پیدائش.....شہر میں ہوئی۔ (مدراس/کنیا کماری/رامیشورم/ترچی)

3۔ ڈاکٹر عبدالکلام کو علم طبعیات اور.....میں گہری دلچسپی تھی۔ (سائنس/حساب/عربی/فارسی)

4۔ ڈاکٹر عبدالکلام نے اپنے کیریئر کی شروعات ہندوستانی فوج کے لئے ایک چھوٹا.....ڈیزائن بنا کر کیا۔ (میزائل/ہیلی کاپٹر/بندوق/جوتا)

5۔ ڈاکٹر عبدالکلام 1992ء سے 1999ء تک وزیر دفاع کے سائنسی.....رہے۔ (وزیر/سفیر/مشیر/مدیر)

6۔ 1963-64ء کے درمیان اے۔پی۔جے۔عبدالکلام نے.....کے محکمۂ خلا، ناسا کا دورہ کیا۔ (جاپان/روس/افریقہ/امریکہ)

7۔ ڈاکٹر عبدالکلام نے ہندوستان کو.....کا خصوصی رکن بنا دیا۔ (دفاعی کلب/مصنوعی کلب/خلائی کلب/فلاحی کلب)

8۔ ڈاکٹر عبدالکلام جولائی.....کو ہندوستان کے گیارھویں صدر بنے۔ (2007 / 2002 / 2001 / 2000)

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:38 PM

9۔ ڈاکٹر عبدالکلام..... مین کے نام سے مشہور ہیں۔ (راکٹ/ میزائل/ ہیلی کاپٹر/ ایٹم)

10۔ ''انڈیا2020'' کتاب کے مصنف..... ہیں۔ (ابوالکلام/عبدالکلام/سرسید/زین العابدین)

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ بابائے میزائل کا پورا نام لکھئے۔

2۔ 'بابائے میزائل عبدالکلام۔حیات اور کارنامے' مضمون کے مصنف کون ہیں؟

3۔ ڈاکٹر عبدالکلام کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

4۔ حساب اور علم طبعیات میں خصوصی دلچسپی نے ڈاکٹر عبدالکلام کو کیا بنا دیا؟

5۔ مدراس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی سے عبدالکلام نے کس کورس میں مہارت حاصل کی؟

6۔ کتنی یونیورسٹیوں اور اداروں سے آپ کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری حاصل ہوئی؟

7۔ ہندوستان میں ''مرکب مادہ' کے پہلے موجد کون ہیں؟

8۔ ہندوستان کے گیارھویں صدر کا نام کیا ہے؟

9۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی آخری آرام گاہ کہاں واقع ہے؟

10۔ ڈاکٹر عبدالکلام کو کس نام سے شہرت ملی؟

IV. مختصر سوالات:

1۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی ابتدائی تعلیم کہاں پر ہوئی؟

2۔ ڈاکٹر عبدالکلام نے سب سے پہلے چھوٹا ہیلی کاپٹر کس کے لئے ڈایزائن کیا؟

3۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی نگرانی میں تیار کئے گئے ہندوستانی میزائل کے نام لکھئے۔

4۔ پولیو سے متاثر بچوں کے لئے ڈاکٹر عبدالکلام نے کیا ایجاد کیا؟

5۔ حکومت کی جانب سے ڈاکٹر عبدالکلام کو کون کون سے اعزاز ملے؟

6۔ بقول ڈاکٹر عبدالکلام وہ کون تین لوگ ہیں جن کی مدد سے معاشرے میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے؟

7۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی وفات کب، کہاں اور کیسے ہوئی؟

8۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی تصنیف کردہ کتابوں کے نام لکھئے۔

V. تفصیلی سوالات:

1۔ ڈاکٹر اے۔پی۔جے۔عبدالکلام کی حیات اور ان کے کارناموں پر اپنے خیالات قلم بند کیجئے۔

2۔ ڈاکٹر عبدالکلام کی ایجادات سے ہندوستان کو کیا فائدہ ہوا؟ تفصیلی جائزہ لیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:38 PM

کیا تم جانتے ہو؟

ڈاکٹر عبدالکلام کے والد کی مالی حالت مستحکم نہیں تھی۔ ان کے والد ماہی گیروں کو اپنی کشتی کرائے پر دے کر گھریلو ضرورتیں پوری کرتے تھے۔
ڈاکٹر عبدالکلام اپنے ابتدائی دنوں میں گھر گھر اخبارات پہنچا کر اس آمدنی سے اپنے والد کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

اضافی معلومات

ہندوستان میں سب سے پہلے ٹیپو سلطان شہیدؒ نے راکٹ تیار کیا تھا اور اس کا استعمال بھی کیا تھا۔ سابق صدر ہند ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام نے اپنی کتاب ''وِنگس آف فائر'' (Wings of Fire) میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''نئے نئے جنگی ساز و سامان بحری بیڑوں کی مضبوطی و جدید کاری اور راکٹ لانچر کے پہلے لانچر ٹیپو سلطان ہی تھے۔''

ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام کی حالاتِ زندگی سے متعلق اردو ویب سائیٹس:

https://www. amu. ac. in >pdf>thahzeeb15
https://ur.m. wikipedia. org>wiki>
https://educate urdu 4u. blogspot. com >20
urdu. news18 com> photogallery
hamari web.com>articles>artic lenew
urdu tahzeeb news. blogspot.com>2018/10

عملی کام:

1۔ ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام کی یوم پیدائش کے موقعہ پر اپنے استاد کی مدد سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کی زندگی پر ایک مکالمہ کیجئے۔
2۔ ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام سے متعلق تصاویر جمع کیجئے۔

لسانی سرگرمیاں:

مکالمے کو مکمل کرنا: (Completing the Dialogue)

دوکاندار اور گاہک کے درمیان ہونے والی گفتگو مکمل کیجئے:

دوکاندار : آیئے جناب! آپ کو کیا چاہئے؟
مبشر : مجھے.....
دوکاندار : کیسا قلم چاہئے، قیمتی یا سستے والا ؟
مبشر : .....
دوکاندار : یہ لیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:39 PM

مبشر : اس کی قیمت کیا ہے؟

دوکاندار : .....

مبشر : کیا اس میں دوسرے رنگ بھی ہیں؟

دوکاندار : .....

مبشر : کچھ رعایت کیجئے۔

دوکاندار : ٹھیک ہے، بیس روپئے کم دیجئے۔

مبشر : یہ لیجئے جناب۔ شکریہ

دوکاندار : شکریہ۔ پھر تشریف لائیے۔

سمجھنے کی صلاحیت (Comprehension)

مذکورہ بالا عبارت کو غور سے پڑھئے اور نیچے دئے گئے سوالات کے جوابات لکھئے۔

زندگی کے معاملات میں خط و کتابت کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔

ہر شخص کم پڑھا لکھا ہو یا زیادہ، اُسے خط سے واسطہ پڑتا ہے۔

دور رہنے والوں تک اپنی بات پہنچانے اور ان کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے خطوط نویسی ایک بہترین ذریعہ ہے۔

خط کو ''مکتوب'' اور خط لکھنے والے کو ''مکتوب نگار'' اور جس کے نام خط لکھا جائے اُسے ''مکتوب الیہ'' کہتے ہیں۔

خطوط نویسی ایک فن ہے جسے نصف ملاقات بھی کہا جاتا ہے۔

خطوط تین طرح کے ہوتے ہیں:

1۔ نجی خطوط: جو رشتہ داروں اور دوستوں کو لکھے جاتے ہیں۔

2۔ کاروباری خطوط: جو کاروبار یا تجارت کے سلسلے میں لکھے جاتے ہیں۔

3۔ سرکاری خطوط: جو دفتر کے امور سے متعلق لکھے جاتے ہیں۔

سوالات:

1۔ زندگی کے معاملات کا ایک اہم حصہ کیا ہے؟

2۔ خطوط نویسی کیا ہے؟ اور اسے کیا کہا جاتا ہے؟

3۔ خط اور خط لکھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

4۔ نجی خطوط کسے کہتے ہیں؟

5۔ دور رہنے والوں تک اپنی بات پہنچانے کا بہترین ذریعہ ..... ہے (کتاب/لفافہ/خط/قلم)

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:39 PM



حصّہ غـزل

اکائی 7

غزل

منور رانا

شاعر کا تعارف



اس غزل کے شاعر منور رانا 26/نومبر 1952ء کو اتر پردیش کے شہر رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔آپ کی کم عمر ہی میں آپ کا خاندان کلکتہ منتقل ہوگیا۔جس کی وجہ سے آپ کی تعلیم وہیں ہوئی اور تا حال لکھنؤ ہی میں رہائش پذیر ہیں۔ عصر حاضر میں اردو شاعری کے حوالے سے آپ پوری ادبی دنیا میں اپنی منفرد شناخت رکھتے ہیں۔اور پوری دنیا میں اپنی شاعری کی وجہ سے شہرت رکھتے ہیں۔منور رانا کی شاعری میں غزل گوئی کو خاص مقام حاصل ہے۔'' ماں'' پر لکھی ہوئی ان کی شاعری پورے عالم میں مشہور ہے۔آپ کی طویل ادبی خدمات کے اعتراف میں کئی ادبی اکیڈمیوں نے اعزازات اور اسناد سے نوازا بالخصوص 2014ء میں ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ برائے اردو ادب سے نوازے گئے۔ان کی بے شمار تخلیقات منظر عام پر آکر مقبول ہوچکی ہیں،جن میں 'نسیم کے پھول '، 'کہو ظل الٰہی سے'، 'بغیر نقشے کا مکان' 'سفید جنگلی کبوتر'، بے حد مقبول خاص و عام ہیں۔

کسی کو گھر ملا حصے میں یا کوئی دکان آئی
میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا میرے حصے میں ماں آئی

یہاں سے جانے والا لوٹ کر کوئی نہیں آیا
میں روتا رہ گیا لیکن نہ واپس جا کے ماں آئی

مرے بچوں میں ساری عادتیں موجود ہیں میری
تو پھر ان بد نصیبوں کو نہ کیوں اردو زبان آئی

قفس میں موسموں کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا
خدا جانے بہار آئی چمن میں یا خزاں آئی

کبھی اے خوش نصیبی میرے گھر کا رُخ بھی کر لیتی
ادھر پہونچی ادھر پہونچی یہاں آئی وہاں آئی

گھروندے تو گھروندے ہیں چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں
اڑانے کے لئے آندھی اگر نام و نشاں آئی

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:39 PM

I. الفاظ معنی

آندھی	=	طوفان	رُخ	=	سمت/طرف
چمن	=	باغ	خزاں	=	پت جھڑ، ویران
اندازہ	=	طریقہ	گھروندے	=	مٹی کے گھر

II. سوالات:

1۔ شاعر منور رانا کے حصہ میں کیا آیا؟

2۔ شاعر منور رانا بچوں کو بدنصیب کیوں کہتے ہیں؟

3۔ قفس میں کن چیزوں کا اندازہ نہیں ہوتا؟

4۔ شاعر منور رانا کی خواہش کیا ہے؟

5۔ منور رانا کی تخلیقات میں سے کسی دو کا ذکر کیجئے؟

6۔ 2014ء میں منور رانا کو کونسا ایوارڈ دیا گیا؟

7۔ اس شعر کا مطلب بیان کیجئے:

کبھی اے خوش نصیبی میرے گھر کا رُخ بھی کر لیتی
ادھر پہونچی ادھر پہونچی یہاں آئی وہاں آئی

لسانی سرگرمیاں

روزمرّہ کی تعریف : اہل زبان کی بول چال کو روزمرّہ کہتے ہیں چاہے وہ زبان کے قواعد کے مطابق درست نہ ہو۔

مثلاً : میں نے ویلور جانا ہے : درست نہیں مجھے ویلور جانا ہے۔

میں ہر دن کالج جاتا ہوں : درست نہیں میں ہر روز کالج جاتا ہوں۔

وہ دن بدن کمزور ہو رہا ہے : درست نہیں وہ روز بروز کمزور ہو رہا ہے۔

مشق: دیئے گئے جملوں کو صحیح اردو میں لکھو:

1۔ میں نے کتاب پڑھنا ہے

2۔ خالد ہر دن اسکول جاتا ہے

3۔ حامد دن بدن شریر ہوتا جا رہا ہے

4۔ فاطمہ دو دن سے بخار میں پڑی ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:40 PM

پرہیز



کرشن چندر

میں نے دیکھا ہے کہ قدرت ہر حال میں اپنا توازن برقرار رکھتی ہے۔ ہم نے زکام، نزلہ، بخار، اور نمونیا کے لئے پنسیلین ایجاد کی تو قدرت نے پنسیلین ہی کو مہلک بنا دیا۔ اب اتنے لوگ نمونیا سے نہیں مرتے جتنے پنسیلین سے مرتے ہیں!

ہم نے اربوں روپے خرچ کر کے عالمگیر پیمانے پر ملیریا کو ختم کر دیا تو کینسر کا مرض وبائی صورت اختیار کر گیا۔ ہم نے تپ دق کا شافی علاج دریافت کر لیا تو دل کا عارضہ عام ہو گیا۔ جسے دیکھئے اپنے سینے کے بائیں طرف ہاتھ رکھے متوحش نگاہوں سے ڈرا سہما دکھائی دیتا ہے۔ میرے دوستوں میں ہر چوتھا دوست دل کا مریض ہے۔ پہلے دل کی بیماری میں صرف آہ و بکا کی جاتی تھی، اب جان بھی جاتی ہے۔

دل کا عارضہ رنج و غم کرنے سے بڑھتا ہے۔ اسی لئے ساری دنیا کے ہارٹ اسپیشلسٹ یہی کہتے ہیں کہ اگر دل کے عارضے سے محفوظ رہنا چاہتے ہو اور لمبی عمر پانا چاہتے ہو تو رنج و غم کو کبھی اپنے قریب پھٹکنے نہ دو، ہمیشہ خوش رہا کرو۔ اس لئے اب میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں۔ گزشتہ سال میرے والد کا انتقال ہو گیا تو میں برابر مسکراتا رہا۔ احباب تعزیت کو آتے رہے مگر میں مسکراتا رہا۔ نہ جانے انھوں نے کیا سمجھا مگر میں تو ڈاکٹر کے کہنے پر عمل کر رہا تھا۔ پھر جب چھ ماہ بعد میری خالہ محترمہ کا انتقال ہوا تو میں خوش رہنے کے لئے ایک پکچر ہاؤس میں ایک طربیہ فلم دیکھنے چلا گیا۔ پرسوں میرے گھر میں آگ لگ گئی تو میں خوشی سے قہقہے لگانے لگا۔ میری بیوی نے سمجھا شاید میں پاگل ہو چکا ہوں۔ مگر جب میں نے اسے سمجھایا کہ پاگل نہیں ہوں، محض خوش ہوں اور خوش بھی اس لئے ہوں کہ اس سے عمر بڑھتی ہے تو اس نے پاگل خانے لے جانے والی ایمبولینس واپس کر دی مگر میں دیکھ رہا تھا کہ وہ ایمبولینس واپس کر دینے پر کچھ خوش نظر نہیں آئی۔

فکر کو دور رکھنے اور دل کو ہمیشہ خوش رکھنے کے علاوہ آج کل ڈاکٹر لوگ اور خصوصاً ہارٹ اسپیشلسٹ دل کی بیماری کے مریضوں یا ہونے والے مریضوں کو وزن گھٹانے کا مشورہ بھی دیتے ہیں۔ ڈاکٹروں کی رائے میں طویل عمر پانے کا ایک ہی نسخہ ہے 'اپنا وزن گھٹا دو'۔ مجھے اس دلیل میں وزن نظر آتا ہے کیوں کہ میں نے سُنا ہے کہ مجنوں لیلیٰ کے مر جانے کے بعد بھی پچھتر برس زندہ رہا! میں نے سُنا ہے اور فلموں میں بھی دیکھا ہے کہ اس کا وزن اتنا کم تھا کہ جب اُسے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہوتا تو اس کے دوست اور احباب محض ایک پھونک مار کر اُسے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتے تھے۔ ایک بار زور کی پھونک لگ جانے سے وہ اپنی منزل سے کچھ دور دریا میں گر پڑا۔ مگر ڈوب نہ سکا کیوں کہ اس کا وزن پانی سے بھی کم تھا۔ پھر ایک مچھلی نے پھونک ماری اور وہ واپس اپنے احباب کے پاس پہنچ گیا۔ اس کا گریبان ہمیشہ چاک رہتا تھا۔ کیوں کہ اس کا تنِ ناتواں کپڑوں کا بوجھ نہ سہہ سکتا تھا۔ لیلیٰ کے مرنے کے بعد مجنوں نے کئی بار مرنے کی کوشش کی، مگر ہمیشہ ناکام رہا۔ زہر کھایا تو زہر سیال بن کر اُس کے جسم سے نکل گیا، اس لئے کہ زہر کا وزن مجنوں کے وزن سے زیادہ تھا۔ ایک بار مجنوں نے ایک کانٹے سے ایک پتلا دھاگا لٹکا کر پھانسی گلے میں لگا کر مر جانے کی سوچھی۔ دس سال تک وہ اُس دھاگے سے بندھا کانٹے سے لگا لٹکتا رہا مگر اُس کی جان نہ نکلی۔ کیوں کہ اس کا وزن دھاگے اور کانٹے دونوں سے کم تھا۔ پھر ایک دن ایک لڑکے نے اُس دھاگے کو مچھلی پکڑنے کا دھاگا سمجھ کر پانی میں لٹکا دیا۔ جہاں مجنوں کو ایک مچھلی نے نگل لیا۔ لیکن وہ اُسے ہضم نہ کر سکی کیوں کہ ہضم کرنے کے لئے بھی وزن چاہئے۔ اس لئے مجنوں پھر پانی کی سطح پر اُگل دیا گیا۔ لوگ باگ کہتے ہیں مگر میں نہیں جانتا۔ خدا جانے کہاں تک سچ ہے، مگر سبھی دیوانے اور فرزانے بھی کہتے ہیں کہ مجنوں آج بھی زندہ ہے۔ کچھ لوگوں کو دیکھ کر تو یہی گمان ہوتا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:40 PM

اس کہانی میں اور کوئی صداقت ہو نہ ہو، اتنا ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ آدمی وزن گھٹانے سے دل کی بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔ دوسرے عوارض اُس پر اس لئے حملہ نہیں کرتے کہ انھیں حملہ کر کے ملے گا کیا؟ اس لئے درازی عمر کی دعا کرنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ اپنا وزن گھٹا لیا جائے۔

وزن گھٹانے سے پہلے یہ معلوم کرنا بہت ضروری ہے کہ وزن بڑھتا کیسے ہے؟ پہلے یہ خیالِ عام تھا کہ وزن آپ ہی آپ بڑھتا ہے اور بچپن سے بڑھاپے تک ایک خاص مقدار اور رفتار سے بڑھتا ہے۔ پہلے یہ خیالِ عام تھا۔ اب یہ خیالِ خام ہے۔ اب ڈاکٹروں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وزن خود بخود نہیں بڑھتا۔ زیادہ اور عمدہ کھانوں سے بڑھتا ہے۔ جس گھر میں اچھا کھانا پکانے والی بیوی ہوگی، اس گھر کے مالک کو دل کا عارضہ کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔ یہ لازم ہے کہ اگر آپ دل کے عارضے میں مبتلا نہیں ہونا چاہتے تو ایسا باورچی یا ایسی بیوی لائیے جو کھانا پکانا نہ جانتی ہو۔ اس لئے آج کل طلاق عام ہو رہے ہیں اور پھوہڑ بیویوں کو ترجیح دی جانے لگی ہے اور اچھا کھانا پکانا اور اصلی گھی استعمال کر کے اپنے شوہر کو کھلانا بیویوں کی خامی اور نقائص میں شمار کیا جانے لگا ہے۔ پرسوں میں نے اخبار میں ایک مقدمے کی روداد پڑھی جس میں شوہر نے اپنی بیوی پر زہر دینے کا الزام لگایا تھا۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ بیوی اپنے شوہر کو اصلی گھی میں کھڑے مصالحے کا خورمہ تیار کر کے کھلاتی تھی! عدالت نے مجرمہ کو چھ سال قیدِ بامشقت کی سزا دی ہے کیوں کہ ملزمہ اپنے شوہر کو اصلی گھی ہی نہیں کھلاتی تھی۔ صبح ناشتہ میں ایک گلاس اصلی دودھ بھی زبردستی پلاتی تھی تا کہ اُس کے شوہر کا وزن بڑھ جائے اور وہ وزن بڑھ جانے سے دل کے عارضے میں مبتلا ہو کر جلدی مر جائے۔ لیکن آج کل کے جج عاقل اور دانشمند ہوتے جا رہے ہیں۔ پہلے پوسٹ مارٹم پر ڈاکٹروں کی رائے طلب کی جاتی تھی۔ اب سُنا ہے عدالت فیصلہ سنانے سے پہلے اس قسم کے وزن بڑھانے والے کیس پر ڈاکٹر کی رائے بھی لیتی ہے اور اُسے ناطق سمجھا جاتا ہے۔ سُنا ہے کہ آل انڈیا میڈیکل ایسوسی ایشن نے ایک ایسی تجویز حکومت کے سامنے رکھی ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کو اصلی گھی کھلائے، اصلی دودھ پلائے اور مرغن کھانے کھلائے اسے فوراً پھانسی دے دی جائے! لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ وزن صرف اصلی گھی کھانے اور اصلی دودھ پینے اور گوشت کے مرغن کھانوں ہی سے نہیں بڑھتا۔ وزن دراصل غذا میں نشاستہ کی زیادتی سے بڑھتا ہے اور نشاستہ آلو میں سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ جوں جوں لوگ آلو زیادہ کھاتے جاتے ہیں، وزن میں بھالو بنتے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر وزن کم کرنا ہے تو آلو مت کھائیے۔ نشاستہ روٹی میں بھی ہوتا ہے اور ڈبل روٹی میں تو اصلی روٹی سے بھی ڈبل ہوتا ہے۔ اسی لئے تو اُسے ڈبل روٹی کہا جاتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے روٹی سے اجتناب کیجئے۔ پہلے زمانے میں لوگ روزی روٹی کے لئے تگ و دو کرتے تھے اور دونوں کو حاصل کر کے موٹے ہو ہو کر مر جاتے تھے۔ اب صرف روزی کے لئے تگ و دو کیجئے اور روٹی کو بالکل ہی بھول جائیے۔ نشاستہ اس لئے بھی برا ہے کہ یہ انسان کے جسم میں پہنچ کر ایک خاص کیمیائی عمل سے شکر میں تبدیل ہو جاتا ہے اور شکر کی زیادتی سے ذیابیطس ہوتی ہے۔ جس سے اکثر قلب کا دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ نشاستہ انسان کے جسم میں پہنچ کر اس قدر ناشایستہ ہوگا، اس کا مجھے علم نہ تھا۔ آج سے چائے میں شکر بند، مٹھائی بند اور آئس کریم بھی ختم!

پروٹین بھی انسان کو موٹا کرتی ہے کیوں کہ اس میں وہ اجزاء ہوتے ہیں جو گوشت بناتے ہیں۔ اس لئے زندہ رہنے کے لئے پروٹین کو بھی کم کرنا ہوگا۔ گندم میں پروٹین ہوتی ہے، سرخ گوشت میں پروٹین ہوتی ہے، سفید گوشت میں البتہ پروٹین کم ہوتی ہے۔ جیسے مرغی کا گوشت یا مچھلی۔ آج کل اچھی مرغی آٹھ روپے سے کم میں نہیں آتی۔ اس لئے اگر آپ کی تنخواہ دو سو پچاس روپے ہے تو اُس میں سے دو سو چالیس روپے مرغی پر صرف کیجئے اور دس روپے ہر ماہ بچا لیجئے اور جناب مہینے میں دس روپے کی بچت کچھ کم نہیں ہوتی۔ فرض کیجئے کہ آپ اس طرح سو سال زندہ رہیں اور ہر ماہ دس روپے بچاتے رہیں تو ذرا سوچئے کہ آپ کے مرنے کے بعد آپ کے کتنے رشتہ داروں کا بھلا ہوگا۔

گٹھیا بھی دل کا دشمن ہے۔ گٹھیا کا عارضہ جس میں جوڑوں میں درد ہوتا ہے اور وہ سوج جاتے ہیں، یہ ابتدا ہے دل کے دورے کی اور گٹھیا، یورک ایسڈ کی زیادتی سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی جسم کا اندرونی نظام جسے انگریزی میں مٹابولزم کہتے ہیں، آپ ہی آپ یورک ایسڈ زیادہ پیدا کرتا ہے اور جو چیزیں یورک

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:41 PM

ایسڈ پیدا کرتی ہیں وہ ہیں دالیں، مٹر، پھلیاں، سرخ گوشت وغیرہ۔ یہ یاد رکھئے کہ آپ شکر بند کر چکے ہیں۔ دودھ مکھن آپ پر حرام ہے۔ اب سب طرح کی دالیں مع مٹر بند ہو چکیں تو آپ کیا کھائیں گے؟ غم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آرام واطمینان سے سوچئے کہ غم کھانے سے بھی عمر کم ہوتی ہے اور آپ لمبی عمر پانا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹروں کی رائے یہ ہے کہ آپ دن کو لوکی کھائیے اور رات کو پالک کا ساگ اور اصلی گھی کی جگہ سورج مکھی کے بیجوں کے تیل استعمال کیجئے۔ بہتر یہ ہوگا کہ سورج کو بھی چھوڑ دیجئے، صرف مکھی کا تیل استعمال کیجئے۔ دن کو لوکی، رات کو ساگ۔ اے میری موت دور بھاگ اور اگر آپ کو لوکی اور پالک کے ساگ اور سورج مکھی کے بیج کے تیل سے نفرت ہے تو صرف پانی پیجئے۔ اُس میں تھوڑا سا سنگترے کا رس ملا لیجئے۔ دل کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے، اس لئے نمک بھی مت کھائیے۔ اُس کی جگہ صرف سنگترے کا رس پانی میں ڈال کر پیجئے۔ ہر ایک دن کے فاقے کے بعد گاندھی جی یہی کرتے تھے: پانی اور سنگترے کا رس۔ بس!

لمبی عمر پانے کا مجھے بھی بچپن سے شوق رہا ہے اور اچھے کھانے کا بھی بچپن سے شوق رہا ہے لیکن دونوں شوق ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس لئے میں نے وزن گھٹانے کے لئے نشاستہ بند کر دیا اور وہ تمام روٹیاں اور سبزیاں بھی جن میں نشاستہ ہوتا ہے، پھر میں نے مٹھائی کھانا بند کیا۔ آئس کریم کو چھونے سے انکار کر دیا۔ سرخ گوشت سے پرہیز کیا، آلو، مٹر، پھل والی بھاجی، آہستہ آہستہ خوراک کم کرتے کرتے میں صرف پانی اور دو چمچے اونچ جوس پر آ گیا۔

دو ہفتے اس خوراک پر کسی نہ کسی طرح زندہ رہ کر جب میں ڈاکٹر کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے وزن تولنے والی مشین پر لا کھڑا کیا۔ معلوم ہوا اس پرہیز کے بعد بھی میرا وزن دس پونڈ بڑھ چکا تھا۔

ڈاکٹر کے چہرے پر ایک خطرناک سنجیدگی کی لہر آئی، اسٹیتھسکوپ کو میرے دل پر رکھتے ہوئے بولا۔ ''کیا کھاتے رہتے ہو؟''

میں نے کہا۔ ''پانی میں تھوڑا سا اونچ جوس ڈال کے پیتا رہا ہوں''

''یہی تو خرابی ہے تم میں'' ڈاکٹر میرے سینے کو اپنے انگوٹھے سے ٹھونکتے ہوئے بولا ''وزن بڑھ گیا ہے۔ سنگترے کے رس میں بڑے قوی اجزا ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں تم صرف پانی پیو۔ ایک ہفتے میں تمہارا وزن کم ہو جائے گا۔ موجودہ حالت اور صحت بے حد خطرناک ہے۔ تمہیں کسی وقت بھی دل کا دورہ پڑ سکتا ہے! اگلے ہفتے آنا۔''

گھر آ کر میں نے بیوی سے کہا کہ آئندہ سے میں صرف پانی پیا کروں گا اور محض پانی پی کر جیا کروں گا۔ صبح ناشتے میں ایک کپ پانی، لنچ پر ایک گلاس پانی۔ رات کو دو گلاس پانی۔ ایک ہفتے میں وزن آپ ہی آپ کم ہو جائے گا۔ بیوی نے بھی خوش ہو کر اس پر صاد کیا کیوں کہ اس طریقے پر عمل کرنے سے کچن کا خرچ بہت کم ہو گیا تھا۔

ایک ہفتے کے بعد جب میں پھر ڈاکٹر کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ محض پانی پینے سے میرا وزن دو پونڈ اور بڑھ چکا ہے۔! ڈاکٹر حیرت میں پڑ گیا۔ بولا ''تم نے کچھ اور تو نہیں کھایا پیا۔ سچ سچ بتاؤ؟''

'' مطلق نہیں ڈاکٹر صاحب! آپ فون کر کے میری بیوی سے پوچھ سکتے ہیں۔''

''پانی پینے کا گلاس صاف ستھرا تھا؟'' ڈاکٹر نے پوچھا۔

''جی ہاں، سوڈے سے دھلوا دیا تھا۔'' میں نے کہا۔ ''ہمیشہ دھلواتا ہوں اور اپنے سامنے نل کا پانی نکلوا کر پیتا ہوں۔''

''پھر وزن کیوں بڑھ گیا؟'' ڈاکٹر نے مجھ سے پوچھا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:42 PM

میں نے کہا۔''جب آپ جانتے ہیں کہ بمبئی کے پانی میں پانی کے سوا سب کچھ ہوتا ہے،نل کھولئے تو کبھی پانی کی پتلی دھار کے ساتھ مچھلی چلی آ رہی ہے، کبھی گھونگھے،کبھی چوہے،کبھی کیکڑے،ایسی ایسی مقویات پائی جاتی ہیں کہ آدمی اگر اس پانی کو پیئے تو ناممکن ہے کہ موٹا نہ ہو''۔

'' تو آئندہ سے پانی چھان کر پیجئے''۔ڈاکٹر نے بڑی سختی سے کہا۔''سولہ روپے نکالو میری فیس کے!''

میں نے سولہ روپے جیب سے نکال کے ڈاکٹر کی ہتھیلی پر رکھے اور گھر چلا آیا اور گھر آ کر بیوی سے کہا کہ وہ میرے لئے کھڑے مصالحے کا گوشت تیار کرے۔ چکن،ریشمی کباب،تیتر کے تکے،قیمے بھرے پراٹھے اور آخر میں ایک پاؤ آئس کریم!رات کو سونے سے پہلے بالائی والے دودھ کا ایک گلاس بھرا ہوا جس میں بادام اور کشمش اور چھوارے بھی پڑے ہوں اور پستہ بھی! بیوی نے گھبرا کر کہا۔''تمہارا کیا ارادہ ہے؟اپنی جان دینے کا؟بارہ وزن تمہارا پہلے سے بڑھ چکا ہے۔اب صرف چھنا ہوا پانی پیو۔بلکہ اُبال کر پیو!''

میں نے کہا''مرنا تو ہر حال میں ہے۔میں جیسے کہتا ہوں تم ویسے کرو''۔

دوسرے دن میں نے اس سے کہا۔''آج کے مینو میں تندوری مرغ،تلی ہوئی پام فریٹ،چکن بریانی اور لہسن سے بگھارا ہوا دہی کا رائیتہ اور آلو کے پراٹھے اور بعد میں بنارسی حلوائی والے کے ہاں سے موہن بھوگ کی ایک پلیٹ!ادھر کھانے میں اصلی گھی استعمال ہو۔ورنہ تازہ مکھن''۔سات دن میں نے اسی طرح کا پرہیز رکھا اور خوب ڈٹ کر کھایا۔بیوی مسلسل احتجاج کرتی رہی۔اُس نے اپنے میکے والوں کو خط لکھ دیا کہ وہ جلد کوئی بری خبر سننے کے لئے تیار رہیں!اور میرے تمام دوستوں کو خبردار کر دیا کہ انھوں نے مجھے جو قرضے دے رکھے ہیں وہ جلد سے جلد اُس کا چکتا کر لیں ورنہ بعد میں وہ اُس کی ذمہ دار نہ ہوگی!

سات دن مرغن غذائیں کھانے کے بعد جب میں نے ڈاکٹر کے کہنے پر وزن تولنے والی مشین پر پاؤں رکھا تو میرا وزن بارہ پونڈ کم ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر کے چہرے پر ایک مطمئن تبسم نظر آیا۔''میں کہتا نہ تھا۔موٹا کرنے والی،وزن بڑھانے والی تمام اشیاء چھوڑ دو۔ تمہارا وزن خود بخود کم ہو جائے گا۔ دیکھا،آج وزن بارہ پونڈ کم ہے!اور چہرے پر بھی رونق ہے جو احتیاط،پرہیز اور ڈاکٹر کا کہنا ماننے سے آتی ہے،نکالو تیس روپے!''

I۔ مختصر سوالات:

1۔ دل کے مریض کو کن باتوں کا احتیاط رکھنا چاہئے؟

2۔ کہانی ''پرہیز'' میں مضمون نگار نے اپنا وزن گھٹانے کا کیا طریقہ اپنایا ؟

3۔ ڈاکٹر نے پریم چند کو کیا نصیحت کی اور اس کا کیا ردعمل ہوا؟

4۔ کرشن چندر نے اپنے مضمون میں پرہیز کے متعلق جو باتیں بتائی ہیں اس سے آپ کہاں تک متفق ہیں؟

5. مضمون ''پرہیز'' کے مزاحیہ انداز پر اپنی رائے کا اظہار کیجئے۔

6۔ کونسی چیزیں یورک ایسڈ زیادہ پیدا کرتی ہیں؟

7۔ ''گھٹیا کا عارضہ'' کیا ہوتا ہے؟اس کی چند علامتیں لکھئے۔

8۔ مصنف کرشن چندر کی بیوی نے ایمبولینس کیوں واپس کر دی تھی؟

II۔ تفصیلی سوالات :

1۔ پرہیز کا مطلب بیان کرتے ہوئے اس کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیجئے۔

2۔ مضمون ''پرہیز'' میں پیش کئے گئے مزاحیہ اور فرضی خیالات کا مکمل احاطہ کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:43 PM

اکائی 7

قواعد

صفت (Adjective)

صفت کی تعریف

صفت وہ کلمہ ہے جس سے کسی اسم کی کیفیت، حالت، کمیت، تعداد یا مقدار، معلوم ہوتی ہے

جیسے : جاہل آدمی ، چالاک لڑکا ، میٹھا آم ، دس سیب، وغیرہ۔

صفت کی پانچ قسمیں ہیں:

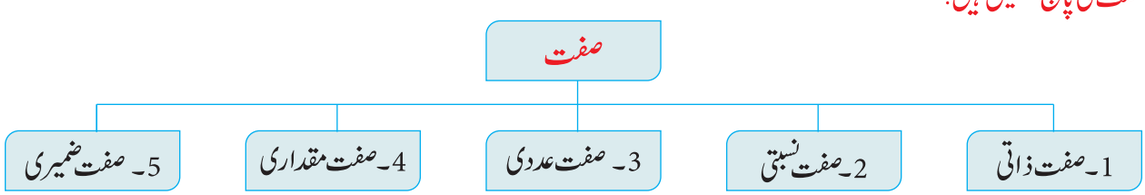

صفت ذاتی (Adjective of Quality) وہ صفت جس سے کسی چیز (اسم) کی صفت معلوم ہو۔

جیسے: یہ پتھر سخت ہے، وہ لنگڑا کُتّا ہے۔

صفت نسبتی (Relative Adjective) وہ صفت جس سے کسی چیز (اسم) کی نسبت معلوم ہو۔

جیسے : وہ کانپوری جوتا ہے۔ یہ ہندوستانی سپاہی ہے۔ اکبرالہ آبادی اردو کے مشہور شاعر ہیں۔

صفت عددی (Adjective of Numbers) وہ صفت ہے جس سے کسی اسم کی کمیت یا تعداد معلوم ہو۔

جیسے: چار لڑکیاں بیٹھی ہیں۔ دو سپاہی جا رہے تھے۔

صفت مقداری (Adjective of Quality) وہ صفت جس سے کسی اسم کی مقدار معلوم ہو۔

جیسے : غذا کم کھاؤ۔ پینے کے لئے تھوڑا پانی لاؤ۔ یہ کپڑا چار میٹر ہے۔

صفت ضمیری (Demostrative) وہ ضمیریں جو صفت کا کام دیتی ہیں۔

جیسے : وہ ، یہ ، کون ، جو ، کیا ، اسے۔

یہ الفاظ جب تنہا آتے ہیں تو ضمیر ہیں اور جب کسی اسم کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو صفات بن کر صفت ضمیر کہلاتی ہیں۔

جیسے : وہ عورت آئی۔ یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ کون شخص ایسا کہتا ہے۔ جو کام تم سے نہیں ہوسکتا۔

کیا چیز گر پڑی۔ اسے کیوں ہاتھ لگاتے ہو۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:43 PM

سوالات:

1۔ صفت کی تعریف بیان کیجئے۔

2۔ صفت کی کتنی قسمیں ہیں؟

3۔ صفت ذاتی کیا ہے؟ مثال کے ذریعے واضح کیجئے۔

4۔ صفت عددی اور صفت مقداری میں کیا فرق ہے؟

5۔ صفت نسبتی کی مثال دیجئے۔

6۔ یہ مثالیں کن کی ہیں (صفت کی قسموں کے لحاظ سے) :

چالاک لڑکا، غذا کم کھاؤ، کون شخص ایسا کہتا ہے، دو سپاہی جا رہے ہیں، یہ ہندوستانی سپاہی ہے

7۔ درج ذیل مثالوں میں صفت کی اسکی قسموں کے لحاظ سے نشاندہی کیجئے۔

وہ حیدرآبادی ماحول میں رہتا ہے۔ پینے کے لئے تھوڑا پانی لا۔ وہ کاپنوری ہوتا ہے۔ یہ لڑکا شریر ہے۔ چار لڑکے باتیں کر رہے ہیں۔

خطوط

خطوط خیالات و محسوسات کو دوسروں تک پہنچانے کا وسیلہ ہی نہیں بلکہ زندگی کا آئینہ بھی ہیں۔ خط کو نصف ملاقات کہا جاتا ہے جس میں فاصلوں پر بیٹھا انسان کسی سے محو گفتگو ہوتا ہے۔ جملوں کا اختصار اور روزمرہ الفاظ و محاورات کا استعمال خطوط میں دلکشی پیدا کرتا ہے۔

خطوط ذاتی، ادبی، سیاسی، تعلیمی اور کاروباری امور سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ خطوط کے ذریعہ انسان اپنے دور رہنے والے عزیزوں اور دوستوں تک اپنی بات پہنچا سکتا ہے ۔ خط کی زبان صاف ہونی چاہئے اور سادہ ہونی چاہئے۔ موضوع کے لحاظ سے انداز و اسلوب بھی قدرے مختلف ہوتے ہیں۔ اگر چھوٹوں کو خط لکھے جاتے ہیں تو ان خطوط میں شفقت، نصیحت و تربیت کا انداز ہوتا ہے جب کہ مکتوب نگار یہی خط اپنے کسی بزرگ یا بڑے کو لکھتا ہے تو اس خط میں عقیدت مندی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی خط کسی ہم عمر یا دوست کو لکھا جاتا ہے تو انداز و بیان میں شوخی، ظرافت و بے تکلفی ہوتی ہے۔ کاروباری خطوط میں مکتوب الیہ کے منصب و عہدے کو سامنے رکھتے ہوئے اظہارِ مقصد پر توجہ مرکوز ہوتی ہے۔ خط کسی خاص آدمی کے نام سے لکھا جاتا ہے اور مکتوب نگار کو اس بات کا اطمینان ہوتا ہے کہ اس کا راز راز ہی رہے گا۔ مکتوب کا موضوع زندگی کی طرح بے حد وسیع ہوتا ہے۔ اس میں وہ تمام رنگ شامل ہو سکتے ہیں جو زندگی میں قدم قدم پر درپیش ہیں۔ جدائی کی داستان، مصائب و آلام کا ذکر، ناکامیوں کا اظہار، خوشی کے موقع پر مبارک باد ہو، یا تعزیتی الفاظ، نفرت محبت، خلوص، وفا، غرض ہر طرح کے جذبات کی ترجمانی مکاتیب میں ہوتی ہے۔ خطوط میں زندگی ہوتی ہے۔ ہم اپنے پیغامات اور جذبات خطوط کے ذریعہ دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔

اردو میں مکتوب نگاری کا آغاز فارسی کے زیر اثر ہوا۔ واجد علی شاہ اور ان کی بیگمات کے خطوط کو اردو مکتوب نگاری کا اولین نمونہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ غالبؔ نے اسے عروج تک پہنچایا۔ لیکن اس کے بعد سے آج تک بے شمار مکتوب نگار ہوئے۔ لیکن ان میں سرسیدؔ، حالیؔ، شبلیؔ، مہدیؔ، آزاد اور محمد علیؔ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اردو میں متعدد دانشوروں، علماء اور ادبا نے خطوط لکھے ہیں جنکی تاریخی، تہذیبی، سیاسی اور ادبی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ جیسے خطوطِ غالبؔ، پریم چند کے خطوط، خطوطِ شبلیؔ، غبارِ خاطر (مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط)

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:44 PM

حصّۂ نظم

اکائی 8

شیریں بیانی (تروکرل کا منظوم اردو ترجمہ)

شاعر: تروولور مترجم: سید عظمت اللہ سرمدیؔ



ٹمل زبان کے مشہور شاعر تروولّور کی مشہور اخلاقی نظم ''تروکرل'' ہے۔ تروکرل میں کل 1330 اشعار ہیں۔ جنہیں 133 ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر باب میں دس اشعار ہیں۔ پہلے چار باب تمہیدی اور باقی ابواب تین حصوں میں منقسم ہیں۔ پہلے حصے میں گھریلو زندگی اور انفرادی زندگی سے متعلق اخلاقی فرائض کے اشعار ہیں جب کہ دوسرا حصہ سیاست اور تیسرا حصہ محبت سے متعلق ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- مادری زبان کے ساتھ ٹمل زبان میں موجود ادبی خوبیوں سے واقف ہونا۔
- تروکرل کا تعارف حاصل کرنا۔
- شیریں بیانی کے فوائد کو جاننا۔
- بدگوئی کے نقصانات سے آگاہ ہونا۔



تمل کا عظیم شاعر - تِروولّور

مترجم شاعر کا تعارف



اردو منظوم تروکرل کے مترجم شاعر کا نام سید عظمت اللہ اور تخلص سرمدیؔ ہے۔ آپ 19 جولائی 1919ء کو ضلع کوئمبتور کے قصبے پرندلور میں پیدا ہوئے۔ آپ جامعہ دارالسلام، عمر آباد کے فارغ التحصیل ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے مدراس یونیورسٹی سے ''افضل العلماء'' اور ''منشی فاضل'' کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔ پھر اسلامیہ کالج وانمباڑی سے انٹرمیڈیٹ اور پریسیڈنسی کالج، چنئی سے ایم۔اے کیا۔ اسی کالج کے شعبۂ تاریخ میں بحیثیت لکچرر آپ کا تقرر ہوا اور پھر ترقی کرتے کرتے نائب پرنسپال کا اعلیٰ ترین عہدہ حاصل کیا اور یہیں سے آپ وظیفہ یاب ہوئے۔

آپ کا شمار مدراس کے صف اول کے شعراء میں ہوتا تھا۔ اہل مدراس نے آپ کو ''سلطان الشعراء'' کا خطاب دیا۔ علاقائی زبان تمل سے آپ کو اچھی واقفیت تھی۔ آپ نے تمل کی مشہور و معروف نظم ''تروکرل'' کا منظوم ترجمہ بڑی محنت سے انجام دیا۔ ایک تہائی حصہ ہی مکمل ہوا تھا کہ موت نے آپ کے قلم پر مہر لگادی۔ 5 جون 1978 کو شہر بنگلور میں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:45 PM

تروکرل کی خصوصیت

تروکرل میں شاعر تروولور نے کم سے کم الفاظ استعمال کرتے ہوئے بڑی بڑی باتیں کہی ہیں۔
غزل کی طرح ہر شعر کا مطلب الگ اور مکمل ہے۔

بے ریا پُر خلوص اور میٹھی — بات ہوتی ہے اہل دانش کی
خندہ رو اور میٹھے میٹھے بول — دل کے تحفوں سے بڑھ کر ایسے بول
چہرہ ہنستا ہوا نظر میٹھی — بات کر دل سے ہے یہی نیکی
میٹھی باتوں سے دل لبھائے جا — رنج و افلاس کو مٹائے جا
انکساری و خوش کلامی سے — کھلتے ہیں جوہر آدمیت کے
تو سلیقے سے بات کر اچھی — روسیہ ہو بدی پھلے نیکی
بات میٹھی تو زندگی میٹھی — اب کی بھی دوسرے جنم کی بھی
بات میں جب مٹھاس گھل جائے — قدر تیری جہاں پہ کھل جائے
خوش کلامی تو بھائے تجھ کو بھی — کیوں نہ پھر خون لائے بدگوئی
دیکھنا بول خوش اثر بھی ہیں — خام کیوں پختہ جب ثمر بھی ہیں

حاصلِ کلام

اس نظم میں ''شیریں بیانی'' کی دس خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ سمجھ دار اور عقل مند لوگ جب بات کرتے ہیں تو پورے خلوص اور صاف دلی کے ساتھ میٹھی بات کرتے ہیں۔ کوئی تحفہ دل کے تحفے سے بڑا نہیں ہوتا مگر ہنستے ہوئے چہرے کے ساتھ میٹھے بول بولنا بڑا تحفہ ہے۔ نیز نیکی یہی ہے کہ چہرہ ہنستا ہوا ہو، نظر میٹھی ہو اور دل سے بات کرے۔ شیریں بیانی سے دل جڑتے ہیں اور رنج و افلاس مٹتے ہیں۔ شیریں بیانی اور عاجزی سے آدمیت کے جوہر کھلتے ہیں۔ بات ہمیشہ سلیقہ مندی سے اچھی ہونی چاہئے جس سے بدی کا خاتمہ ہو اور نیکی پھلے پھولے۔ باتوں میں جب شیرینی پیدا ہوتی ہے تو بولنے والے کی قدر کھلتی ہے۔ بات میٹھی ہو تو زندگی بھی میٹھی ہو جاتی ہے۔ بدکلامی مخاطب کو خون رُلاتی ہے، تکلیف پہنچاتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم شیریں بیانی کو اپناتے ہوئے ''زبان شیریں تو ملک گیریں'' کا مصداق بنیں۔

I۔ (i) الفاظ معنی

بے ریا	=	صاف دل جس میں مکاری نہ ہو	اہل دانش	=	عقل والے
کھل جانا	=	ظاہر ہونا، معلوم ہونا	خندہ رو	=	ہنستا ہوا چہرہ
جوہر	=	اچھے گن، اچھی خصوصیات	خون رُلانا	=	دل دکھانا

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:45 PM

بدگوئی	=	بری بات	بول	=	بات
خام	=	کچّے	ثمر	=	پھل
روسیہ ہونا	=	رسوا ہونا/ذلیل ہونا	بھاتے	=	پسند

(ii) واحد جمع

سلیقہ	+	سلیقے	جوہر	+	جواہر
ثمر	+	اثمار/ثمرات			
قدر	+	اقدار			

(iii) اضداد

خام	×	پختہ	خوش کلامی	×	بدگوئی
خوش اثر	×	بداثر			
مٹھاس	×	ترشی/ کھٹاس			

(iv) جوڑ ملایئے:

1۔ تروکرل	–	زندگی میٹھی
2۔ اہل دانش	–	رسوا ہونا
3۔ سید عظمت اللہ	–	تروولّور
4۔ بات میٹھی تو	–	عقل والے
5۔ روسیاہ ہونا	–	سرمدؔی

II۔ (i) ذیل کے اشعار میں شاعر نے شیریں بیانی کی کیا کیا خوبیاں ظاہر کی ہیں:

ا) انکساری وخوش کلامی سے — کھلتے ہیں جوہر آدمیّت کے

ب) چہرہ ہنستا ہوا نظر میٹھی — بات کردل سے ہے یہی نیکی

ج) بات میٹھی تو زندگی میٹھی — اب کی بھی دوسرے جنم کی بھی

(ii) مصرعے مکمل کیجئے:

خندہ رو اور ..... بول

قدر تیری..... پہ کھل جائے

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:45 PM

تو سلیقہ سے ..... کر اچھی

بات میں جب.....گُھل جائے

III۔ صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ تروکرل کے مصنف..... ہیں۔ (سبرامنیم بھارتی / پریم چند/ تروولور/ عمر پلور)

2۔ اہل دانش کی بات.....اور بے ریا ہوتی ہے ۔ (پرجوش/ پرخلوص/ پرسکون/ پراثر)

3۔ تروکرل میں کل.....ابواب ہیں۔ (111/ 123/ 143/ 133)

4۔ سید عظمت اللہ سرمدی.....ضلع میں پیدا ہوئے۔ (ویلور/ مدراس/ کوئمبتور/ مدرائی)

5۔ ''خندہ رو'' کے معنی..... ۔ (غم زدہ چہرہ/ ہنستا چہرہ/ فکرمند چہرہ/ روتا چہرہ)

IV۔ مختصر ترین سوالات:

1۔ تروکرل کی روشنی میں بتایئے کہ نیکی کسے کہتے ہیں؟

2۔ شیریں بیانی کا مطلب لکھئے؟

3۔ سید عظمت اللہ سرمدی کا انتقال کہاں ہوا؟

4۔ تروکرل میں کل اشعار کتنے ہیں؟

5۔ اہل دانش کی بات کیسی ہوتی ہے؟

V۔ مختصر سوالات:

1۔ رنج وافلاس کو کس طرح مٹایا جاسکتا ہے؟

2۔ ہماری قدر جہاں پہ کب کھل جائے گی؟

3۔ کیا چیز دوسروں کو خون رلاتی ہے؟

4۔ بات میٹھی تو زندگی کیا ہو جاتی ہے؟

5۔ دل کے تحفوں میں بڑا تحفہ کیا ہے؟

VI۔ تفصیلی سوالات:

1۔ ''تروکرل'' سے متعلق اپنی معلومات قلم بند کیجئے؟

2۔ ''شیریں بیانی'' کی دس الگ الگ خوبیوں کو ترتیب سے بیان کیجئے؟

عملی کام:

1۔ نظم سے مرکب الفاظ جیسے ''خوش کلامی'' ''اہل دانش'' چُن کر لکھئے۔

2۔ تروکرل اور تروولور کے تعلق سے مزید معلومات جمع کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:46 PM

اکائی 8

دوستی



منشی ذکاءاللہ

زندگی میں بہت سارے لوگ آتے اور جاتے رہتے ہیں، بہت سے شناسا ہوتے ہیں اور بہت سے اجنبی، لیکن قابل توجہ بات یہ ہے کہ اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے علاوہ جو رشتہ زندگی بھر قائم رکھتے ہیں، وہ خاص رشتہ صرف 'دوستی' کا ہوتا ہے۔ زندگی کا بہترین سرمایہ اچھا دوست اور سچی دوستی ہے۔ اگر آپ کے پاس اچھا دوست نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ جس طرح اچھے دوست کا ہونا بے حد ضروری ہے، اسی طرح برے لوگوں کی دوستی سے بچنا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ اس مضمون میں شمس العلماء منشی ذکاءاللہ نے انہیں باتوں کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے دوستی کا مفہوم سمجھایا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- دوستی کی اہمیت وضرورت سے طلباء کو واقف کرانا۔
- دوستی کے آداب وتقاضوں سے متعارف کرانا۔
- دوستی یہ نہیں کہ دوست کی تعریف کی جائے بلکہ دوست کو اس کے عیبوں سے واقف کرانا دوستی کا بڑا فرض ہے ۔
- خوشامدی سے دوستی میں کیا فرق آجاتا ہے، اس سے متعلق جانکاری حاصل کرنا۔
- وفادار دوست کے مشورے کی اہمیت کو سمجھانا۔
- مصیبت کے وقت دوست کی دستگیری نہ کرنے کے نتائج سے واقف کرنا

مضمون نگار کا تعارف

شمس العلماء منشی ذکاءاللہ اس سبق 'دوستی' کے مضمون نگار ہیں۔ آپ یکم اپریل 1832ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حافظ ثناءاللہ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے چھوٹے بیٹے کے اتالیق تھے۔ منشی ذکاءاللہ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ بارہ سال کی عمر میں قدیم دہلی کالج میں داخل ہوئے یہاں ڈاکٹر نذیر احمد اور مولانا محمد حسین آزاد بھی زیر تعلیم تھے۔ ان تینوں میں گہری دوستی تھی۔ منشی ذکاءاللہ تعلیم سے فراغت کے بعد اسی کالج میں ریاضی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ سات آٹھ سال پڑھاتے رہے، پھر بلند شہر کے ڈپٹی انسپکٹر برائے مدارس ہوئے۔ کئی سال مراد آباد میں رہے۔ 1872ء میں میور سنٹرل کالج الہ آباد میں عربی اور فارسی کے پروفیسر بن گئے۔ 26 برس کی ملازمت کے بعد وظیفہ یاب ہوئے۔ حکومت نے آپ کی علمی و تاریخی خدمات پر 'خان بہادر شمس العلماء' کے خطاب سے نوازا۔ 7 نومبر 1910ء کو 78 سال کی عمر میں بمقام دہلی وفات پائی۔

منشی ذکاءاللہ کو عربی و فارسی کے علاوہ تاریخ اور ریاضی میں بڑی دسترس حاصل تھی۔ انہوں نے اردو زبان کی بڑی خدمت کی ہے۔ مختلف علوم و فنون پر آپ کی ڈیڑھ سو سے زیادہ تصانیف و تراجم ہیں جن میں اکثر تصانیف طلباء و طالبات کے لئے لکھی گئی ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ''تاریخ ہند'' کی تصنیف ہے جو دس جلدوں میں لکھی گئی ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:46 PM

دوستی کے معنی ہم یہ لیتے ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کی قدر اور لحاظ ایسی آرزو کے ساتھ کریں کہ ہم ایک دوسرے کی بہبودی بڑھائیں۔ ہم سب کو عام آدمیوں کے ساتھ محبت کرنی چاہئے۔ مگر خاص قدر کرنی کچھ اس کے برخلاف نہیں ہے۔ انسان بالطبع دوستی کا محتاج ہے۔ دنیا کے کاروبار میں یار کی ضرورت ہے۔ بے یار کوئی کار نہیں بنتا۔ ہمیشہ دوستوں کی عنایت اور اعانت کی ضرورت ہی پڑتی ہے۔ جو فائدے اور خوشیاں اس سے حاصل ہوتی ہیں، وہ سب پر ظاہر ہیں۔ بغیر دوستوں کے تو دنیا ایک جنگل ہے۔ سچّا دوست انسان کی جان کے لئے ایک حصنِ حصین ہے۔ اور جس کو سچّا دوست ہاتھ لگ گیا، اُس کو خزانہ مل گیا۔ دوستی ایک سایہ دار درخت ہے، جس میں محبت کے پیارے پیارے پھول کھلتے ہیں۔ دوستی، محبت، آزادی سے خوشیوں کا مینہ برستا ہے۔

دوست خوشی کو بڑھاتا ہے اور رنج کو گھٹاتا ہے۔ جو شخص اپنے دوست کے روبرو اپنے رنج اور خوشی کو بیان کرتا ہے تو دونوں کے خوش ہونے سے خوشی دوچند ہو جاتی ہے۔ اور دونوں کے رنجیدہ ہونے سے رنج آدھا آدھا بٹ جاتا ہے اور رنج آدھا رہ جاتا ہے۔ دوستی کا نتیجہ یہ بھی ہے کہ دوستوں سے صلاح ومشورہ لیا جاتا ہے جس کو وہ ایمان داری سے دیتے ہیں۔ ضرورت کے وقت وفادار دوست کے مشورے سے کوئی چیز زیادہ مفید وعُمدہ نہیں ہوتی۔ اس کی رائے میں کوئی آرائش تعصب کی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ اس کو معاملہ سے کوئی ذاتی تعلق نہیں ہوتا۔ صلاح میں اپنے میں اور دوست میں ایسا فرق ہوتا ہے جیسے کہ دوست اور خوشامدی میں۔ کیوں کہ آدمی کا اپنے آپے سے زیادہ خوشامدی کوئی نہیں ہوتا۔ پس اپنے آپے کی خوشامد کا علاج دوستی کی آزادی سے زیادہ کوئی اور اچھا نہیں۔ دوست سارے کاموں اور موقعوں میں معین اور مددگار رہوتے ہیں۔ ان کی اعانت سے ہمت، جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک نامرد بھی دوستوں کی اعانت سے جواں مردی کے کام کرسکتا ہے۔ دوست اپنی ذات ثانیہ ہوتی ہے بلکہ دوست اپنی ذات سے بہتر ہوتا ہے۔ پس انسان بہت سے کام آپ نہیں کرسکتا مگر وہ اپنا نائب دوستوں کو بنا کے بہت سے کام کرسکتا ہے۔ آدمیوں کے مرنے کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ بہت دفعہ دل میں اپنے بہت سے ارمان ساتھ لے کے دنیا سے سدھار جاتے ہیں، جیسے بچوں کی شادی اور شوق کے کاموں کی ناتمامی مگر ان کاموں کو ان کے بعد دوست ایسا ہی پورا کر دیتے ہیں، جیسے کہ وہ خود پورا کرتے ہیں۔ آدمی کا ایک ہی جسم ہوتا ہے اور وہ ایک ہی جگہ مقید ہوتا ہے۔ جہاں وہ کام کرسکتا ہے مگر دوستوں کے ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک جسم بہت جگہ کام کر رہا ہے۔ بہت سے کام خود اس خوش اسلوبی سے نہیں کرسکتا جو اس کے دوست کر دیتے ہیں۔ مثلاً اپنی لیاقت کا اظہار اور اپنی تعریف وہ خود کرنے سے شرماتا ہے مگر وہ دوستوں کی معرفت بخوبی ہوسکتی ہے۔

دوستی کا بڑا فرض جو ہمیشہ ادا کرنا چاہئے، خواہ اس میں کیسی ہی جوکھوں ہو، یہ ہے کہ دوست کو اس کے عیبوں پر مطلع کرے۔ صداقت اور وفاداری اسی کا نام ہے کہ دوست کے جو بُرے کام ہوں، اس کو متنبہ کرے اور پھر اس کام کو اس خوبی سے کرے کہ پیار اور اخلاص میں فرق نہ آئے۔

دوستی کے تعلق سے حضرت عمرؓ کا مشہور قول ہے۔ فرماتے ہیں : میرا بڑا دوست وہ ہے جو میرے عیبوں کا تحفہ میرے لئے لاتا ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے دوست کو ایک برے کام سے روکنے کے لئے اس کے بال بھی گھسیٹ لے تو بھی کوئی اس کو بُرا نہ کہے گا۔ کیوں کہ اس کی بھلائی سب طرح سے اپنے مقدور کے موافق وہ چاہتا ہے۔ دوست دوست کے ساتھ ایسا یگانہ ہو کہ دونوں ایک پوست معلوم ہوں۔ دوست کا دوست پند گیر و پند پذیر ہو خود بین وخردہ گیر نہ ہو'' دوست کی مصیبت کے وقت دست گیری نہ کرنا ظلم ہے۔''

علم انسان کو انسان بنا دیتا ہے	علم بے مایہ کو سلطان بنا دیتا ہے
علم اللہ جسے دے اسے ایمان بھی دے	ورنہ یہ وہ ہے جو شیطان بنا دیتا ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:47 PM

حاصل مطالعہ

یہ مضمون منشی ذکاءاللہ کا لکھا ہوا ہے۔اس کا عنوان ''دوستی'' ہے۔مضمون نگار لکھتے ہیں کہ انسان بالطبع دوستی کا محتاج ہے۔دنیا کے کاروبار میں یار کی ضرورت پڑتی ہے۔بے یار کوئی کار نہیں بنتا۔سچا دوست انسان کی جان ہے،مضبوط قلعہ ہے جس کو سچا دوست حاصل ہو گیا،اسے خزانہ مل گیا۔ دوستی ایک سایہ دار درخت کی طرح ہے جس میں محبت کے پیارے پیارے پھول کھلتے ہیں۔

دوست وہی ہے جو خوشی کو بڑھاتا ہے۔اور رنج کو گھٹاتا ہے۔ضرورت کے وقت وفادار دوست کے مشورے سے کوئی چیز مفید اور عمدہ نہیں ہوتی۔ دوست کی اعانت سے ہمت اور جرأت پیدا ہوتی ہے۔دوستی کا بڑا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے دوست کو اس کے عیبوں سے واقف کرائے،مصیبت کے وقت کام آئے۔خوشامدی دوستی کے لئے نقصان دہ ہے۔چاہے ہم بوڑھے ہوں یا جوان،ہم سب کو اچھے دوستوں کی ضرورت پڑتی ہے۔بس یہ خیال رہے کہ دوستی معیاری ہو اور دوستی میں صداقت اور وفاداری ہو۔

عالمی یوم دوستی:

عالمی یوم دوستی Friendship Day ہر سال عالمی پیمانے پر 30 جولائی کو منایا جاتا ہے۔'فرنڈشپ ڈے' کا مقصد دوستی کے رشتوں کے ذریعہ امن کے کلچر کو فروغ دینا ہے،دوستی کے رشتے کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے اور دوستی کو مضبوط بنانا ہے۔

دوستی کے آداب

- ملتے وقت سلام و مصافحہ کرے۔تبسم و خوش روئی کے ساتھ ملے۔
- الجمال فی اللسان کے تحت خوش زبانی ہو،محبت کا اظہار ہو۔
- تواضع و انکساری ہو،دوست کی رائے کا احترام کرے۔
- حسن ظن رکھے،دوستی میں اعتدال ہو۔
- دوست کی برائیوں اور عیبوں سے دوست کو مطلع کرے۔
- مصیبت میں کام آئے۔اچھے اور نیک آدمی سے دوستی ہو۔
- دوستی میں صداقت اور وفاداری ہو۔

اقوال زرین برائے دوستی

- دوستی کرنا آسان ہے جیسے مٹی سے مٹی پر لکھنا لیکن دوستی نبھانا مشکل ہے جیسے پانی سے پانی پر لکھنا۔ (حضرت علیؓ)
- سچا دوست وہ ہے جو آپ کا ساتھ اُس وقت دے،جب دنیا آپ کا ساتھ چھوڑ چکی ہو۔
- دوست اپنے دوست کے لئے پند گیر و پند پذیر ہوتا ہے،خود بین و خرد گیر نہیں ہوتا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:48 PM

I .(i) الفاظ معنی

بہبودی	=	خوش حالی	بالطبع	=	فطری طور پر
محتاج	=	ضرورت مند	کار	=	کام
صلاح	=	رائے، مشورہ	آلائش	=	گندگی، ملاوٹ
تعصب	=	تنگ نظری	یگانہ	=	دوست
ذات ثانیہ	=	مثالی شخص	سدھارنا	=	روانہ ہونا
مقید	=	قیدی، پابند	خوش اُسلوبی	=	بہتر طریقہ
لیاقت	=	قابلیت	معرفت	=	ذریعہ
جوکھوں	=	زحمت	متنبہ کرنا	=	خبردار کرنا، آگاہ کرنا
موافق	=	مطابق	پوست	=	جِلد
مقدور	=	طاقت	پند	=	نصیحت
پندگیر	=	نصیحت سننے والا	پند پذیر	=	نصیحت پر عمل کرنے والا
خودبین	=	نکتہ چینی کرنے والا	خردہ گیر	=	مدد، حمایت
جرأت	=	دلیری	نائب	=	معاون
حصن	=	قلعہ	حصین	=	مضبوط

(ii) واحد جمع

قدر	+	اقدار، قدریں	عنایت	+	عنایا ت
معاملہ	+	معاملات	منصب	+	مناصب
عیب	+	عیوب	طبیعت	+	طبائع
نوع	+	انواع			

(iii) اضداد لکھئے:

قدر	×	ناقدری	موافق	×	مخالف
محتاج	×	غنی	کامل	×	ناقص
یگانہ	×	بےگانہ	عیب	x	ہنر
نجات	×	گرفتاری	بہار	×	خزاں

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:48 PM

(iv) الفاظ سے جملے بنانا

1۔ اعانت : اپنے دوستوں کی اعانت کرنا ہر ایک کا فرض ہے۔

2۔ متنبہ کرنا : اساتذہ طلباء کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتے ہیں۔

3۔ مقدور : تحصیل علم میں اپنے مقدور کے موافق محنت کرنا ضروری ہے۔

4۔ جوکھوں : اپنا سب کچھ جوکھوں میں ڈال کر دوستوں کی مدد کرنا چاہئے۔

5۔ دستگیری : سچا دوست ہمیشہ مصیبت میں دوست کی دستگیری کرتا ہے۔

(v) جوڑ ملایئے:

1۔ ذکاءاللہ	-	کوئی کار نہیں بنتا
2۔ بڑا کارنامہ	-	خوشی کو بڑھاتا ہے
3۔ دوست	-	ایک سایہ دار درخت ہے
4۔ دوستی	-	شمس العلماء
5۔ بے یار	-	تاریخ ہند کی تصنیف

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ ذکاءاللہ دہلی میں سن ..... میں پیدا ہوئے (1834/1836/1832/1830)

2۔ انسان بالطبع..... کا محتاج ہے (عاشقی/دوستی/بے وفائی/دشمن)

3۔ منشی ذکاءاللہ کو عربی و فارسی کے علاوہ..... میں بڑی دسترس حاصل تھی (ہندی/سائنس/ریاضی/کیمیائی)

4۔ ''دوستی''، مضمون کے مصنف..... ہیں (حالی/سرسید/ذکاءاللہ/ڈپٹی نذیر احمد)

5۔ منشی ذکاءاللہ نے مختلف علوم وفنون پر..... کتابیں لکھیں (200/190/180/150)

6۔ سچا دوست انسان کی جان کے ایک..... ہے (حصن حصین/قول یقین/نور مبین/پاس ولحاظ)

7۔ ذکاءاللہ کی بڑی تصنیف ''تاریخ ہند''..... جلدوں میں ہے (پانچ/آٹھ/دس/سات)

8۔ میرا بڑا دوست وہ ہے جو میرے لئے میرے..... کا تحفہ لاتا ہے (چیزوں/کپڑوں/عیبوں/علموں)

9۔ ضرورت اور پریشانی کے وقت دوست کے مشورے سے کوئی چیز..... اور عمدہ نہیں ہوتی (معاون/معین/مفید/برتر)

10۔ دوست کی مصیبت کے وقت..... نہ کرنا ظلم ہے (دست گیری/نکتہ چینی/دوستی/انصاف)

انمول باتیں

- اپنی زبان کو کسی کے عیبوں سے آلودہ نہ کرو، کیوں کہ عیب تمہارے پاس بھی ہیں اور زبانیں دوسرے لوگوں کی بھی ہیں۔
- زبان کا وزن بہت ہی ہلکا ہوتا ہے، مگر بہت کم لوگ ہی اسے سنبھال پاتے ہیں۔
- ہمیشہ اس وقت بولیں جب آپ کو احساس ہو کہ آپ کے الفاظ جو آپ کہنے جا رہے ہیں، آپ کی خاموشی سے زیادہ خوب صورت ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:49 PM

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ منشی ذکاءاللہ کو ان کی علمی و تاریخی خدمات پر کیا خطاب ملا؟

2۔ بے یار کوئی کیا نہیں بنتا؟ اس کی وضاحت کیجئے؟

3۔ مختلف علوم وفنون پر منشی ذکاءاللہ کی کتنی تصانیف و تراجم ہیں؟

4۔ منشی ذکاءاللہ کی تصنیف ''تاریخ ہند'' کتنی جلدوں میں ہے؟

5۔ عالمی یوم دوستی علامتی طور پر کب منایا جاتا ہے؟

6۔ منشی ذکاءاللہ کا انتقال کہاں ہوا؟

7۔ سچا دوست انسان کی جان کے لئے کیا ہے؟

8۔ انسان بالطبع کس چیز کا محتاج ہے؟

9۔ دوست کیا بڑھاتا ہے اور کیا گھٹاتا ہے؟

10۔ دوست کی دست گیری کس وقت ہونی ضروری ہے؟

IV. مختصر سوالات:

1۔ دوستی کے معنی ہم کیا لیتے ہیں؟

2۔ انسان کو ایک سچے دوست کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

3۔ اپنے آپے کی خوشامد کا علاج کیا ہے؟

4۔ دوستی کا بڑا فرض کیا ہے؟

5۔ ''دوستی'' کے تعلق سے حضرت عمرؓ کا قول کیا ہے؟

6۔ منشی ذکاءاللہ کے دوست کون کون تھے؟

7۔ انسان کی جان کا ایک حصن حصین کون ہوتا ہے؟

8۔ دوست کی رائے میں کس چیز کی آلائش نہیں ہوتی؟

9۔ منشی ذکاءاللہ کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟

10۔ دوستوں کے مشورے کیوں مفید ہوتے ہیں؟

V. اپنے الفاظ میں تشریح کیجئے:

1۔ بے یار کوئی کار نہیں بنتا۔

2۔ دوستی، محبت، آزادی سے خوشیوں کا مینہ برستا ہے۔

3۔ دوست اپنی ذات ثانیہ ہوتی ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:49 PM

4۔ دوستوں کے ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسم بہت جگہ کام کر رہا ہے۔

5۔ دوست کا دوست پند گیرو پند پذیر ہو۔

VI. تفصیلی سوالات:

ا۔ دوستی کی اہمیت وضرورت پر منشی ذکاءاللہ کے خیالات کو اپنے الفاظ میں لکھئے۔

2۔ حضرت عمرؓ کے قول کے مطابق دوستی کے بڑے فرض کی نشاندہی کیجئے۔

VII. (الف) دی گئی انگریزی عبارت کا مفہوم ادا کرتے ہوئے اپنی مادری زبان اردو میں ترجمہ کیجئے:

Life is like riding a bicycle to keep your balance. You must keep moving .Take the risk or lose the chance.

(ب) دئے گئے اردو جملوں کو انگریزی زبان میں ترجمہ کیجئے:

1۔ میں دولت کا بھوکا نہیں ہوں

2۔ اپنی عادتیں درست کرو

3۔ صبح سویرے اٹھا کرو

4۔ محنت کی عادت ڈالو

5۔ اپنا وقت ضائع نہ کرو

عملی کام:

اپنے دوست کا ذکر کرتے ہوئے دوست کی مصیبت کے وقت کام آنے کا کوئی واقعہ تحریر کیجئے۔

اپنے ان دوستوں کی فہرست بنائیے جو دوستی کے آداب سے اچھی طرح واقف ہیں اور دوستی کا حق ادا کرتے ہوں۔

گلشنِ زندگی

- زندگی ایک ہیرا ہے، جسے تراشنا انسان کا کام ہے۔
- زندگی کے گلشن سے صرف پھول چننے کی تمنا مت کرو، بلند ظرف ہو تو بڑھ کر کانٹوں کو بھی تھام لو۔
- انسان خود عظیم نہیں ہوتا، بلکہ اس کا کردار اسے عظیم بناتا ہے۔
- عقل مند کا سینہ اس کے رازوں کا بہترین صندوق ہے۔
- پیار دلوں میں اس وقت تک مٹھاس باقی رکھتا ہے جب تک کہ وفا اس کی دہلیز پر یادوں کے چراغ جلائے رکھتی ہے۔
- کانچ کا دل لے کر اس پتھر کی دنیا میں جینا بے حد مشکل ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:49 PM

حصّہ غـزل

اکائی 8

غزل



سراجؔ زیبائی

شاعر کا تعارف

اس غزل کے شاعر کا نام سراج احمد اور قلمی نام سراجؔ زیبائی ہے۔ آپ کے والد کا نام عبدالشکور تھا۔

سراجؔ 15 رفروری 1955ء کو وانمباڑی میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں آپ نے اپنی غزلوں کی اصلاح دانشؔ فرازی سے لی اور کئی کل ہند و مقامی مشاعروں میں شرکت کرتے ہوئے اپنے فن کا لوہا منوایا۔ آپ کی شاعری کے کئی مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں جن میں ''لمحوں کا کرب''، ''تیرے سُر میرے گیت''، ''الفاظ بولتے ہیں'' اور ''نعتوں کا مجموعہ''، ''جنت کے پھول'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ غزل گوئی کے علاوہ آپ موسیقی، خطّاطی اور مصوّری سے بھی لگاؤ رکھتے ہیں۔ آپ کی غزلوں کے مطالعے سے آپ کے جدید لب ولہجہ اور اسلوب کے نئے پن کا احساس ہوتا ہے۔ سراجؔ زیبائی کی شاعری میں ان کا اپنا خاص رنگ ہوتا ہے جو سب سے الگ ہوتا ہے اور نہایت ہی سحر انگیز بھی۔ غرض آپ کی شاعری میں جو سادگی وخلوص اور والہانہ پن ہوتا ہے وہ آپ کی منفرد تخلیقی حیثیت کی شناخت ہے۔

زمانے میں تمھیں کرنا ہے اپنا نام اگر پیدا
کرو تم لوگ پہلے اندر کچھ ہنر پیدا

اندھیری شب کے سینے میں جو بن کر کہکشاں چمکیں
وطن میں کاش ہوں پھر سے وہی لعل و گہر پیدا

وہ جس سے دہر میں باطل کی قوت زیر ہو جائے
خدایا میرے شہ پاروں میں کر ایسا اثر پیدا

انھیں کی قدر ہوگی جن میں ہو اخلاق کی دولت
سبھی بے سود ہیں تم لاکھ کرلو سیم و زر پیدا

دکھائی دے انھیں آنسو کا اک قطرہ بھی اب دریا
مرے مولیٰ ذرا کر اس قدر اہلِ نظر پیدا

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:50 PM

I. الفاظ معنی

شب	=	رات	کہکشاں	=	چھوٹے ستاروں کی قطار
لعل	=	ایک سرخ قیمتی پتھر	گہر	=	قیمتی پتھر، موتی
دہر	=	دنیا، کائنات، زمانہ	زیر ہوجانا	=	شکست کھانا
شہ پارے	=	کسی فن کا اعلیٰ نمونہ	بے سود	=	بے فائدہ، رائیگاں
سیم وزر	=	دولت، روپیہ، دھن دولت	اہل نظر	=	عقل مند
خطاطی	=	خوش نویسی کا فن، کتابت	سحر انگیز	=	مرعوب

II. مختصر سوالات:

1۔ سراجؔ زیبائی کی شاعری کے متعلق چند جملے لکھئے؟

2۔ ''کہکشاں'' کے معنی لکھئے۔

3۔ شاعر سراجؔ زیبائی اللہ سے کیا دعا کرتا ہے؟

4۔ شاعر سراج زیبائیؔ کے خیال میں دنیا میں کن لوگوں کی قدر ہوتی ہے؟

5۔ سراجؔ زیبائی کے چند شعری مجموعوں کے نام لکھئے۔

6۔ سراج زیبائیؔ کی نظر میں زمانے میں نام پیدا کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

7۔ اس شعر کی وضاحت کیجئے:

دکھائی دے انھیں آنسو کا اک قطرہ بھی اب دریا
مرے مولیٰ ذرا کر اس قدر اہلِ نظر پیدا



ٹیپو سلطان

- ٹیپو کے دور میں شرعی مقدمات کے لئے ہر شہر میں قاضی مقرر تھے اور ہندوؤں کے مقدمات کو پنڈت شاستروں کے ذریعے سے فیصلہ سنائے جاتے تھے۔
- ٹیپو نے سادھوؤں اور مذہبی رہنماؤں کے تہواروں کے لئے عطیہ جات اور مندروں کے لئے جاگیریں عطا کیں۔
- مغربی قوّتیں بحری راستوں (سمندروں) کے ذریعہ ہندوستان میں داخل ہو رہی تھیں، ان کی دفاع کے لئے بحری فوج کا انتظام کیا۔ جہازوں میں لوہے کے بجائے تانبے کا استعمال ٹیپو کا عظیم کارنامہ ہے۔
- ہندوستان میں سب سے پہلے ٹیپو نے ہی راکٹ تیار کیا اور اس کا استعمال بھی کیا۔ اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام نے اپنی کتاب ''وِنگس آف فائر'' میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:50 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 8

بدذات

مبشرہ ناز

راحیل میری دوسری بیوی کے پہلے شوہر سے تھا۔ جڑواں بیٹوں کی پیدائش کے وقت کچھ ایسی پیچیدگی پیدا ہوگئی کہ میری پہلی بیوی بچ نہ سکی۔ بچوں کی دیکھ بھال کے لئے اماں فوری طور پر خیرالنساء کو بیاہ لائیں اور یوں راحیل بھی ہماری زندگی میں چلا آیا۔ پہلے دن اماں نے اس کا تعارف کرواتے وقت کہا بیٹا! خیرالنساء بہت اچھی عورت ہے۔ اور دکھی بھی ہے۔ تیرے گھر اور بچوں کو بہت پیار سے سنبھال لے گی۔ بس اپنے بچوں کی خاطر تجھے اس کے لڑکے کو بھی گھر میں برداشت کرنا ہوگا۔ اب وہ اس بدذات کو بھلا کہاں چھوڑے۔ اماں کی اس بات نے میرے دل میں ایک گرہ لگا دی۔ دل کے ایک کونے میں کینہ پلنے لگا۔ راحیل بہت تمیز دار بچہ تھا۔ ایک چیز جو میں نے شدت سے نوٹ کی کہ میرے سرد رویے کے باوجود وہ مجھ سے بہت محبت کرتا اور میرے رویے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ صبح جب میں ناشتے کے لئے کھانے کی میز پر آتا، راحیل انتہائی تمیز کے ساتھ السلام علیکم ابا جان کہتا اور بھاگ کر میرے آگے اخبار رکھتا۔ میرے دل میں لگی گرہ ڈھیلی ہوتی کہ ساتھ ہی آواز آتی۔ ارے بدذات! چل اپنی ماں سے کہہ، جلدی ناشتہ لائے، میرے بچے کو دیر ہو رہی ہے۔ وعلیکم السلام کے ساتھ راحیل کے سر پر پیار دینے کے لئے اٹھتا ہاتھ وہیں میری اپاہج سوچ کے ساتھ لڑتا اور شکست کھا کر ڈھیر ہو جاتا۔ خیرالنساء نے میرے گھر اور بچوں کو اچھی طرح سے سنبھال لیا تھا، وہ بہت صابر عورت تھی۔ کبھی شکوہ زبان پر نہ لاتی۔ مجھے یاد ہے، ایک دن راحیل اس سے پوچھ رہا تھا امی جان! بدذات کیا ہوتا ہے؟ میرا پورا جسم کان بن گیا، میری سماعتیں شدت سے خیرالنساء کے جواب کی منتظر تھیں۔ مسکرا کر کہنے لگیں: جب کوئی بہت پیارا لگے اور نظر لگنے کے ڈر سے آپ بتانا نہ چاہیں تو اسے بدذات کہتے ہیں۔ اس دن میں نے دیکھا، راحیل بہانے بہانے سے سارا دن اماں کے اردگرد پھرتا رہا۔ کبھی جائے نماز بچھا کر دے رہا ہے، اور کبھی ذرا سے کھانسنے پر پانی کا گلاس ان کے آگے ڈھک رہا ہے۔ اماں کی آواز آئی: ارے بدذات! کیوں میری جان کھا رہا ہے؟ ڈرامے باز، جا، دفع ہو، جا کر کچھ پڑھ لے۔ کیا جاہل رہ کر میرے بیٹے کے مال پر عیش کرتا رہے گا؟ راحیل نے کھٹ سے اماں کے گلے میں بانہیں ڈالیں، چٹا چٹ ان کی گال پر پیار کیا، اچھا پیاری دادی جان کہا اور بھاگ گیا۔

میں وہیں اماں کے تخت کے پاس بیٹھا دیکھ رہا تھا، اماں کی آنکھوں میں ہلکی سی نور کی چمک نظر آئی اور پھر معدوم ہوگئی۔ کیسے بدقسمت تھے ہم ماں بیٹا اور کیسے خوش قسمت تھے وہ ماں بیٹا۔ خیرالنساء نے بچے کے دل میں نفرت کی گرہ نہیں لگنے دی تھی، اور میری ماں اونچے لمبے مرد پیشے کے اعتبار سے وکیل کے دل میں کس آسانی کے ساتھ گرہ لگانے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ مجھے جوتے جمع کرنے کا بہت شوق تھا، اچھے جوتے میری کمزوری تھے۔ میری وارڈروب میں ایک سے بڑھ کر ایک جوتا موجود تھا۔ راحیل بہت شوق سے میرے جوتے پالش کیا کرتا۔ کئی بار میں نے اسے بڑی دلجمعی سے جوتے چمکاتے دیکھا اور سچ بات تو یہ ہے کہ میرا دل خوش ہو جاتا جوتے دیکھ کر۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ میں نے خوش ہو کر صرف اتنا کہا۔ واہ راحیل کمال کر دیا تم نے اور اسے پانچ سو کا نوٹ انعام دیا۔ بھاگا بھاگا اماں کے کمرے میں گیا۔ دادی دادی! دیکھئے ابا نے مجھے انعام دیا ہے۔ گھر کے ملازمین سے لے کر گھر میں آنے والے ایک ایک مہمان کو بتاتا کہ ابا نے مجھے انعام دیا ہے۔ اماں نے ہونہہ بدذات! دفع ہو جا کہہ کر منہ پھیر لیا۔ کاش اماں اسے خیرالنساء

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:51 PM

کے خاطر ہی ایک بار گلے سے لگا لیتیں، جس نے ان کے پوتوں کو اپنے جگر کے ٹکڑے سے بڑھ کر پیار کیا تھا۔ اماں کی لگائی ہوئی نفرت کی دھیمی آنچ پر میری انا کا بت پکتا رہا۔ خیر النساء کی میرے بچوں اور گھر کے ساتھ بے پناہ محبت و احسان بھی انا کے اس بت کو توڑ نہ پایا۔ راحیل کی تمام خوبیوں کے باوجود میں نے کبھی اسے سینے سے نہیں لگایا تھا۔ ہاں مگر میں نے اس پر خرچ کرنے یا اس کی ضروریات پوری کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ خیر النساء مطمئن تھی، وقت گزرتا رہا، بچے بڑے ہوگئے، عمر اور علی میرے جڑواں بیٹے اعلیٰ تعلیم کے لئے ملک سے باہر چلے گئے۔ راحیل نے میٹرک کے بعد تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔ میرے بہت چاہنے کے باوجود وہ پڑھ نہیں سکا۔ سارے محلے کا لاڈلا تھا، صبح کا گھر سے نکلا شام کو گھر آتا، اکثر ہاتھ پر پٹی بندھی ہوتی۔

جانے کہاں سے چوٹ لگوا کر آتا تھا۔ خیر النساء نے میرے دریافت کرنے پر کہا! فکر نہ کریں، مجھے بتا کر جاتا ہے، میری اس پر نظر ہے، وقت نے اماں کو ہم سے چھین لیا، آخری وقت میں راحیل نے اماں کی بہت خدمت کی۔ کئی بار اپنی گود میں اٹھا کر ہسپتال لے جانے کے لئے گاڑی میں بٹھایا۔ ان کا کمزور وجود بانہوں میں بھر کر کئی راتیں حیدر نے ہسپتال کے بیڈ پر جاگ کر گزار دی۔ جانے کس مٹی سے بنا تھا یہ راحیل۔ حالانکہ اب اس کو بدذات کا مطلب بھی سمجھ میں آنے لگا تھا۔ مرتے سمے اماں کے ہاتھ راحیل کے آگے جڑے ہوئے تھے۔ جنہیں چوم کر اس نے اپنے ہاتھوں سے اماں کی آنکھیں بند کیں اور میرے ساتھ انہیں لحد میں اتارا۔ میرے دونوں بیٹے چاہنے کے باوجود دادی کی آخری رسومات میں شریک نہ ہو پائے۔ اس دن اماں کی لگائی گرہ ڈھیلی ہوگئی۔ بالکل ڈھیلی۔ بس ایک بار راحیل کو گلے سے لگانے کی دیر تھی کہ کھل جاتی مگر انا کو شکست دینا کہاں میرے بس میں تھا۔ عمر اور علی نے پڑھائی مکمل ہونے کے بعد شادیاں کرلیں۔ اور ادھر کے ہی ہو کر رہ گئے۔ سال میں ایک بار بس ملنے کے لئے آجاتے۔

گھڑی پر سوئیوں کا رقص جاری تھا۔ اب کے ڈانس اسٹیج میں وقت کا پاؤں میری قسمت پر تھا۔ مجھے اپنی کارکردگی پر ایک بہت بڑا ایوارڈ ملنے والا تھا کہ مجھے فالج ہوگیا۔ چمکتے بوٹ پہننے والے پاؤں مفلوج ہوگئے۔ کیا عثمان شاہ ننگے اور ٹھڑے پاؤں کے ساتھ وہیل چیر پر ایوارڈ وصول کرے گا؟ جس انا کے بت کو میں نہ توڑ پایا، اللہ نے اسے توڑ ڈالا۔ نوکروں کی فوج کے باوجود راحیل میرے سارے کام اپنے ہاتھوں سے کرتا۔ تقریب والے دن اس نے مجھے اپنے ہاتھوں سے بہترین لباس پہنا کر تیار کیا۔ جیسے کوئی باپ اپنے بچے کو اسکول کے پہلے دن کے لئے تیار کرتا ہو۔ اور پھر ایک انتہائی خوبصورت کالے چمڑے کے بوٹ میرے پاؤں میں پہنانے لگا جو کہ اسپیشل میرے پاؤں کے لئے بنے تھے۔ مجھے جوتوں کی بہت پہچان تھی، جوتے کسی بہت مہنگی کمپنی پر آرڈر دے کر بنوائے گئے تھے۔ ایوارڈ کے لئے میری وہیل چیر چلانے کے لئے اسپیشل انتظام تھا۔ مگر راحیل خود میری وہیل چیر چلا کر اسٹیج پر لایا، ایوارڈ ملنے کے بعد میرے گال پر بوسہ دیا اور کہنے لگا I am proud of you Baba میں کہنا چاہتا تھا، میں بہت بار راحیل سے کہنا چاہتا تھا I am proud of my son مگر کبھی نہ کہہ سکا۔ وہ ایک بار پھر جیت گیا۔ یہ مائیں بڑی ظالم ہوتی ہیں، ان کی لگائی گرہیں بہت سخت ہوتی ہیں، وقت کے ساتھ ساتھ ڈھیلی تو پڑ جاتی ہیں مگر کھل نہ پاتیں۔ میرے کان میں اماں کی آواز آئی! آج شاید میری انا کا امتحان تھا۔ ایوارڈ کی تقریب کے بعد راحیل مجھے جوتوں کی ایک فیکٹری میں لے گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی میں نے دیکھا ہر کوئی راحیل کو سلام صاحب سلام صاحب کہہ رہا ہے۔ اور پھر راحیل مجھے ایک دفتر میں لے گیا جہاں ایک بہت خوبصورت بزرگ بیٹھے تھے۔ راحیل کو دیکھتے ہی اٹھ کر آئے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور کہنے لگے مبارک ہو عثمان شاہ صاحب! اللہ کو کوئی تو آپ کی بات پسند آئی ہوگی جو اس نے آپ کو راحیل جیسا بیٹا دیا۔ یہ آپ کے بیٹے کی فیکٹری ہے۔ آپ کا بیٹا دنیا کا مشہور شو میکر ہے۔

مجھے یاد ہے، ایک دفعہ میری پسند کے بہت مہنگے جوتے خراب ہوگئے تھے۔ جوتے اٹلی کے تھے اور واپس کمپنی میں بھیجنے میں بہت وقت لگتا۔ راحیل نے بڑے ماہر موچی ''بابا جی'' کو ڈھونڈ کر ان سے میرے جوتے مرمت کروائے۔ یہ وہی جوتے تھے جن پر خوش ہو کر میں نے اسے پانچ سو کا نوٹ انعام میں دیا تھا۔ بابا جی کی مہارت دیکھتے ہوئے میرے شوق کی خاطر راحیل نے ان سے جوتے بنانے کا فن سیکھا اور اب راحیل کے بنائے جوتے پوری

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:52 PM

دنیا میں مشہور تھے۔ یورپ کے امراء راحیل کو اپنے جوتے بنوانے کے لئے بلاتے مگر وہ مجھے اور اپنی ماں کو چھوڑ کر کبھی نہیں گیا۔ بابا جی نے ساری کہانی سنائی۔ اس وقت راحیل کے پٹی بندھے ہاتھ میرے آنکھوں کے سامنے آتے رہے۔ اس کے ہاتھوں میں چبھنے والی سوئیاں میرے سارے جسم میں چھید کر گئے۔ میرے جسم میں سوئیاں ہی سوئیاں چبھی تھیں، کون نکالے گا انھیں! کیا میری توبہ میرے زخم بھر پائے گی، گرہ کھل گئی تھی، انا کا بت ٹوٹ چکا تھا، میں نے راحیل کے سامنے ہاتھ جوڑ دئے، اس راحیل کے سامنے جسے اماں بدذات کہتی تھی۔ راحیل نے میرے آنسو صاف کئے، میرے قدموں میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا! میرے سب دوستوں کے پاس ابو تھے، نانی مجھے اللہ سے دعا مانگنے کا کہتیں، اور میں نے بہت بار اللہ سے دعا مانگی، آپ میری دعاؤں کا ثمر تھے، میرے اللہ کا انعام تھے، میں آپ سے محبت کیسے نہ کرتا، آپ مجھے بہت پیارے ہیں ابا، آپ کی نظر کرم، پانچ سو کا وہ ایک نوٹ، وہ میری زندگی کی کتاب کا سب سے بہترین نوٹ بن گیا جس نے میری زندگی بدل ڈالی۔ میں اپنے ابا کا پسندیدہ بیٹا بننا چاہتا تھا۔

اور وہ بن گیا..... وہ میرا سب سے پیارا بیٹا بن گیا۔ خیر النساء پاس بیٹھی رو رہی تھی مگر اس کی پیشانی چمک رہی تھی، راحیل کی ماں تھی، اس نے راحیل کو محبت کرنا سکھایا تھا۔ کاش! میری ماں نے بھی مجھے محبت کرنا سکھایا ہوتا۔ اس رات جب راحیل نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے میرے بوٹ اتار کر مجھے بیڈ پر لٹایا، زندگی میں پہلی بار میں نے اس کا منہ چوم کر کہا۔

I am Proud of my Son, I love you more than everything.

I. مختصر سوالات:

1۔ راحیل کس کا بیٹا تھا؟

2۔ پہلی بیوی کا انتقال کیسے ہوا ؟

3۔ اماں نے خیر النساء کا کس طرح تعارف کرایا؟

4۔ اماں راحیل کو کیا کہہ کر پکارتی تھی اور اس کے ساتھ کیسا سلوک کرتی تھی؟

5۔ راحیل نے اماں کی موت کے وقت کس طرح خدمت کی؟

6۔ عثمان شاہ کو کیا چیز پسند تھی؟ اور انھوں نے راحیل کو کیوں انعام دیا؟

7۔ عثمان شاہ کی راحیل نے کس قدر چاہت اور خدمت کی؟

8۔ راحیل کے ساتھ عثمان شاہ کا سلوک کیسا تھا؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ راحیل جوتوں کی فیکٹری کا مالک کیسے بن گیا؟ اور وہ اپنے ابا کو کس طرح چاہتا تھا؟ تفصیل سے لکھئے۔

2۔ عثمان شاہ کے دل میں کیا چیز تھی جس کی وجہ سے راحیل کو اپنانے میں رکاوٹ پیدا ہوتی تھی؟ تفصیل سے لکھئے۔

3۔ ''بدذات'' افسانے کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:53 PM

حصّۂ قواعد

اکائی 8

فعل (Verb)

فعل : وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا ہونا یا کرنا ظاہر ہو جیسے: آیا، گیا، لکھنا ہے، پڑھے گا، وغیرہ۔

مصدر کے لحاظ سے فعل کی پانچ قسمیں ہیں:

1۔ فعل معروف 2۔ فعل مجہول 3۔ فعل لازم 4۔ فعل متعدی 5۔ فعل ناقص

1۔ **فعل معروف** (Verbal Known) وہ فعل ہے جس کا فاعل (کام کرنے والا) معلوم ہو۔

جیسے : سہیل آیا۔ رفعت پڑھتی ہے۔

2۔ **فعل مجہول** (Verbal Unknown) وہ فعل ہے جس کا فاعل (کام کرنے والا) معلوم نہیں ہوتا۔

جیسے : کپڑے دھل گئے۔ کتاب پڑھی گئی۔

3۔ **فعل لازم** (Instransitive Verb): وہ فعل ہے جس کا اثر فاعل تک ہی محدود رہتا ہے یعنی صرف فاعل سے بات پوری ہو جاتی ہے۔

جیسے : وہ آیا۔ بچی روتی ہے۔ نجمہ ہنستی ہے۔

4۔ **فعل متعدی** (Transitive Verb): وہ فعل ہے جس میں بات صرف فاعل سے پوری نہیں ہوتی۔ بلکہ اس فعل میں مفعول کی بھی ضرورت ہوتی ہے

جیسے : رئیس نے کتاب لکھی۔ جامد اخبار پڑھتا ہے۔ واثق پھل کھائے گا۔

ان جملوں میں پڑھتا ہے اور کھائے گا فعل متعدی ہیں۔

نوٹ : فعل متعدی میں مفعول کبھی کبھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ جیسے اکبر نے مارا، راشد توڑتا ہے۔ یہاں جس کو مارا ہے (مفعول) اور جس کو توڑا ہے (مفعول) ہے، مگر لفظوں میں ذکر نہیں کیا گیا۔ فعل متعدی میں فاعل کی علامت کے طور پر ''نے'' اور مفعول کی علامت کے طور پر ''کو'' لایا جاتا ہے۔
جیسے: الیاس نے عارف کو سلام کیا ۔ جاوید نے سعید کو پڑھایا ۔ وغیرہ۔

5۔ **فعل ناقص** (Defective Verb): وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا 'کرنا' یا 'ہونا' پایا جاتا ہے، اس لئے اس کا کوئی فاعل نہیں ہوتا ہے بلکہ اسم کے بجائے فاعل ''مبتدا'' کہا جاتا ہے۔ اور اس کا باقی حصہ جو مبتدا کی کسی بھی حالت کو بتاتا ہے وہ ''فعل خبر'' کہلاتا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:53 PM

جیسے: راشد بہادر ہے۔ اس جملہ میں راشد مبتدا اور بہادر خبر ہے۔

رحیمہ بیمار تھی۔ اس میں رحیمہ مبتدا اور بیمار خبر ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں میں ''ہے'' اور ''تھی'' فعل ناقص ہیں۔

فاعل : وہ کلمہ ہے جس سے فعل سرزد ہوتا ہے۔

مفعول : وہ کلمہ ہے جس پر فعل کا اثر پڑتا ہے۔

مثال : عرفان روٹی کھاتا ہے۔ اس مثال میں عرفان فاعل ہے، روٹی مفعول ہے۔

سلمان مٹھائی کھاتا ہے۔ اس مثال میں سلمان فاعل ہے، مٹھائی مفعول ہے۔

سوالات:

1۔ فعل کی تعریف کیجئے؟

2۔ مصدر کے لحاظ سے فعل کتنی قسمیں ہیں؟

3۔ فعل معروف کی تعریف کیجئے اور مثال دیجئے۔

4۔ فعل معروف اور فعل مجہول کے درمیان میں پائے جانے والے فرق کو مثال کے ذریعہ سمجھائیے۔

5۔ فعل لازم کی تعریف کرتے ہوئے مثال دیجئے۔

6۔ فعل متعدی کی تعریف کرتے ہوئے مثال دیجئے۔

7۔ فعل ناقص سے کیا مراد ہے مثال دیجئے۔

8۔ درج ذیل مثالوں میں فعل معروف، فعل مجہول، فعل ناقص، فعل لازم، اور متعدی کی مثالیں پہچانئے:

i)۔ حاذق نے روٹی کھائی۔ ii)۔ مسیحہ پڑھتی ہے۔

iii)۔ عمارت بن گئی۔ iv)۔ کوثر ہنستی ہے۔

iv)۔ اکبر نے مارا۔ v)۔ اطہر نے دانش کو سلام کیا۔

vi)۔ رحیمہ بیمار تھی۔

9۔ مبتدا کیا ہے اور خبر کیا ہے، مثال دیجئے۔

10۔ درج ذیل جملوں میں فعل، فاعل، مفعول کی نشاندہی کیجئے۔

الطاف خط لکھتا ہے۔ تنویر پڑھ رہا ہے۔

غزل

نہ دوا مانگی تھی میں نے نہ دعا مانگی تھی
دردِ غم کے لئے بس خود سے رضا مانگی تھی

سب کو جب گوہرِ مقصود ملے روزِ ازل
چشمِ تر کے لئے کیا میں نے دعا مانگی تھی

عرشِ اعظم کا ترے میں نے پتہ کب مانگا
اک تصور کو ترے فکر رسا مانگی تھی

اتنے سجدے جو کئے کیا اسی جنت کے لئے
اے خدا میں نے جزا اس کے سوا مانگی تھی

کیوں مداوا نہ ہوا درد کا تیرے اے غوثؔ
درد کچھ تھا اور کچھ دوا مانگی تھی

آر۔ سید غوث احمد غوثؔ

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:53 PM

خودنوشت: (Auto-biography)

خودنوشت کسی شخص کی داستانِ حیات ہوتی ہے لیکن یہ داستان کسی دوسرے کے ذریعے نہیں بلکہ مصنف کے ذریعے بذات خود رقم کی جاتی ہے۔ اسے خودنوشت سوانح حیات بھی کہتے ہیں۔ خودنوشت لکھنے والا اپنے حالاتِ زندگی اور تجربات ومشاہدات کو لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یعنی وہ خود ہی موضوع، خود ہی مصنف بھی ہوتا ہے۔ سوانح اور خودنوشت کے مابین یہی فرق ہے کہ سوانح کسی دوسرے کے ذریعہ لکھی جاتی ہے اور خودنوشت مصنف خود لکھتا ہے۔ اسی وجہ سے خودنوشت کو آپ بیتی بھی کہا جاتا ہے جس میں روداد زندگی کو اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ آپ بیتی، جگ بیتی بن جاتی ہے۔ مصنف اپنی شخصیت کی تہوں کو اس طرح کھولتا ہے کہ قاری نہ صرف اس کے افکار واعمال سے بلکہ زندگی کی حقیقتوں سے بھی واقف ہوجاتا ہے۔ خودنوشت جہاں داستانِ حیات ہوتی ہے تو وہیں انسانی نفسیات کی ترجمان اور شخصیت کا حقیقی عکس بھی پایا جاتا ہے۔ سماجی ومعاشرتی رویّے، سیاسی افکار اور علمی وادبی رجحانات اسے مواد عطا کرتے ہیں۔ بقول وہاج الدین علوی: ''خودنوشت انسان کی زندگی کے واقعات، مشاہدات، نظریات اور اس کے محسوسات کی داستان ہوتی ہے۔''

بعض ادبا رونثر نگاروں نے اپنی خودنوشت لکھنے کی کوشش کی ہے۔ جیسے سلسلہ روز وشب، صالحہ عابد حسین۔ یادوں کا جشن، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر۔ یہ اور بستی نہیں یہ دلّی ہے، رفعت سروش۔ آزادی کی چھاؤں میں، بیگم انیس قدوائی۔ مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں، خواجہ غلام السیدین وغیرہ۔

متعلق فعل:

فعل، فاعل اور مفعول کو آپ نے پچھلی جماعتوں میں پڑھا ہے اور سمجھا ہے۔ متعلق فعل: متعلق فعل وہ کلمے ہیں جو فعل کی حالت کی وضاحت کرتے ہیں۔

مثالیں:

1۔ وسیم ابھی آتا ہے۔

2۔ سانپ آہستہ آہستہ رینگ رہا تھا۔

3۔ معین سچ مچ آ گیا۔

4۔ مجرم نے ٹھیک ٹھیک کہا۔

ان جملوں میں ابھی، آہستہ آہستہ، سچ مچ، ٹھیک ٹھیک فعل متعلق ہیں جو آتا ہے، رینگ رہا ہے، آ گیا، کہا کی وضاحت کرتے ہیں۔

مشق: درج ذیل جملوں میں متعلق فعل کی نشاندہی کیجئے:

1۔ گھوڑا تیز دوڑتا ہے۔

2۔ ہَوا سن سن چل رہی ہے۔

3۔ وہ ہمیشہ مصروف رہتا ہے۔

4۔ مدیحہ کپڑے سی رہی ہے۔

5۔ مسیحہ میٹھا پکا رہی ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:54 PM

اکائی

9

حصّۂ نظم

بھارت کے مسلمان

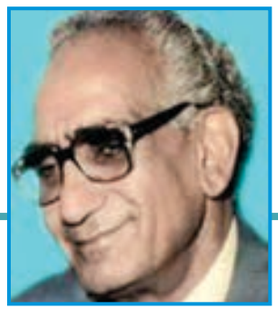

جگن ناتھ آزاد

پیش لفظ

نظم ''بھارت کے مسلمان'' پروفیسر جگن ناتھ آزادؔ کی مشہور نظم ہے۔ اس نظم میں شاعر نے ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی بے شمار قربانیوں کا ذکر کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ کس طرح مسلمانوں نے اس ملک کی ترقی وفلاح اور بہبودگی کے لئے قربانیاں دیں۔ نیز یہ بیان کیا ہے کہ اے ہندی مسلمانو! یہی وہ ملک ہے جہاں میرؔ و غالبؔ کے ترانے گونجے، فارسی کے مشہور شعراء حافظؔ، رومیؔ، سعدیؔ، وخیامؔ کے ترنم و پیغام کو اپنے دلوں میں بسانے کے لئے دعوت دی گئی اور ہندوستانی مسلمانوں کی زبوں حالی کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے کھوئے ہوئے مقام ومرتبہ کو پھر سے حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ آج جن حالات سے مسلمان دوچار ہیں، اس نظم کے ذریعہ اس کے اسباب کی طرف نشاندہی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف شہروں جیسے دہلی، مدراس، پٹنہ، اجمیر کی خصوصیات کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے جن پریشانیوں کا آج اس ملت کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے، انہیں بھی اس نظم کے ذریعے جھنجھوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔

شاعر کا تعارف



پروفیسر جگن ناتھ آزادؔ کی پیدائش 5/ڈسمبر 1918ء کو عیسی خیل بستی ضلع میانوالی میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام تلوک چند محرومؔ ہے ابتدائی تعلیم والد سے گھر میں حاصل کی۔ راولپنڈی سے انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ آپ کے اساتذہ میں قابل ذکر نام علامہ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم وغیرہ ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد دیگر اہل خانہ کے ساتھ بھارت چلے آئے۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد پیشہ کے لحاظ سے شاعر، مصنف اور ماہر تعلیم تھے۔ آپ کے ہم منصب جوشؔ ملیح آبادی، عرشؔ، بلونت سنگھؔ رہے۔ آپ کا پہلا شعری مجموعہ ''طبل وعلم'' کے نام سے 1948ء میں اور دوسرا شعری مجموعہ ''کلام بیکراں'' کے نام سے 1949ء میں شائع ہوا۔ آپ کا انتقال 24 جولائی 2004ء میں ہوا۔ ''بھارت کے مسلمان'' آپ کی مشہور نظم ہے جس میں مسلمانوں کے ماضی اور حال کا موازنہ کیا گیا ہے اور خاص کر مسلمانانِ ہند کو اپنا کھویا ہوا مقام ومرتبہ حاصل کرنے کے لئے مفید ہدایات اور مشورے دئے گئے ہیں جن کو اپنا کر آج کا مسلمان اپنی عزت ووقار اور سربلندی وسرخروئی حاصل کرسکتا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:54 PM

سیکھنے کے مقاصد

- اس نظم کے ذریعہ ہندوستانی مسلمانوں کے ماضی کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔
- موجودہ مسلمانوں کے اندر علم کا شوق دلانا اور اسلام کے پیغام کو عام کرنا۔
- زمانۂ گذشتہ میں مسلمانوں کے عروج، ترقی اور خوشحالی اور نام ونمود وشہرت کے بارے میں جاننا۔
- اس نظم کے ذریعہ مسلمانوں کے بھولے بسرے سبق کو یاد دلانا، اور اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنے کی ترغیب دلانا۔
- تعصب کے نقصانات کو پیش کرتے ہوئے سچائی وشرافت کو اپنانے کی طرف توجہ دلانا۔

اس دور میں تو کیوں ہے پریشان و ہراساں — کیا بات ہے کیوں ہے متزلزل ترا ایماں
دانش کدۂ دہر کی اے شمع فروزاں — اے مطلع تہذیب کے خورشیدِ درخشاں
حیرت ہے، گھٹاؤں سے ترا زور ہو ترساں — بھارت کے مسلماں

تو دردِ محبت کا طلب گار ازل سے — تو مہر و مروّت کا پرستار ازل سے
تو محرم لذّت اسرار ازل سے — ورنہ ترا رعنائی افکار ازل سے
رعنائی افکار کو کر پھر سے غزل خواں — بھارت کے مسلماں

ہرگز نہ بھلا میرؔ کا، غالبؔ کا ترانہ — بن جائے کہیں تیری حقیقت نہ فسانہ
قزاقِ فنا کو تو ہے درکار بہانہ — تا راج نہ ہو قاسم و سید کا خزانہ
اے قاسم و سید کے خزانے کے نگہباں — بھارت کے مسلماں

اسلام کی تعلیم سے بےگانہ ہوا تو — نا محرم، ہر جرأت رندانہ ہوا تو
آبادی ہر بزم تھا، ویرانہ ہوا تو — تو ایک حقیقت تھا، اب افسانہ ہوا تو
ممکن ہو تو پھر ڈھونڈ گنوائے ہوئے ساماں — بھارت کے مسلماں

ہر ذرّہ دہلی ہے تری ضو سے منوّر — پنجاب کی مستی، اثرِ جذب قلندر
گنگوہ کی تقدیس ہے، قدوس سراسر — پٹنہ کی زمین نکہت خواجہ سے معطّر
مدراس کی مٹی میں نہاں تاج شہیداں — بھارت کے مسلماں

مذہب جسے کہتے ہیں وہ کچھ اور ہے پیارے — نفرت سے پرے اس کا ہر اک طور ہے پیارے
مذہب پہ تعصب تو بڑا جور ہے پیارے — عقل و خرد و علم کا یہ دور ہے پیارے
اس دور میں مذہب کی صداقت ہو نمایاں — بھارت کے مسلماں

اسلام تو مہر اور محبت کا بیاں ہے — اخلاص کی روداد، مروّت کا بیاں ہے
ہر شعبۂ ہستی میں صداقت کا بیاں ہے — اک زندہ وپایندہ حقیقت کا بیاں ہے
کیوں دل میں ترے ہو نہ حقیقت یہ فروزاں — بھارت کے مسلماں

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:55 PM

حاصل کلام

اس نظم میں شاعر نے قدیم ہندوستانی مسلمانوں کے عروج اور اس کے اسباب کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ اے مسلمان! ایک وہ دور بھی تھا جبکہ مسلم قوم اللہ کی ذات پر ایمان و یقین رکھتے ہوئے کس طرح ہر میدان میں کامیاب و کامراں رہے، چاہے وہ میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھانے کا ہو یا ادب کے میدان میں شعر و شاعری کا، غرض ہر جگہ انھیں کا بول بالا تھا۔ جنھوں نے اپنی محبت کے دریا بہادئے، دشمنوں کے لئے اپنے دلوں میں پیار کا جذبہ پیدا کیا اور سیاسی سطح پر بھی ہر جگہ اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دئے۔

پھر شاعر آج کے ہندوستانی مسلمان کو جھنجھوڑ کر یہ کہتا ہے کہ اے بھارت کے مسلمان! جب تک تیرے اندر مہر و محبت و غم خواری کے جذبات تھے، تو اسلامی تعلیمات پر عمل پیراں تھا، تیرا مقام و مرتبہ عظیم و بلند تھا۔ جب تو نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا اور اسلامی اصول و ضوابط سے روگردانی کی تو ہر طرف ذلیل و خوار ہوا اور کہیں تیرا نام و نشان باقی نہ رہا۔ شاعر مزید کہتا ہے کہ اگر تو اپنا کھویا ہوا مقام و مرتبہ پھر سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنے آپ پر اسلامی تعلیمات کو لازم قرار دے لے، مہر و محبت، بھائی چارے، صداقت و راست بازی اور تعلیم کو اپنے اوپر ضروری قرار دے لے اور آپس میں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو تو یقیناً تجھے اپنا کھویا ہوا مقام و مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک تجھے عزت و شرافت کی نگاہ سے دیکھے گا۔

I. الفاظ معنی

ہراساں	=	خوف زدہ، ناامیدی	متزلزل	=	ڈگمگانا
دانش کدہ	=	بڑا مدرسہ	دہر	=	زمانہ
فروزاں	=	روشن، چمکدار، منور	خورشید	=	سورج
درخشاں	=	روشن	ترساں	=	خوف زدہ
مہر	=	سردار، محبت	مروّت	=	لحاظ
پرستار	=	چاہنے والا	ازل	=	ہمیشہ
محرم	=	رنج	رعنائی	=	بانک پن، حسن و نزاکت، معشوقانہ ادا
غزل خواں	=	غزل کہنے والا	قزّاق	=	ڈاکو، لٹیرا
تاراج	=	برباد، لوٹ مار	سیّد	=	رسولؐ کے خاندان کے لوگ، محمد بن قاسم کے خاندان کے لوگ
رومی	=	روم سے تعلق رکھنے والے	لحن	=	سُریلی آواز
پرافشاں	=	بے چین	بے گانہ	=	بے پرواہ
مروّت	=	لحاظ	عداوت	=	دشمنی
رِندانہ	=	بے پروائی، آزاد خیال	قلندر	=	دین و دنیا سے آزاد
گنگوہ	=	دریائے گنگا کے قریب ایک مندر جو بلندی پر ہے	نہاں	=	پوشیدہ، چھپا ہوا

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:55 PM

تقدیس	=	پاکیزگی	قدوس	=	ہر نقص سے پاک، مبارک
نکہت	=	خوشبو، مہک	جور	=	ظلم
روداد	=	عدالت کی کاروائی	فراموش ہونا	=	بھولا ہوا
پابند	=	استوار، قائم، برقرار، ہمیشہ	ضو	=	روشنی

(ii) واحد جمع

دہر	+	دہور	مطلع	+	مطالع
رعنائی	+	رعنائیاں	سیر	+	اسرار
حقیقت	+	حقائق	عداوت	+	عداوتیں
مذہب	+	مذاہب	تعظیم	+	تعظیمات
فراموش	+	فراموشیاں	تنظیم	+	تنظیمات

(iii) اضداد

متزلزل	×	غیر متزلزل	محرم	×	نامحرم
آبادی	×	ویرانہ	معطّر	×	غیر معطّر
حقیقت	×	فسانہ	ممکن	×	غیر ممکن
نہاں	×	عیاں			

(iv) اشعار کی تشریح کیجیے:

1۔ تو درِ محبت کا طلب گار ازل سے
تو مہر و مروّت کا پرستار ازل سے

2۔ ہرگز نہ بُھلا میرؔ کا غالبؔ کا ترانہ
بن جائے کہیں تیری حقیقت نہ فسانہ

3۔ مذہب جسے کہتے ہیں وہ کچھ اور ہے پیارے
نفرت سے پَرے اس کا ہر ایک طور ہے پیارے

اُردو ہے جس کا نام ہم یہ جانتے ہیں داغؔ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:56 PM

(v) جوڑ ملایئے:

1۔ بھارت کے مسلمان – لحاظ

2۔ مروّت – ترانہ

3۔ غالبؔ کا – جگن ناتھ آزاد

4۔ محبت – محمد بن قاسم

5۔ قاسم سے مراد – نفرت

(vi) شعر مکمل کیجئے :

1۔ اسلام کی تعلیم سے بے گانہ ہوا.....

نامحرم ہر جرأت رندانہ ہوا.....

2۔ مذہب جسے کہتے ہیں وہ کچھ اور ہے.....

نفرت سے پرے اس کا ہر اک طور ہے.....

3۔ اسلام تو مہر اور محبت کا بیاں.....

اخلاص کی روداد، مروّت کا بیاں.....

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ ''بھارت کے مسلماں''، نظم کے شاعر..... ہیں (اقبالؔ/ حالیؔ/ شبلیؔ/ جگن ناتھ آزاد)

2۔ بھارت کے مسلماں نظم میں شاعر نے..... کے حالات بیان کئے (عرب/ یوروپ/ بھارت/ نیپال)

3۔ غزل خواں سے مراد..... کہنے والا (حمد/نعت/مرثیہ/غزل)

4۔ ''بزم'' کے معنی..... ہے (جماعت/محفل/بستی/شہر)

5۔ حقیقت کی ضد..... ہے (فسانہ/کہانی/جھوٹ/غلط)

6۔ شاعر نے اس نظم میں..... مذہب کا ذکر کیا ہے (عیسائی/اسلام/سکھ/بدھ)

7۔ اسلام میں..... کا بیان ہے (دوستی/مہر اور محبت/سیاست/حکومت)

III. مختصر سوالات:

1۔ پروفیسر جگن ناتھؔ آزاد کا تعلق کس ملک سے تھا؟

2۔ پروفیسر جگن ناتھ آزادؔ نے اپنی نظم '' بھارت کے مسلمان''، میں کونسی اہم بات بتائی ہے؟

3۔ ''خورشید'' اور ''دہر'' کے معنی لکھئے؟

4۔ ''ہرگز نہ بھلا میرؔ کا غالبؔ کا ترانہ'' اس مصرعہ کا مطلب لکھئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:56 PM

5۔ قاسم وسید سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

6۔ ''پٹنہ'' شہر کس صوبہ کا پایہ تخت ہے؟

7۔ مدراس کی مٹی میں کیا چیز پوشیدہ ہے؟

IV. تفصیلی سوالات:

1۔ ''بھارت کے مسلمان'' نظم میں شاعر مسلمانوں کے ماضی کے بارے میں کیا کہنا چاہتا ہے؟

2۔ نظم 'بھارت کے مسلمان' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

V. عملی کام:

پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی دوسری نظموں کا مطالعہ کیجئے۔ اور ان کی زندگی کے حالات جمع کیجئے۔

نظم 'بھارت کے مسلمان' میں جن شاعروں کا ذکر ہے ان کے شعری مجموعوں کا مطالعہ کیجئے۔

''میر اور غالب بہ حیثیت غزل گو شاعر کے'' عنوان پر ایک مضمون لکھئے۔

جن شہروں کا اس نظم بھارت کے مسلمان میں ذکر کیا گیا ہے ان کی خصوصیات کیا ہیں، جمع کیجئے۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ ترنم سے نظم ''بھارت کے مسلمان'' کو کسی جلسہ میں پڑھیں۔

مزید استفادہ کے لئے:

- اقبال کی ایسی نظمیں جس میں مسلمانوں کی زبوں حالی کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان کا مطالعہ کریں جیسے۔ وطنیت، ترانہ ملی، مسلمان کا زوال۔
- جوش ملیح آبادی کی نظم ''نوجوانوں سے خطاب'' کا مطالعہ کریں۔
- سجاد بخاری کی نظم ''اپنی جنم بھومی'' کا مطالعہ کریں۔

تحریری صلاحیت : اشاروں کی مدد سے مضمون بنانا :

ذیل میں چند اشارے دئے گئے ہیں۔ آپ ان کی مدد سے ایک مضمون بنائیے۔ اس کے لئے ایک عنوان بھی تجویز کیجئے۔ اس مضمون کا نچوڑ ایک جملے میں پیش کیجئے جو معنی خیز ہو۔ اگر ضرب المثل یا کہاوت کے طور پر ہو تو بہتر ہے۔

اشارے :

ہمارا ملک ہندوستان - بڑا - وسعت - آب وہوا - رہن سہن - پیداوار - براعظم کہا جاسکتا ہے۔ زمانہ قدیم - مختلف قومیں - مختلف تہذیبیں - مختلف زبانیں - مختلف مذاہب کے لوگ - زندگی بسر کر رہے ہیں - اتحاد میں اتفاق - بہترین مثال - قائم ہے۔ مختلف رنگ - پھولوں کا چمن - اللہ تعالیٰ - اس چمن کو آباد رکھے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:56 PM

حصّۂ نثر

اکائی 9

ٹیپو سلطان شہیدؒ

محمد ناصر رفیقی



ہندوستان کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک کہ ٹیپو سلطان شہیدؒ جیسے عظیم محبّ وطن، بہادر اور بے لوث ملک وملت سے محبت کرنے والے قائد و جنرل کا ذکر نہ کیا جائے۔ اس مضمون میں ٹیپو سلطان کی ذہانت، بہادری، شجاعت، جواں مردی، ملک وملت سے بے لوث محبت بحیثیت محبِّ وطن اور محبِّ اسلام کو ثابت کیا ہے۔ اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جہازوں کے نقشہ خود تیار کرتے تھے۔ بحری بیڑا بنانا اور جہازوں کو سمندروں میں مقناطیسی چٹانوں سے بچانے کے لئے جہاز وں میں لوہے کی بجائے تانبے کا استعمال کرنا ٹیپو سلطان کے ذہن رسا کا مرہون منت ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

- ٹیپو سلطان بحیثیت محبّ وطن ومحبّ اسلام اور جانباز سپاہی سے متعلق جاننا۔
- طلباء وطالبات میں اپنے وطن کی محبت کا جذبہ پیدا کرانا اور وقت آنے پر اپنے ملک کے لئے سب کچھ قربان کردینے کی طرف رغبت دلانا۔
- ٹیپو سلطانؒ کی زندگی سے آج کی موجودہ نسل کو معلومات فراہم کرانا اور ان کی خوبیوں کو اپنانے کی ترغیب دلانا۔
- ٹیپو سلطانؒ نے تعلیم کے لئے جو انتظامات کئے، اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔
- احکامِ شریعت پر چلتے ہوئے خدا کے بندوں کی خدمت کرنے کا عزم وارادہ پیدا کرنا۔
- اپنی زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے یادگار کارنامے انجام دینے کی کوشش کرنا۔

مضمون نگار کا تعارف

محمد ناصر کی پیدائش 28 ستمبر کو 1968ء کو کلی ڈے کرچی، ضلع ترنل ویلی میں ہوئی۔ آپ نے مدرسۂ رفیق العلوم، آمبور سے حفظِ قرآن مکمل کیا اور یہیں سے عالمیت کی سند حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد کے۔ ہیچ۔ میٹریکولیشن ہائر ہائر سکنڈری اسکول، میل وشارم میں تقریباً پچیس سال سے اردو اور عربی کی استاذ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ قاری امیر الحسن صاحبؒ کی مشہور ومعروف کتاب ''کلماتِ صدق وعدل'' کا تمل زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:57 PM

ٹیپوسلطان کی پیدائش:

ہندوستان کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی، جب تک ٹیپو سلطان شہیدؒ جیسے عظیم محبّ وطن، بہادراور بے لوث ملک وملت سے محبت کرنے والے قائدوجنرل کا ذکر نہ کیا جائے۔ ٹیپوسلطان شہیدؒ کی زندگی بڑے بڑے کارناموں اورخدمات سے بھری ہوئی ہے۔ سلطان ٹیپو کی پیدائش 10 نومبر 1750ء ہفتہ کے دن بنگلور سے 33 کلومیٹر دورشمال میں دیونہلی نامی قصبہ میں ہوئی۔ سلطان کا پورا نام ٹیپو فتح علی ہے۔ باپ کا نام حیدرعلی اور ماں کا نام فاطمہ بیگم المعروف خیرالنساء ہے۔ ہندوستانی عوام کو جب اپنی طویل غلامی کا احساس ہوا تو انگریزوں کے خلاف سب سے پہلے آواز بلند کرنے والے آزادی کے مجاہداعظم حضرت ٹیپوسلطان شہیدؒ ہی تھے۔

تعلیم وتربیت:

ٹیپو بچپن ہی سے بڑے ذہین اور تیز دماغ والے تھے، آپ کے والد حیدرعلی نے اپنی خصوصی نگرانی میں ماہراساتذہ کے ذریعہ آپ کو تعلیم دلوائی اور تربیت کے خاص انتظام فرمائے۔ تقریباً 5 سال کی عمر سے 19 سال تک ٹیپو نے مختلف علوم وفنون سیکھے۔ زمانے کے لحاظ سے شہسواری، تیراندازی، سپہ گری کی تربیت بھی دی گئی۔ انھیں فلسفہ، سائنس، علوم قدیم وجدید، طبّ، تاریخ، فنونِ جنگ، مذہبی معلومات غرض ہرمیدان دسترس حاصل تھی۔

ٹیپو کی شجاعت اور بہادری:

سلطان ٹیپو کی بہادری بہت مشہور ہے یہاں تک کہ سلطان کو ''شیر میسور'' اور ''شیر ہند'' کہا جاتا ہے۔ سلطان شہید نے صرف 17 سال کی عمر میں انگریزوں سے مقابلہ کیا اورانہیں شکست دی۔ سلطان ہی نے یہ تاریخ ساز اور زبان زدخاص وعام جملہ کہا تھا ''میرے نزدیک شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے''۔ ٹیپوسلطان نے اپنی بالغ نظری اور غیرمعمولی ذہانت سے یہ محسوس کیا کہ ''انگریز اسی طرح ایک ایک صوبہ اور ایک ایک ریاست ہضم کرتے رہیں گے اور اگر کوئی طاقت ان کے مقابلہ پر نہ آئی تو آخرکار پورا ملک ان کا لقمہ تر بن جائے گا''۔

چنانچہ انہوں نے انگریزوں سے جنگ کا فیصلہ کیا اور اپنے پورے جنگی ساز وسامان، وسائل اور فوجی تیاریوں کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے میدان میں آگئے۔ ٹیپو نے ہندوستان کے راجاؤں، مہاراجوں اور نوابوں کو انگریزوں سے جنگ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ میسور کی تیسری جنگ سے پہلے 1789ء میں لارڈ کارنوالس نے مکّاری سے ٹیپوسلطان سے سازباز کرنے کے غرض سے ایلچی بھیجا تو اس کے جواب میں یہ پیغام روانہ کیا کہ ''وہ صبح کبھی طلوع نہ ہوگی جب میں انگریزوں کے دوش بدوش اپنے کسی ہندوستانی بھائی کے خلاف جنگ کرنے کے لئے کھڑا ہوں گا''۔

بحری فوج اورراکٹ کا استعمال:

ٹیپوسلطان نے اپنی سلطنت کو دشمنوں کے بحری حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے سب سے پہلے بحری فوج کا انتظام کیا۔ سمندر میں جہازوں کو مقناطیسی چٹانوں سے بچانے کے لئے جہازوں میں لوہے کی بجائے تانبے کا استعمال ٹیپو کے ذہن رسا کا مرہون منت ہے۔ اورآپ ہی نے ہندوستان میں سب سے پہلے راکٹ ایجاد کی، اوراس کا استعمال بھی کیا جس کی تصدیق سابق صدر ہند۔اے۔پی۔جے۔عبدالکلام نے اپنی کتاب ''وِنگس آف فائر'' میں کی ہے۔ اورامریکیوں نے بھی انہیں راکٹ کے بانیوں میں شمار کیا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:58 PM

رعایا کی ترقی و بہبودی کے لئے منصوبے:

سلطان نے اپنے دورحکومت میں رعایا کی فلاح و بہبودی کے لئے کئی منصوبے تیار کئے ،صنعت وحرفت ، کاشتکاری بالخصوص ریشم کی کاشتکاری، دیسی تجارت، ریشم کا کپڑا تیار کرنا،صندل کے کارخانے ،زمینوں کا سروے،مویشیوں کے لئے خصوصی دواخانے وغیرہ قائم کئے ۔اپنے والد کے ایجاد کردہ لال باغ کوایک ریسرچ سنٹر جیسا باغ بنایا۔ٹیپوسلطان نے ریاستِ میسور میں مختلف صوبوں کے نئے شہروں کوشامل کرتے ہوئے ''کرناٹک'' کا نام دیا۔ آپ ہی نے کاویری ندی پر بندھ (Dam) تعمیر کرنے کے لئے بنیاد رکھی تھی۔ ٹیپوکواللہ تعالی نے غیر معمولی تخلیقی ذہن اور صلاحیتیں عطا کی تھیں،ان کا ذہن ہمیشہ نئی نئی چیزوں کے ایجاد کرنے کے بارے میں سوچتا رہتا تھا، ہندوستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ انہوں نے اپنی سلطنت میں آبادی کی مردم شماری کروائی، پنچایت راج کی بنیاد رکھی، ایسی بکتر بند گاڑیاں تیار کروائیں جس پر گولیوں کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ٹیپوسلطان نے ان جنگی مشغولیات کے باوجود سلطنت میں رفاہ عام کے بے شمار کام کئے ۔سکّوں میں جدّت کروائی۔ناپ تول کے نئے پیمانے ایجاد کئے ۔بنگلور میں سرکاری ملازموں کے لئے کوآپریٹیو سوسائٹی کا آغاز کیا۔خراج کی وصولی کے طریقوں،عدل وانصاف کے معیار اور بحری بری فوج کے نظم ونسق میں سُدھار لایا۔بحری جہازوں کے تین کارخانے قائم کئے ۔بحری فوجیوں اور افسروں کے لئے ایک تربیت گاہ قائم کی ۔زراعت نے ٹیپوسلطان کے عہد حکومت میں بڑی ترقی کی کیوں کہ سلطان نے کاشتکاری کا نیا اصول جاری کردیا،اس لئے کاشتکاروں کو زمین کا حقدار بنادیا گیا۔بیکار زمین کچھ سالوں کے لئے بغیر کرائے کے کاشت کے لئے دی جانے لگی۔ جاگیرداری منسوخ کردی گئی اور ٹیکس وصول کرنے کے لئے افسر مقرر کردئے ۔ریاست بھر میں شراب پر پابندی عائد کی۔غرض کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس کو ٹیپوسلطان نے جدّت وارتقاء سے دور رکھا ہو۔

تعلیم کے فروغ کے انتظامات:

سلطان نے تعلیم کے فروغ کے لئے اسکولوں کا قیام عمل میں لایا۔''دارالامور'' نامی ایک یونیورسٹی بھی قائم کی ۔مندروں،مساجد اور گرجا گھروں کے لئے یکساں مالی امداد،مسافر خانوں کا قیام کیا اور مطالعۂ کتب ان کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ایک بڑا کتب خانہ خود اپنے محل میں بنوا رکھا تھا جس میں ہر موضوع پر کتابیں موجود تھیں۔آپ کی شہادت کے بعد انگریز تقریباً دو ہزار کتب اپنے ساتھ لے گئے ۔

عدل وانصاف:

ٹیپو نے تمام طبقات کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کیا۔وہ ہندو،مسلم،عیسائی سب کا برابر خیال رکھتے تھے اور کسی کے ساتھ زیادتی کا معاملہ نہیں کرتے ۔تمام طبقات کے ساتھ بلا امتیاز عدل کا برتاؤ ہوتا تھا، وہاں نسب وخاندان کی بلندی کے دعوؤں کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ مذہبی تعصب سے پاک تھی ۔یہی وجہ تھی کہ وہ ملک گیر مسلمان فوج اور ریاست میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ٹیپوسلطان نے اپنی مملکت کو خداداد کا نام دیا،حکمران ہونے کے باوجود خود کو عام آدمی سمجھتے تھے۔مسلمانوں اور غیر مسلموں کے فیصلوں کے لئے ہر شہر میں قاضی اور شاستر متعین کئے گئے ۔سادھوؤں اور مذہبی رہنماؤں کی بڑی قدر ومنزلت کرتے تھے۔ان کے تہواروں کے لئے عطیہ جات دیتے ۔اور مندروں کے لئے جاگیریں عطا کرتے ۔جتنی رقم مسجدوں اور درگاہوں کے لئے وقف کی تھی اس سے بڑھ کر رقم مندروں،گرجا گھروں کے لئے دیتے تھے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:58 PM

وطن سے محبت:

ٹیپو کی پوری زندگی حب الوطنی کا دوسرا نام تھی، وطن سے ان کی محبت اور وفاداری کا اس سے بڑا کیا ثبوت چاہئے کہ مادرِ وطن کی حفاظت اور دشمنوں کے ناپاک وجود سے اس سرزمیں کو پاک کرنے کے لئے انہوں نے اپنی جان تک دے دی، اور اپنا تخت وتاج بھی اس کے لئے قربان کر دیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ سلطان شہید مرتے دم تک دیش کی آزادی کی خاطر مسلسل جنگیں لڑتے رہے۔ جب ٹیپو سلطان کے پاس کچھ نہیں تھا تب انہوں نے اپنے بچوں کو وطن کی خاطر انگریزوں کے پاس رہن رکھا۔ 4 مئی 1799ء کو ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد تقریباً آٹھ دن تک انگریز سلطنت خداداد کی دولت لوٹتے رہے، اور ان کے علاوہ کئی قیمتی اشیاء لوٹ کر انہوں نے لندن روانہ کر دیں۔

خلافت راشدہ کا عکس:

ہندوستان میں اگر کسی کی سلطنت میں خلافت راشدہ کا عکس تھا تو وہ ٹیپو سلطان کی سلطنت خداداد تھی، خصوصیت سے حضرت عمر فاروقؓ کے جلال اور مذہبی رواداری اور بے تعصبی کے جوہر کا سب سے زیادہ اثر سلطان ٹیپو کی زندگی میں تھا۔

ٹیپو سلطان کے اقوال زرین:

غلط بیانی اخلاق و مذہب دونوں اعتبار سے بہت بڑا جرم ہے۔

جو لوگ کسی بھی مذہب کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کرتے ہیں، وہ دنیا ہی میں اپنی بداعمالیوں کی سزا پا لیتے ہیں۔

ہندوستان صرف ہندوستانیوں کیلئے ہے۔

لوگ بدی تو ہنس ہنس کر کرتے ہیں، لیکن اس کے نتائج رو رو کر بھگتتے ہیں۔

انگریز ہندوستان اور مسلمان دونوں کے لئے خطرہ و دشمن ہیں، ان کے وجود سے وطن کی سرزمین کو پاک کرنا اسلام اور ملک دونوں کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

ہمارے لئے سبق:

سلطان ٹیپو کی زندگی میں ہمارے لئے چند سبق آموز باتیں ہیں:

- ملک سے محبت کرنے والے بنیں اور اس کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو لگائیں۔
- ملک کی حفاظت کے لئے ہمیشہ اپنے آپ کو آگے رکھیں اور اپنی قابلیت وصلاحیت کو ملک وملت کے لئے لگا دیں۔
- اچھے اخلاق، بلند حوصلہ، بہادری جیسی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔
- زندگی کو غنیمت جانیں اور کچھ یادگار کارنامے انجام دینے کی کوشش کریں۔

NEWS اخبار

زمانۂ حال کی تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ سب سے پہلا اخبار ''ایکٹا ڈیمنا'' ملک روم کے قدیم باشندوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کئی صدیوں سے پہلے جاری کیا تھا، اس کے بعد ایک اخبار جرمنی میں پندرھویں صدی عیسوی میں شائع ہوا۔ انگلستان میں پہلا اخبار ویکلی نیوز 1622ء میں اور فرانس میں گزٹ دی فرانس، 1631ء میں جاری ہوا۔ روس میں پہلا اخبار 1703ء میں اور امریکہ میں بسٹن نیوز لیٹر 1704ء میں شمالی امریکہ میں شائع ہوا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:59 PM

حاصل مطالعہ

سلطان ٹیپوشہیدؒ 10 نومبر 1750ء بروز ہفتہ دیونہلی نامی قریہ میں پیدا ہوئے، سلطان کا پورا نام ٹیپو فتح علی ہے۔ بچپن ہی سے وہ ساری صلاحیتیں آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں جو ایک ملک کی حکمرانی کے لئے ضروری ہیں۔ اس مقدس سرزمین سے ''ہندوستان ہندوستانیوں کے لئے ہے'' کی سب سے پہلی آواز ٹیپوؒ ہی کی تھی۔ آپ نے کسانوں کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کیں، ملکی تجارت، صنعت و حرفت اور زراعت کو فروغ دیا، تعلیم کی ترقی کے لئے انتظامات مہیا کئے۔ غرض اس طرح کے کئی اصلاحی امور آپ نے انجام دئے۔ ہندوستان میں سب سے پہلے ٹیپو سلطان نے ہی راکٹ تیار کی اور اس کا استعمال بھی کیا۔ سب سے پہلے ٹیپوؒ ہی نے میسور حکومت کی سلطنت کو وسیع کرتے ہوئے اس میں تملناڈو، کیرلا، اور مہاراشٹرا کے علاقے شامل کر کے ریاست میسور کا نام ''کرناٹک'' رکھا اور انھوں نے سب سے پہلے کاویری ندی پر بندھ (Dam) تعمیر کرنے کے لئے منصوبہ تیار کیا۔ پہلے پہل آبادی کی مردم شماری کروائی، جاگیرداری، منسوخ کردی، اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے بحری فوج کا بھی انتظام کیا۔ ہندوستان میں اگر کسی کی سلطنت میں خلافت راشدہ کا عکس تھا تو وہ ٹیپو سلطان کی سلطنت خداداد تھی۔ آج تک پورے ہندوستان کیا، پوری دنیا میں کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا ہے جس نے وطن کی خاطر اپنے بچوں کو بھی قربان کردیا کہ جب ان کے پاس کچھ نہیں تھا تو انھوں نے اپنے بچوں کو وطن کی خاطر انگریزوں کے پاس گروی رکھ دی ۔ 4 مئی 1799ء کو ٹیپو سلطانؒ نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے جامِ شہادت نوش کیا۔

I.(i) الفاظ معنی

اشک بار ہونا	=	بھیگ جانا	حرّیت	=	آزادی
گامزن ہونا	=	تیز رفتار ہونا، تیز رو ہونا	ستم ظریفی	=	ستم گری، ظرافت کے پردے میں ظلم
دانشمندی	=	عقلمندی	علمبردار	=	پیش پیش، علم دار
شاستروں	=	قانون کی کتابیں	بے باک	=	بے خوف
بحری جہاز	=	سمندری جہاز	مقناطیسی	=	لوہے کو کھینچنے والی فولاد
مرہون منت	=	شکرگزار	دُوراندیشی	=	عقل مندی، ہوشیاری، انجام پر نظر رکھنا
غیّور	=	بہت غیرت مند، بڑی غیرت والا	بالغ نظری	=	تجربہ کاری، گہری نگاہی
جِدّت	=	تازہ پن، انوکھا پن، نیا پن	منسوخ کرنا	=	رد کرنا، ختم کرنا، رد کیا گیا
خون آلود	=	خون سے لت پت ہونا	عکس	=	تشبیہ، تصویر، شکل
تفریق کرنا	=	فرق کرنا			
رواداری	=	آزاد خیالی، بے تعصبی، کسی بات کو جائز رکھنا، وسیع القلبی			
سبق آموز	=	نصیحت حاصل کرنا، عبرت حاصل کرنا	کارہائے نمایاں	=	نمایاں کارنامے
احکام شریعت	=	شریعت کے احکام	عزم کرنا	=	ارادہ کرنا
جمہوریت	=	عوامی طرز حکومت، عوامی نمائندگی، غیر آمریت			

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:28:59 PM

(ii) واحد جمع

شہید	+	شہداء	شخصیت	+	شخصیات
تاریخ	+	تواریخ	وظیفہ	+	وظائف
تحریک	+	تحریکیں، تحریکات	عطیہ	+	عطیات
مقدّمہ	+	مقدمات	طبقہ	+	طبقات
بداعمالی	+	بداعمالیاں	وسیلہ	+	وسائل
تخلیق	+	تخلیقات	رواداری	+	رواداریاں
جنس	+	اجناس			

(iii) اضداد:

وفاداری	×	بےوفائی	خوبی	×	خامی
ادنیٰ	×	اعلیٰ	ترقی	×	تنزلی
متعصب	×	غیرمتعصب	بحری	×	برّی
شرعی	×	غیرشرعی	غلط بیانی	×	صحیح بیانی
تخلیقی	×	غیرتخلیقی			

(iv) جوڑ ملائیے:

1۔ مجاہداعظم – قاضی مقرر تھے
2۔ ہرشہر میں – ٹیپوسلطان
3۔ حیدرعلی – انگریز اپنے ساتھ لے گئے
4۔ میسور کا نام – ٹیپوسلطان کے والد
5۔ دوہزار فارسی کتابیں – کرناٹک

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ ٹیپوسلطان.....میں پیدا ہوئے (بنگلور/میسور/دیون ہلی/مدراس)
2۔ شیرمیسور.....کو کہا جاتا ہے (حیدرعلی/ٹیپوسلطان/جہانگیر/شاہ جہاں)

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:00 PM

3۔ ریاست میسور کا نام.....رکھا گیا (آندھرا/تملناڈو/کرناٹک/مہاراشٹرا)

4۔ ''دارالامور'' ایک.....کا نام ہے (کالج/یونیورسٹی/اسکول/مدرسہ)

5۔ ''سلطنت خداداد''.....کا عکس ہے (ہندوستانی حکومت/مسلمانوں کی حکومت/خلافت راشدہ/مغلوں کی حکومت)

6۔ محمد ناصر نے عالمیت کی سند مدرسہ ..... سے حاصل کی (رفیق العلوم/باقیات الصالحات/مفتاح العلوم/معدن العلوم)

7۔ ہندوستان صرف.....کے لئے ہے (انگریزوں/ہندوؤں/مسلمانوں/ہندستانیوں)

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ ٹیپو سلطان اپنی بہادری کی وجہ سے کس نام سے یاد کئے جاتے ہیں؟

2۔ ٹیپو سلطان کے والد اور والدہ کا نام کیا تھا؟

3۔ ٹیپو کی دو بنیادی خوبیاں کیا تھیں؟

4۔ ہندوستان میں سب سے پہلے راکٹ کس نے بنایا؟

5۔ بندھ (Dam) کی بنیاد کہاں رکھی گئی؟

6۔ ٹیپو سلطان کی شہادت کب واقع ہوئی؟

7۔ ٹیپو سلطان کا تاریخ ساز جملہ کونسا ہے؟

IV. مختصر سوالات:

1۔ ٹیپو سلطانؒ کے بچپن کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

2۔ لال باغ ریسرچ سینٹر کو کس نے قائم کیا؟

3۔ ٹیپو سلطانؒ کو نسے علوم جانتے تھے؟

4۔ ساحل ہند کی حفاظت کے لئے ٹیپو نے کیا انتظامات کئے تھے؟

5۔ اے۔پی۔جے۔عبدالکلام نے ٹیپو کے بارے میں کیا کہا؟

6۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ٹیپو سلطان کے بارے میں کیا کہا ہے؟ مختصر لکھئے۔

7۔ خلافت راشدہ کا عکس ہمیں کس کی سلطنت میں نظر آتا ہے اور کیوں؟

V. تفصیلی سوالات:

1۔ ٹیپو سلطان شہیدؒ کی زندگی کے اہم گوشوں پر روشنی ڈالئے۔

2۔ ٹیپو سلطانؒ کی تعلیمی و ملکی خدمات پر ایک مضمون لکھئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:00 PM

عملی کام:

- ٹیپو کی زندگی میں ہمارے لئے جو سبق آموز باتیں ہیں، انھیں مضمون کی شکل میں لکھئے۔
- ٹیپو کی ایک دلکش تصویر کو اپنی درسگاہ میں چسپاں کریں۔
- ٹیپو کے اقوال زرین کو جمع کریں اور انھیں فریم بنا کر اپنی کلاس میں لگائیں
- ٹیپو کی یوم پیدائش پر اپنے استاد کی مدد سے ایک جلسہ منعقد کر کے تقریروں اور تحریروں کا اہتمام کریں۔
- ''ٹیپو سلطانؒ'' کے موضوع پر ایک ڈرامہ پیش کریں اور جہاں تک ہو سکے ان کے ادا کئے ہوئے جملے استعمال کریں ۔

مزید استفادے کے لئے:

کتاب کا نام	مصنف کا نام
1۔'' شیر ہندوستان ٹیپو سلطان'' چند تاریخی حقائق	سید خورشید مصطفیٰ رضوی (اس کتاب میں انگریزوں اور ہندوستانی مصنفوں اور صحافیوں کی تحریروں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ٹیپو پر جو تعصب پسندی کے الزامات لگائے گئے تھے، وہ غلط ہیں)
2۔'' داستانِ میسور''	اکرام کاوش
3۔'' شیرِ میسور''	قیصرِ مصطفیٰ
4۔'' تاریخ سلطنت خداداد''	محمود بنگلوری
5۔'' سیرت سلطان ٹیپو شہیدؒ	الیاس ندوی (1996)
6۔'' اور تلوار ٹوٹ گئی''	نسیم حجازی
7۔ '' غازیٔ اعظم''	ابوالحسن ادیب



نیچے جن الفاظ کی تشریح دی گئی ہے وہ عام طور پر ہندوستان کی عدالتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔
یہ قانونی اصطلاحات ہیں جنھیں شیر شاہ سوری نے سب سے پہلے استعمال کئے۔

ضابطۂ فوجداری	:	ہندوستان کے فوجداری دستور العمل کا ایک قانون
کچہری	:	عدالت
فردِ قرارداد جُرم	:	وہ فہرست جس میں ملزم کے جُرم کے متعلق تفصیل ہوتی ہے۔
مدعی	:	دعویٰ کرنے والا، فریادی، جس پر دعویٰ کیا جائے اُس کو مُدّعا علیہ کہتے ہیں۔
ضامن	:	اپنے ضمن (ذمہ) میں لینے والا
قید	:	قبضہ کرنا

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:00 PM

حصّۂ غـزل

اکائی 9

غزل

کلیم طاہری

شاعر کا تعارف



اس غزل کے شاعر کا نام۔ کے۔ اقبال احمد اور قلمی نام کلیم طاہری ہے۔ آپ کے والد کا نام حیدر الحسن ہے۔ کلیم وانمباڑی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بحیثیت مدرس محمدیہ اسکول، عمر آباد سے اپنی معاشی زندگی کا آغاز کیا اور پھر اسلامیہ ہائر سکنڈری اسکول، وانم باڑی میں مدرس بنے اور یہیں سے 1996ء میں وظیفہ یاب ہوئے۔ آپ کا پورا گھرانہ ادب اور شاعری سے تعلق رکھتا تھا۔ وانمباڑی کی ادبی انجمن ''بزم نو، وانمباڑی'' کا پہلا مشاعرہ انھیں کے مکان، نیوٹاؤن میں منعقد ہوا تھا۔ ادبی انجمن ''بزم نو، وانمباڑی'' کی بقا کا سہرا یقیناً کلیم طاہری کے سر بھی جاتا ہے۔ اسلامیہ کالج، وانمباڑی کا پنج لسانی سالانہ مجلّہ ''مشعل'' کے علاوہ روزنامہ ''سالار۔ بنگلورو'' اور روزنامہ ''مسلمان، چنئی'' میں تسلسل کے ساتھ آپ کی کئی غزلیں شائع ہوتی تھیں ۔ آپ کی شاعری میں اصلاح معاشرہ، درسِ انسانیت، خیر و شر کی کشمکش اور خوفِ خدا خاص موضوعات رہتے تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام ''کلامِ کلیم'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ حج بیت اللہ کے دوران بتاریخ 29 اکتوبر 2009ء آپ کا انتقال مکۃ المکرّمہ میں ہوا اور وہیں جنت المعلی میں تدفین عمل میں آئی۔

کوئی بھی بات منانے میں دیر لگتی ہے
کسی کو اپنا بنانے میں دیر لگتی ہے

ہمیشہ خود کو جتانے میں دیر لگتی ہے
کوئی مقام بنانے میں دیر لگتی ہے

مکان کو توڑنا چاہو تو چار دن کافی
مگر مکان بنانے میں دیر لگتی ہے

اجڑ دیتے ہیں شہروں کو زلزلے، پل میں
اور ایک شہر بسانے میں دیر لگتی ہے

یہ دیکھنا ہے مری بات ناگوار نہ ہو
کوئی بھی بات بتانے میں دیر لگتی ہے

کسی کو دوست بنانا کلیم آساں ہے
مگر اسی کو نبھانے میں دیر لگتی ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:01 PM

الفاظ معنی

وظیفہ	=	پنشن، تنخواہ	جتانا	=	آگاہ کرنا، خبردار کرنا، تاکید سے کہنا
اُجاڑنا	=	ویران کرنا، برباد کرنا	ناگوار	=	ناپسند، خلاف، ناخوش گوار
خیر	=	بھلائی، نیکی	شر	=	برائی
کشمکش	=	دُشواری، کھینچا تانی	نبھانا	=	گزارہ کرنا، وفاداری کرنا، پاسداری کرنا

مختصر سوالات:

1۔ کلیم طاہری کا تعلق کس شہر سے ہے؟

2۔ مقطع میں شاعر نے دوستی بنانے اور نبھانے کا ذکر کس خوبصورت انداز سے کیا ہے، اس کی وضاحت کیجئے؟

3۔ مقام بنانے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

4۔ شاعر یہ کیوں کہتا ہے ''مگر مکاں بنانے میں دیر لگتی ہے؟

5۔ شہر کس طرح اجڑ جاتے ہیں؟

6۔ ''ادبی انجمن'' بزم نو کے متعلق چند جملے لکھئے۔

7۔ کلیم طاہری کے مجموعہ کلام کا نام کیا ہے؟

سرسید اور مسلم معاشرہ

قوم کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے سرسید بہت متفکر رہتے تھے۔ اس سلسلے میں اپنی ایک تقریر میں کہتے ہیں۔

''جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم اور ہمارے بچے تربیت یافتہ اور مہذب ہوں، دوسرے نیشن میں عزت پائیں تو انکا پہلا فرض یہ ہے کہ تربیت کی فکر میں پڑیں۔ اگلے زمانے میں ہماری اولاد بھی اپنے باپ اور اس کے دوستوں کی صحبت سے فائدہ اٹھاتی تھی۔ ان کے اخلاق حسنہ سیکھتی تھی۔ واقعی وہ بہت اچھا طریقہ تھا۔ اب جو نسلیں موجود ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ بچے ان سے تربیت پاسکیں۔ پس مناسب ہے کہ اولاد کی تربیت کی فکر اور تربیت کی جائے۔

کاہلی کے اصل مفہوم کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

''یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنا، کام کاج، محنت و مزدوری میں چستی نہ کرنا، اٹھتے بیٹھتے، چلنے میں سستی کرنا کاہلی ہے، مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔''

اپنے ملک کے نوجوانوں کے لئے سرسید جس طرح کی تعلیم چاہتے تھے، اس کا اندازہ سرسید کے اس قول سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔

''فلسفہ ہمارے دائیں ہاتھ میں ہوگا۔ نیچرل سائنس بائیں میں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تاج سر پر ہوگا''۔

انہوں نے مسلمانوں کو اس امر کا احساس دلایا کہ برادرانِ وطن کی زندگی تم سے ہزار درجہ بہتر ہے اور اس کی واحد وجہ تعلیم ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے، وہ جدید تعلیم حاصل کریں۔ اپنی لیاقت و اہلیت کا ثبوت دیں اور برادرانِ وطن کے قدم سے قدم ملا کر چلیں، ورنہ ایک بھیانک تباہی و بربادی ان کا مقدر ہوگی۔ ان کی خواہش تھی کہ مسلم طلباء اگر ایک جانب انگریزی زبان و ادب اور جدید علوم و فن کا مطالعہ کریں تو دوسری طرف قدیم مشرقی علوم پر بھی توجہ دیں۔ دراصل وہ ہندوستانی مسلمانوں کا ایک ایسا معاشرہ وجود میں لانا چاہتے تھے، جو محبت، اخوّت، تہذیب، علم، روزگار، غرض ہر میدان میں کامیابی کی راہ پر گامزن ہوں۔ ان کا یقین تھا کہ اس مقصد کے حصول کے لئے تعلیم بنیادی عنصر ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:02 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 9

کسی سے نہ کہنا

ماخوذ

بہت دنوں کی بات ہے۔ایک شہر میں دو دوست رہا کرتے تھے۔دونوں تاجر تھے اور تجارت کی غرض سے دور دور کا سفر کیا کرتے تھے۔وہ دونوں بہت گہرے دوست تھے اور ایک دوسرے کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

ایک دن دونوں نے مشورہ کیا کہ کسی دوسرے ملک میں تجارت کرنے کے لئے چلنا چاہئے۔چنانچہ سفر کا سامان اکٹھا کیا، کچھ مال خریدا، گھروں کا بندوبست کیا، بچوں کو ماؤں کے سپرد کیا اور ایک بہت ہی اچھی اور سہانی صبح وہ سب سے رخصت ہو کر شہر سے نکل کھڑے ہوئے۔

نیا دانہ، نیا پانی۔کوچ در کوچ منزل بہ منزل چلتے چلتے وہ ایک دریا کے کنارے پہنچے۔سفر کی تھکان سے وہ چُور ہو رہے تھے، بھوکے پیاسے بھی تھے۔ دریا کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو لگی تو وہیں ہری ہری گھاس پر بیٹھ گئے اور اشرف کو تو فوراً ہی نیند آ گئی جیسے کوئی گھوڑے بیچ کر سوتا ہے۔

اشرف بہت ہی نیک اور ایمان دار آدمی تھا، لیکن شریف کو نیند نہیں آئی، وہ بھی کافی تھکا ہوا تھا۔لیکن سو نہ سکا۔سوتا کیسے، وہ تو بے ایمانی کے منصوبے باندھ رہا تھا۔ نام تو تھا اس کا شریف، لیکن وہ بے حد بے ایمان اور لالچی تھا۔شیطان نے اسے بہکایا اور وہ سوچنے لگا کہ جب ہم دونوں یہاں سے اپنے وطن واپس جائیں گے تو ہمارے پاس کافی دولت ہوگی اور ہم عمر بھر عیش کریں گے۔اس لالچی کے دل میں بے ایمانی آئی اور سوچنے لگا کہ اگر یہ ساری دولت میرے پاس ہو تو کتنا مزہ رہے۔یہ خیال آتے ہی اُس نے اپنا بڑا سا چاقو نکالا اور چپکے چپکے اشرف کے پاس پہنچا اور جھپٹ کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔شریف دولت کے لالچ میں اتنا اندھا ہو رہا تھا کہ وہ سب کچھ بھول گیا۔نہ اسے دوستی کا خیال رہا، نہ اللہ کا خوف، نہ دنیا کا ڈر، اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ کسی بے خطا کو قتل کرنے کا کتنا برا گناہ ہے، کچھ بھی تو خیال نہ کیا کم بخت نے، اُسے تو اپنی بدنامی اور رسوائی کا بھی خیال نہ آیا۔

اتنے میں اشرف کی آنکھ کھل گئی اور اُس نے گھبرا کر اُٹھنا چاہا، لیکن جب اُس نے دیکھا کہ شریف اُس کے سینے پر سوار ہے تو اُس کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا، اُسے اپنے پیارے دوست سے ایسی اُمید نہ تھی، اُسے شریف سے نفرت ہو گئی۔

دریا کے کنارے ہوا تیز چل رہی تھی اور یوں لگتا تھا جیسے ہوا میں کوئی چیخ رہا ہو، شریف شریف۔

اشرف نے شریف سے پوچھا، ''آخر میں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی تھی جس کے بدلے تم مجھے قتل کر رہے ہو۔یاد رکھنا میرا خون بے کار نہیں جائے گا۔تم سمجھتے ہو کہ اس سنسان جگہ میں کوئی دیکھنے والا نہیں، یہی بہتا ہوا دریا میرے خون کی گواہی دے گا اور یہ بادل کا ٹکڑا جو تمہیں آسمان پر نظر آتا ہے، پکار پکار کر کہے گا کہ شریف اشرف کا قاتل ہے۔اللہ دیکھنے والا ہے اور اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔''

اس کی سزا تجھے ضرور ملے گی اور ایسی کہ جس سے دنیا کی آنکھیں کھل جائیں۔

شریف نے ایک قہقہہ لگایا اور چاقو اس کے سینے میں گھونپ دیا۔اشرف کی آنکھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:02 PM

بات آئی گئی ہوئی۔شریف نے بہت دولت جمع کی۔تجارت میں اسے کافی منافع ہوا۔اشرف کی جیب میں جتنا روپیہ پیسہ تھا، وہ بھی اس نے نکال لیا تھا۔کئی مہینے کے بعد وہ گھر لوٹا، جشن منایا، خوب دعوتیں کیں۔

دن گزرتے چلے گئے۔شریف اپنے کام میں لگ گیا۔اس کی دکان خوب چلنے لگی، کسی نے بھی اس سے اشرف کے بارے میں نہ پوچھا اور اب اسے بھی ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے، لیکن سوئے سنسار جاگے پاک پروردگار۔اللہ نے اس کی رسی دراز کر رکھی تھی۔

ایک دن اللہ کا کرنا کیا ہوا جب وہ اپنی دکان سے اٹھ کر گھر آ رہا تھا، اُس نے دیکھا کہ آسمان پر بادل جمع ہو رہے ہیں اور ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی ہے۔ گھر پہنچا تو وہ کافی بھیگ چکا تھا۔بیوی کھانا لائی تو اسے بادل دیکھ کر اشرف کی بات یاد آئی۔وہی جو اس نے کہا تھا کہ یہ بادل کا ٹکڑا پکار پکار کر کہے گا کہ شریف قاتل ہے، شریف نے اشرف کو قتل کیا ہے۔ اس نے ایک قہقہہ لگایا اور بڑبڑانے لگا، ''بے وقوف کہیں کا''۔

بیوی نے پوچھا: ''آخر بات کیا ہے، کیوں ہنس رہے ہو۔کون بے وقوف ہے۔'' شریف نے کہا، ''کچھ بھی نہیں ایک بات یاد آ گئی تھی کہ میں ہنسنے لگا۔''

بیوی کہنے لگی: ''مجھے بتاؤ آخر بات کیا ہے، مجھ سے کیوں چھپاتے ہو؟''

شریف نے پھر ٹال دیا۔لیکن بیوی پھر ضد کرنے لگی۔

''جب مجھ سے بھی باتیں چھپائی جاتی ہیں تو اس گھر میں میرا کیا کام''۔اور کہتے کہتے رونے بھی لگی۔

شریف کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی۔اُسے روتا دیکھ کر اس کا دل موم ہو گیا اور کہنے لگا: ''اچھا میں بتاتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی سے کہنا نہیں۔'' بیوی نے کہا، ''ہاں میں کسی سے بھی نہ کہوں گی۔''

شریف نے جو کچھ واقعہ ہوا تھا شروع سے لے کر آخر تک اپنی بیوی کو بتا دیا۔

بیوی دو تین دن کے بعد اپنا قول بھول گئی۔ایک دن اس نے اپنی بہن کو ساری بات بتا دی اور اس سے کہا: ''بہن کسی سے کہنا نہیں، تم تو میری بہن ہو۔بہن سے کیا چھپانا'' اس نے بھی کہا، ''ہاں کسی کو نہیں بتاؤں گی، بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔''

لیکن جب اُس کا شوہر باہر سے آیا تو اس نے یہ قصہ اس کو بتا دیا اور اس سے قول لے لیا کہ وہ کسی سے کہے گا نہیں۔

اُس کے شوہر نے اپنے ایک دوست سے کہہ دیا کہ کسی کو بھی نہ بتانا اور چوں کہ ہر آدمی کا کوئی نہ کوئی عزیز دوست ہوتا ہی ہے۔ ایک ہی ہفتہ میں یہ بات پورے شہر میں پھیل گئی۔

جب اشرف کی بیوی نے سنا کہ شریف نے اس کے شوہر کو قتل کیا ہے تو فوراً وہ شہر کے قاضی کے پاس پہنچی اور اسے سارا قصہ سنا دیا۔قاضی نے حکم دیا کہ شریف کو حاضر کیا جائے اور تھوڑی ہی دیر میں شریف نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا کہ اسی نے اشرف کو قتل کیا ہے۔قاضی نے شریف کو موت کا حکم سنایا اور اسے جلاد کے سپرد کر دیا۔جلاد نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کی گردن اڑا دی۔اشرف کا کہا پورا ہوا۔بادل کے ٹکڑے نے قاتل کو ایک بے گناہ کے خون میں ہاتھ رنگنے کی سزا دلوا دی۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:03 PM

مختصر سوالات:

1۔ شریف اور اشرف کی آپسی دوستی پر چند جملے لکھئے؟

2۔ دونوں دوستوں نے کیا مشورہ کیا؟

3۔ اشرف کے کردار پر روشنی ڈالئے؟

4۔ اشرف کو نیند کی حالت میں دیکھ کر شریف نے کیا کیا منصوبے بنائے؟

5۔ اشرف نے اپنی موت سے پہلے کیا پیشین گوئی کی تھی؟

6۔ شریف کے بارے میں قاضی نے کیا فیصلہ سنایا؟

7۔ ''خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔'' اس کہاوت کا مطلب بیان کیجئے۔

8۔ آخر قاتل شریف کس طرح پکڑا گیا؟

9۔ ''کسی سے نہ کہنا'' کا سلسلہ کس طرح سے شروع ہوا مختصر لکھئے۔

10۔ شریف کے کردار کا مختصر جائزہ لیجئے۔

II. تفصیلی سوالات:

1۔ شریف اور اشرف کی آپسی دوستی کس دردناک انجام کو پہنچی، مفصل لکھئے۔

2۔ ''کسی سے نہ کہنا'' اس کہانی کو اپنے الفاظ اور انداز میں بیان کیجئے۔

غزل

نرم لفظوں میں ڈھلنے لگی ہے غزل
سوزِ غم سے پگھلنے لگی ہے غزل

وقت کے ساتھ چلنے لگی ہے غزل
اپنے تیور بدلنے لگی ہے غزل

جب تخیل پر آسمان چھو گیا
تب خوشی سے مچلنے لگی ہے غزل

آج غالبؔ سا کوئی سخن ور کہاں
دست افسوس ملنے لگی ہے غزل

سب کو محبوب ہے آج اردو زباں
چاہ کے گھر میں پلنے لگی ہے غزل

میرؔ و مومنؔ کا لہجہ نہ کھو دے کہیں
اپنی حد سے نکلنے لگی ہے غزل

کتنے ظلم و ستم اس پر توڑے گئے
گرتے گرتے سنبھلنے لگی ہے غزل

نسبت خاص ہے شاعری سے مجھے
ساتھ میرے بہنے لگی ہے غزل

میں کانٹوں کا سالکؔ دیا پیرہن
خارزاروں میں چلنے لگی ہے غزل

محمد سالک اصغرؔ عمری

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:03 PM

اکائی 9

قواعد

مفرد اور مرکب الفاظ

لفظ دو طرح کے ہوتے ہیں:

مفرد : جیسے: نظارہ، انتظار، ناظم، کتاب، آسمان۔

مرکب : جیسے: خوش بدن، ذات پات، سیاہ تختہ۔

مرکب لفظ بنانے کا آسان طریقہ تو یہ ہے کہ ہر جملے کو پہلو بہ پہلو رکھ دیا جائے۔ ان کی کئی صورتیں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1۔ ایسے مرکب جن کے دونوں لفظ ہم معنی یا قرب معنی ہو

جیسے: کام کاج، حساب کتاب، بھوک جوک

2۔ ایسے مرکب جن کے دونوں لفظ متضاد ہوں۔

جیسے: ہار جیت، دن رات، جوڑ توڑ۔

3۔ وہ مرکب جن کا پہلا جز عدد ہوتا ہے۔

جیسے: دوپٹا، چار چاند، دس عدد۔

4۔ ایسے مرکب جن کا پہلا لفظ دوسرے سے تعلق رکھتا ہو۔

جیسے: باگ دوڑ، لکھ پتی، پن گھٹ۔

5۔ ترکیب اضافی: شمعِ انجمن، شبِ فراق، سرِ ورق، میں پہلے لفظ کے نیچے زیر ہے یہ اضافت کا زیر ہے۔

فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ اضافت کا زیر لگا کر سینکڑوں ترکیبیں بنائی گئی ہیں۔

سوالات:

1۔ لفظ کتنی طرح کے ہوتے ہیں؟

2۔ مفرد الفاظ کی مثالیں دیجئے۔

3۔ مرکب لفظ کو مثال دے کر سمجھائیے۔

4۔ مرکب لفظ بنانے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

5۔ مرکب الفاظ بنانے کی کوئی صورتیں لکھئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:03 PM

رپورتاژ

رپورتاژ میں عام طور پر چشم دید واقعات یعنی کسی جشن، میٹنگ یا جلوس کی روداد کو رپورٹنگ کے انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ رپورتاژ کے ذریعے قاری کو نہ صرف معلومات حاصل ہوتی ہے بلکہ تحریر میں ادبی حسن کا احساس بھی ہوتا ہے۔ لکھنے والا اصل واقعے کے ساتھ ذیلی امور و نکات پر روشنی ڈالتا ہے۔ زبان کی موزونیت اور بیان کی خوبصورتی رپورتاژ کو دلچسپ بناتی ہے۔

اردو میں کچھ رپورتاژ بھی لکھے گئے ہیں۔ کوہ دماوند، قرۃ العین حیدر۔ اردو کے منتخب رپورتاژ، (انتخاب) طلعت گل وغیرہ اردو رپورتاژ نگاری کا اچھا نمونہ ہیں۔

دوران: یہ لفظ اردو میں دوسرے لفظوں کے ساتھ مل کر زمانے میں یا درمیان میں کے معنی دیتا ہے۔

مثلاً
دورانِ تعلیم : تعلیم کے زمانے میں
دوران ملازمت : ملازمت کے زمانے میں
دوران تقریر : تقریر کے درمیان میں
دوران گفتگو : گفتگو کے درمیان میں
دوران سفر : سفر کے درمیان میں

لسانی سرگرمی: یا عملی مشق:

لفظ ''دوران'' کے ساتھ استعمال شدہ الفاظ کو بدل کر لکھئے۔

1۔ دورانِ تحریر
2۔ دورانِ جستجو
3۔ دورانِ اجلاس
4۔ دورانِ تقسیم انعامات
5۔ دورانِ خطبۂ استقبالیہ

ناول : ناول انگریزی لفاظ (NOVEL) سے ماخوذ ہے جس کے معنی انوکھا اور عجیب و غریب ہوتے ہیں۔

ناول دراصل زندگی کی تصویر کشی کا فن ہے۔ اس میں کسی فکر و احساس اور زندگی کی حقیقتوں کو دلکش انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ ناول کے موضوعات کا دائرہ وسیع ہے۔ اس میں سماج و سوسائٹی کے لوگوں کے جذبات و احساسات کو بہترین انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

ناول میں کردار بڑا کام کرتے ہیں۔ اور ترقی کی منازل طے کرتے ہیں۔ ناول قصے کی جدید ترین شکل ہے۔ ناول ایک خاص طوالت کا نثری قصہ ہے۔ ناول کی تعریف مختلف انداز سے کی گئی ہے۔

ناول کے اجزائے ترکیبی مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ قصہ پن 2۔ پلاٹ 3۔ واقعہ 4۔ کردار 5۔ پس منظر 6۔ زبان و بیان 7۔ نقطۂ نظر۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:04 PM

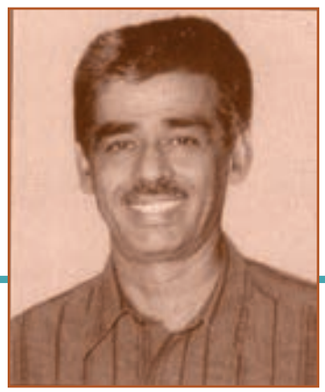

حصّۂ نظم

اکائی 10

دامنِ اسلام

سجاد بخاری

پیش لفظ

’’ دامنِ اسلام‘‘ صوبۂ تملناڈو کے مشہور شاعر سجّاد بخاری کی نظم ہے۔اس نظم میں شاعر نے پہلے بند میں بعثت نبوی سے پہلے کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا ہے کہ سرزمین عرب میں ہر قسم کی جہالت و برائی پائی جارہی تھی، بھائی خود اپنے سگے بھائی کا جانی دشمن بن چکا تھا۔لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ نیز دنیا کی وہ کونسی برائی ایسی تھی جو ان میں نہ پائی جاتی ہوں مگر بعثتِ نبوی کے بعد ان کی زندگیوں میں زبردست انقلاب آیا اور وہ دین اسلام میں داخل ہوگئے۔پھر دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے تقریباً بڑے بڑے ممالک پر انہوں نے اسلام کا پرچم لہرادیا۔توکل علی اللہ،قناعت پسندی،خوفِ خدا اور فیاضی غرض، یہ تمام خوبیاں اور نیک صفات ان کے اندر پیدا ہوگئیں۔آج مسلمان جس کس مپرسی کے عالم میں ہیں اور جن پریشان کن حالات سے گزر رہے ہیں اس کا حل نکالتے ہوئے شاعر نے درد بھرے انداز میں ملت اسلامیہ کو یہ پیغام دیا ہے کہ آج بھی اگر مسلمان اس کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنے اندر سچائی، اچھائی، شجاعت، وعدل اور انصاف، علم وعرفان، جیسی اونچی صفات پیدا کریں پھر کامیابیاں ان کے قدموں کو چومیں گی۔

سیکھنے کے مقاصد

- بعثت نبوی سے پہلے لوگ کس طرح خدا کی نافرمانی میں زندگی گزار رہے تھے،اس کا علم حاصل کرنا۔
- طلباء کو بعثت نبوی کے بعد کے حالات سے واقف کرانا کہ کس طرح ان کی زندگیوں میں ہدایت کے بعد تبدیلی آئی۔
- رسولؐ حالانکہ اُمّی تھے لیکن کس طرح دنیا میں مختصر مدت میں آپ نے زبردست انقلاب برپا کردیا۔اس کے متعلق سیرت رسولؐ کی روشنی میں طلباء کو سمجھانا۔
- روم وفارس کی فتوحات کے بارے میں سمجھانا۔
- طلباء میں سچائی، اچھائی، شجاعت، عدل وانصاف، ایثار وقربانی کی خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی طرف توجہ دلانا اور ان خوبیوں کے بارے میں بچوں کو آگاہ کرانا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:04 PM

شاعر کا تعارف



سجاد بخاریؔ 16 ستمبر 1951 کو شہر مدراس میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے ماموں پروفیسر سید عظمت اللہ سرمدؔی مرحوم کی نگرانی میں انہوں نے اعلیٰ تعلیم کے مراحل طے کئے۔ مدراس یونیورسٹی سے ایم۔اے۔ اردو کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد تمل ادب میں بھی انہوں نے ایم۔اے۔ کی سند حاصل کی۔ اردو میں ایم۔فِل کی ڈگری مکمل کرنے کے بعد انہوں نے ''بھارتیار اور اقبالؔ'' کے موضوع پر مدراس یونیورسٹی سے پی ہیچ ڈی کے لئے تحقیقی مقالہ تیار کر رکھا تھا مگر زندگی نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور انہوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ سجاد بخاری ایک منجھے ہوئے ادیب اور شاعر تھے۔ چھوٹی بحروں میں آپ کی غزلیں بہت پر لطف ہوتی تھیں۔ آپ نے علیم صبا نویدی کے ہائیکو کا تمل ترجمہ کر کے تمل زبان و ادب کے ادیبوں کی فہرست میں اپنا مقام پیدا کر لیا تھا۔ آپ کی تمل کتاب '' پیسم وِرلگل'' کے نام سے شائع ہو کر تمل حلقوں میں کافی مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ آپ نے شہر مدراس کے گورنمنٹ مدرسۂ اعظم میں اردو استاد کی حیثیت سے اپنی تدریسی خدمات انجام دیں اور یہیں سے وظیفہ یاب ہوئے۔

ان دنوں شہر مدراس سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار ''اتحاد'' نکلتا تھا جس کی ادبی معرکہ آرا کی بڑی دھوم تھی۔ اس اخبار میں آپ نے سیاسی تبصرے، اداریے، ادبی مضامین اور افسانے بھی لکھے۔ حکومت تمل ناڈو کی تشکیل کردہ گورنمنٹ اردو اکیڈمی کے نائب چیرمن کی حیثیت سے بھی آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

تھے وہ صحرائی ، صنم ان کے تو آبائی تھے
کفر و الحاد کے ، ہر شر کے شنا سائی تھے
خود تماشا تھے کبھی خود ہی تماشائی تھے
ان کے مظلوم انھیں کے تو سگے بھائی تھے
کیا وفا کرتے کسی سے کہ وہ ہرجائی تھے
تھے پہاڑوں سے جرائم وہ مگر رائی تھے
اپنی حالت پہ ندامت سے وہ گھبرا اٹھے
حق کی آواز جو گونجی تو وہ تھرا اٹھے

جب رہِ راست پہ آئے وہ دکھائے جوہر
چند ہی سالوں میں طے کر گئے صدیوں کا سفر
ہر برائی سے ہوئی جنگ برابر ڈٹ کر
ہر بھلائی کو ملی پھولنے پھلنے کی ڈگر
قافلہ ایک ہوا سارے قبائل مل کر
ایک اللہ کی عبادت میں ہوئی عمر بسر
ایک اُمی لقبی ان کے جو سردار بنے
سارے عالم پہ حکومت کے وہ حق دار بنے

اس نظم کے پہلے 8 مصرعے زبانی یاد کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:05 PM

وہ بھی کیا تھے کہ سدا خوف پیشِ نظر
ہم بھی کیا ہیں کہ گنہ کرتے ہیں بے خوف و خطر
وہ جو اُٹھ جاتے تو جھک جاتے تھے شاہوں کے بھی سر
ہم کہ بس سہمے ہوئے سمٹے ہوئے اپنے ہی گھر
ختم ہونے سے رہا ان کی سخاوت کا سفر
مال و زر ہی پہ تو رہتی ہے سدا اپنی نظر
صاحبِ علم و یقیں ، صاحب ایماں کہتے
شرم آتی ہے ہمیں خود کو مسلماں کہتے

سارے عالم پہ وہ لہرا گئے اپنا پرچم
ہاتھ دھو بیٹھے ہم عراق سے جاتا ہے عجم
وہ کہ بس بڑھتے رہے بڑھتے رہے جن کے قدم
ہم کہ گھٹتے رہے ، ہوتے رہے پامالِ ستم
بات کیا تھی انھیں حاصل تھی فتح سیر شکم
بات کیا ہے کہ میسر ہمیں ہر صبح ِ الم
حق کی خاطر وہ ہتھیلی پہ لئے سر ہوتے
سرخ رو ہم بھی نہ کیوں ہوتے وہی گر ہوتے

آج دنیا کو ضرورت ہے تو سچائی کی
نسلِ انسان کی ہر حال میں اچھائی کی
صاف گوئی کی ، شجاعت کی فراوانی کی
عدل و انصاف پہ انسان کی قربانی کی
علم و عرفان کی ، ایمان کی، آزادی کی
صرف اک راہ ہدایت کی اور اک ہادی کی
ہر برائی سے ہوا تنگ جو ہر فرد ہے آج
کیا نہیں دامنِ اسلام ہی اک اس کا علاج

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:05 PM

حاصل کلام

اس نظم میں شاعر نے زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کے زندگی گزارنے کے طور طریقے اور احکام خداوندی کی مخالفت کی وجہ سے ان کی زندگیاں جن مصائب ومشکلات سے دوچار تھیں انہیں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ ایسے پرآشوب دور میں رسول ﷺ جب ساری دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے اور ان مظالم کے خلاف آواز اٹھائی تو وہ لوگ اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ ایک اللہ کو انھوں نے اپنا معبود بنایا اور نبی پاک کو اپنا رہبر تسلیم کیا تو بس کچھ ہی عرصے میں روم، فارس، خراساں، بحر خزر غرض ہر جگہ انھوں نے پرچم اسلام کو لہرا دیا۔

I۔(i) الفاظ معنی

صحرا	=	جنگل	آبائی	=	باپ دادا
صنم	=	بُت	الحاد	=	لامذہبیت
شناسائی	=	جان پہچان	ہرجائی	=	آوارہ گر، بے وفا
ندامت	=	شرمندگی	صدی	=	سو سال
اُمی	=	پڑھنا لکھنا نہ جاننے والا	خطر	=	اندیشہ، دشواری
خراساں	=	بستی کا نام	تھرّا جانا	=	کانپ جانا
شجاعت	=	بہادری	فراوانی	=	بہتات زیادتی، کثرت

(ii)۔ واحد جمع

صحرا	+	صحرائیں	جرم	+	جرائم
قبیلہ	+	قبائل	قدم	+	اقدام، قدوم
پابندی	+	پابندیاں	فراوانی	+	فراوانیاں
لقب	+	القاب			

(iii)۔ اضداد

کفر	×	ایمان	ظالم	×	عادل
سگے	×	سوتیلے	برائی	×	اچھائی
اُمی	×	غیرامی	بلند ہمت	×	پست ہمت
ختم ہونا	×	شروع کرنا	علاج	×	لاعلاج

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:06 PM

II (i) ۔ درج ذیل اشعار کی تشریح کیجئے :

اپنی حالت پہ ندامت سے وہ گھبرا اٹھے
حق کی آواز جو گونجی تو وہ تھرا اٹھے

جب رہِ راست پہ آئے وہ دکھائے جوہر
چند ہی سالوں میں طے کر گئے صدیوں کا سفر

ایک اُمّی لقبی ان کے جو سردار بنے
سارے عالم پہ حکومت کے وہ حق دار بنے

(ii)۔ شعر مکمل کرو:

1۔ ایک.....ان کے جو سردار بنے
سارے عالم میں حکومت کے وہ..... بنے

2۔ صاحبِ علم و.....صاحب ایماں کہتے
شرم.....ہے ہمیں خود کو مسلمان کہتے

3۔ آج دنیا کو ضرورت ہے تو ..... کی
نسلِ انسانی کی ہر حال میں ..... کی

III۔ جوڑ ملایئے:

دامن اسلام	-	حضرت محمدؐ
ہائیکو کا تمل ترجمہ	-	شرمندگی
ندامت	-	پیسُم ورلگل
اُمّی سے مراد	-	جھوٹ
سچائی کی ضد	-	سجاد بخاری

IV۔ صحیح جواب منتخب کرو:

1۔ نظم ''دامن اسلام'' کے شاعر کا نام (دانش فرازیؔ/علیم صبا نویدیؔ/سجاد بخاریؔ/ابوالبیان حماد)

2۔ صدی کے معنی (سو سال/دس سال/پانچ سال/بیس سال)

3۔ اُمّی سے مراد (رسول اللہؐ/حضرت موسیٰؑ/حضرت عیسیٰؑ/حضرت داؤدؑ)

4۔ شجاعت (بزدلی/تنگ دلی/بہادری/پست ہمت)

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:06 PM

5۔ ہم بھی کیا ہیں کہ.....کرتے ہیں بے خوف وخطر (گنہ/نیکی/مدد/ظلم)

6۔ عدل وانصاف پہ.....کی قربانی کی (انسان/دوست/حیوان/ظالم)

7۔ بعثتِ نبوی سے پہلے لوگ.....کی عبادت کرتے تھے (ایک اللہ/کئی بتوں/کئی خدا/ایک بت)

V۔ مختصر سوالات:

1۔ سجاد بخاریؔ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ اسلام سے پہلے عرب کی کیا حالت تھی؟

3۔ بعثتِ نبوی کے بعد عرب کے لوگوں کے اندر کیا تبدیلی آئی؟

4۔ اُمی لقب سے شاعر کس کی طرف اشارہ کرتے ہیں؟

5۔ حق کو قبول کرنے کے بعد عربوں کے اندر کیا تبدیلی آئی؟

6۔ شاعر کی نگاہ میں آج دنیا کو کن چیزوں کی ضرورت ہے؟

7۔ آج ہم اپنا کھویا ہوا مقام کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

VI۔ تفصیلی سوالات:

1۔ نظم ''دامنِ اسلام'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے؟

2۔ شاعر سجاد بخاریؔ نے اپنی نظم ''دامنِ اسلام'' کی کن خوبیوں کو اپنانے کا مشورہ دیا ہے؟

عملی کام :

- علیم صبا نویدی کے ہائیکو کا تمل ترجمہ جو پیسم ورلگل کے نام سے بخاریؔ نے شائع کیا ہے، اس کا مطالعہ کیجئے۔
- مدراس کے اخبار ''اتحاد'' میں سجاد بخاریؔ نے جو خدمات انجام دی ہیں اس کا احاطہ کیجئے۔
- سجاد بخاریؔ نے مدراس یونیورسٹی میں شعبۂ اردو میں جو خدمت کی ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔
- سجاد بخاریؔ کی مشہور نظموں اور چند غزلوں کو جمع کیجئے۔
- اردو اور تمل زبانوں میں ترجمہ کا جو اہم کام سجاد بخاری نے انجام دیا ہے اس کے متعلق معلومات حاصل کیجئے۔

اقوال زرّین

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری عزت ہو تو پہلے دوسروں کی عزت کرنا سیکھو۔

جو عقل مند جاہلوں سے لڑے، وہ عزت کی توقع نہ رکھے۔

دنیا کی عزت مال سے ہے اور آخرت کی عزت اعمال سے ہوتی ہے۔

جو آدمی آخرت کے کاموں میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے کاموں کی ذمہ داری لے لیتا ہے۔

جو شخص اپنے باطن کو صحیح کر لے، اللہ اس کے ظاہر کو صحیح فرماتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صحیح کر لیتا ہے، اللہ اس کے اور مخلوق کے درمیان معاملات کو صحیح کر دیتا ہے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:06 PM

اکائی 10

ادبی لطیفے



ہنسنا ہنسانا انسان کی فطرت ہے۔ جب کوئی ہنستا ہے تو دنیا اس کے ساتھ ہنستی ہے اور جب کوئی روتا ہے تو شاید ہی کوئی اس کا ساتھ دیتا ہو۔ جب بھی کوئی رنجیدہ خبر سننے میں آجائے تو سب پر اس کا اثر اتنا نہیں پڑتا کہ رونے لگیں مگر جب کوئی لطیفہ یا چٹکلہ سنایا جائے تو محفل کی محفل قہقہے لگانے لگتی ہے۔

لطیفہ یا چٹکلہ کسی عجیب، دلچسپ یا کسی ایسی بات کو کہتے ہیں جس کے پڑھنے یا سننے سے طبیعت خوش ہوجائے اور ہنسی کا فوارہ چھوٹ جائے۔ لطیفہ تناؤ کو کم کرتا ہے۔ چہرے پر بشاشت لاتا ہے اور اس سے مزاج میں شگفتگی آجاتی ہے۔ ایک اچھا مزاح ادب کا ذوق پیدا کرنے میں بھی معاون ہوتا ہے۔ اس سبق میں ایسے ہی چند ادبی لطیفے بیان کئے گئے ہیں، جن کے پڑھنے یا سننے سے طبیعت شاداں وفرحاں ہوجائے گی۔

سیکھنے کے مقاصد

- لطائف وظرائف کا تعارف کرانا۔
- طلبہ کے اندر سچا ادبی ذوق پیدا کرنا۔
- ادب میں لطیفوں اور چٹکلوں کی اہمیت وافادیت سے آگاہ کرانا۔
- مشہور ومعروف مزاح نگار شعراء وادبا کے بارے میں معلوم کرانا۔
- ذوق سلیم کی تربیت کرنا وغیرہ۔

مسلمان انجن

حکومت حجاز نے ایک برطانوی کمپنی کو حجاز ریلوے لائن تعمیر کرنے کا ٹھیکہ دیا، تجویز یہ تھی کہ جدّہ سے مکّہ معظّمہ تک ریل نکال کر حاجیوں کی سفری مشکلات کا خاتمہ کردیا جائے۔ اکبرالہ آبادی نے جب یہ خبر سنی تو ان کی جولانی طبع رک نہ سکی۔ فرمانے لگے ؎

مکّے تک ریل کا سامان ہوا چاہتا ہے
اب تو انجن بھی مسلمان ہوا چاہتا ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:07 PM

گیہوں کی روٹی

ہندوستان میں پہلے پہل کاغذی نوٹ جاری ہوئے۔اس سے پہلے سونے، چاندی اور تانبے کے سکّے رائج تھے۔ ہر نئی تبدیلی عوام میں ہیجان اور خلفشار پیدا کر دیتی ہے، پھر ہندوستان میں تو انگریزوں کے خلاف ایک اچھا خاصا جذبۂ نفرت موجود تھا۔نوٹوں کی اجرا پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔اکبرؔ الہ آبادی اس شور وغل کو فضول سمجھتے تھے۔انہوں نے کہا کہ ؎

حرج کیا ہے روپیہ جو کاغذ کا چلا
شکر کر روٹی تو گیہوں کی رہی

تالیاں

ایک دن راجہ صاحب کے دربار میں اشرف علی خان فغانؔ نے غزل پڑھی جس کا قافیہ تھا ''لالیاں اور جالیاں''۔سب سخن فہموں نے بہت تعریف کی۔راجہ صاحب کی صحبت میں جگنو میاں ایک مسخرے تھے،ان کی زبان سے نکلا کہ نواب صاحب سب قافیے آپ نے باندھے مگر تالیاں رہ گئیں۔انھوں نے ٹال دیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ راجہ صاحب نے خود فرمایا کہ نواب صاحب! سنتے ہو، جگنو میاں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا: مہاراج اس قافیہ کو مبتذل سمجھ کر چھوڑ دیا ہے اور آپ فرمائیں تو اب بھی ہوسکتا ہے۔راجہ صاحب نے کہا ہاں کچھ کہنا تو چاہئے۔انھوں نے اسی وقت پڑھا ؎

جگنو میاں کی دُم جو چمکتی ہے رات کو
سب دیکھ دیکھ اس کو بجاتے ہیں تالیاں

تمام دربار چمک اٹھا اور جگنو میاں مدھم ہو کر رہ گئے۔

حساب برابر

ایک روز میر مہدی مجروحؔ بیٹھے تھے اور مرزا غالبؔ پلنگ پر پڑے کراہ رہے تھے، میر مہدیؔ پاؤں دابنے لگے۔مرزا نے کہا بھئی! تم سید زادہ ہو، مجھے کیوں گنہگار کرتے ہو؟ انھوں نے نہ مانا اور کہا آپ کو ایسا ہی خیال ہے تو پاؤں دابنے کی اُجرت دے دیجئے گا۔مرزا نے کہا ہاں اس کا مضائقہ نہیں۔ جب پاؤں داب چکے تو انھوں نے اجرت طلب کی مرزا نے کہا! ''بھئی کیسی اجرت! تم نے میرے پاؤں دابے، میں نے تمہارے پیسے دابے، حساب برابر ہوا''۔

بنارس کا خدا

خواجہ آتشؔ کے ایک شاگرد اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ ظاہر کیا کرتے تھے اور خواجہ صاحب اپنی آزاد مزاجی سے کہا کرتے تھے کہ میاں کہاں جاؤ گے؟ دو گھڑی مل بیٹھنے کو غنیمت سمجھو اور جو خدا دیتا ہے اس پر صبر کرو۔ایک دن وہ آئے اور کہا کہ حضرت! رخصت کو آیا ہوں، فرمایا خیر باشد! کہاں؟ انھوں نے کہا کل بنارس کو روانہ ہوں گا، کچھ فرمائش ہو تو فرما دیجئے۔آپ ہنس کر بولے! اتنا کام کرنا کہ وہاں کے خدا کو ذرا ہمارا بھی سلام کہہ دینا، وہ حیران ہو کر بولے کہ حضرت یہاں اور وہاں کا خدا کوئی جدا ہے؟ فرمایا کہ شاید یہاں کا خدا آپ کو کچھ کم دیتا ہو،

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:07 PM

اور وہاں کا خدا کچھ زیادہ، انھوں نے کہا: معاذ اللہ آپ کے فرمانے کی کیا بات ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا بھلا سنو تو سہی، جب خدا وہاں یہاں ایک ہے تو ہمیں چھوڑ کر کیوں جاتے ہو؟ جس طرح اس سے وہاں جا کر مانگو گے، اسی طرح یہاں مانگو، جو وہاں دے گا، تو یہاں بھی دے گا۔ اس بات نے ان کے دل پر ایسا اثر کیا کہ سفر کا ارادہ موقوف کیا اور خاطر جمع سے بیٹھ گئے۔

دور کی سوجھی

ایک دن انشاءاللہ خان، جرأت کی ملاقات کو گئے جو، اُن دنوں اندھے ہو گئے تھے، دیکھا تو سر جھکائے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں، انھوں نے پوچھا ''کس فکر میں بیٹھے ہو''؟ جرأت نے کہا ''ایک مصرعہ ذہن میں آیا ہے، چاہتا ہوں کہ مطلع ہو جائے'' انھوں نے پوچھا کیا ہے؟ جرأت نے کہا: خوب مصرعہ ہے مگر جب تک دوسرا مصرعہ نہ ہوگا تب تک پہلا مصرعہ نہ سناؤں گا۔ نہیں تو تم مصرعہ لگا کر اسے بھی چھین لو گے۔ سید انشاء نے بہت اصرار کیا۔ آخر جرأت نے پڑھ ہی دیا ؎

اس زلف پر بھپتی شبِ دیجور کی سوجھی

سید انشاء نے فوراً کہا ؎ ''اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی''

جرأت ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اٹھا کر مارنے کو دوڑے، دیر تک سید انشاؔ آگے آگے بھاگتے پھرے اور یہ پیچھے پیچھے ٹٹولتے پھرے۔

راہ کا شغل

میر تقی میرؔ جب دہلی چھوڑ کر لکھنو چلے تو ساری گاڑی کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ ناچار ایک شخص کے ساتھ شریک ہو گئے اور دہلی کو خدا حافظ کہہ دیا۔ تھوڑی دیر آگے چل کر اس شخص نے کچھ بات کی، یہ اس کی طرف سے منہ پھیر کر ہو بیٹھے، کچھ دیر بعد پھر اس نے بات کی، میرؔ صاحب چیں بہ جبیں ہو کر بولے کہ صاحب قبلہ! آپ نے کرایہ دیا ہے بے شک، گاڑی میں بیٹھئے مگر باتوں سے کیا تعلق؟ اس نے کہا! حضرت کیا مضائقہ ہے، راہ کا شغل ہے، باتوں میں ذرہ جی بہلتا ہے۔ میرؔ صاحب بگڑ کر بولے کہ خیر آپ کا شغل ہے پر میری تو زبان خراب ہوتی ہے۔

چوری کا مال

ایک مرتبہ کیفیؔ دہلوی کے فرزند نے انھیں خود انھیں کا لکھا ہوا ایک مضمون دکھایا جو کسی آدمی نے بغیر کسی ردوبدل کے اپنے نام سے شائع کروا دیا تھا اس پر کیفیؔ صاحب ہنس پڑے کہنے لگے ''میاں غنیمت سمجھو کہ چور نے چوری کا مال جوں کا توں بازار میں لا کر رکھ دیا، اس نے اس کا حلیہ تو نہیں بگاڑا ہے''

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:08 PM

گھر کا چراغ

ایک دن مرزا محمد رفیع سوداؔ مشاعرے میں بیٹھے تھے، لوگ اپنی اپنی غزلیں پڑھ رہے تھے۔ ایک شریف زادہ جس کی عمر صرف بارہ یا تیرہ سال تھی، اس نے اپنی غزل پڑھی، مطلع تھا ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گرمیٔ کلا سے سوداؔ بھی چونک پڑے۔ پوچھا یہ مطلع کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت! یہ صاحبزادے کا ہے۔ سوداؔ نے بہت تعریف کی، کئی مرتبہ اس سے پڑھوایا اور کہا میاں لڑکے! تم جوان ہوتے تو نظر نہیں ہوتے! خدا کی قدرت انھیں دنوں میں لڑکا جل کر مر گیا۔

تعویذ

ایک بزرگ نے غالبؔ کو ایک خط لکھا۔ ان کی تحریر نہایت شکستہ تھی، اسے پڑھنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ غالبؔ نے انھیں جواب میں لکھا:

پیر و مرشد! خط ملا، چوما، چاٹا اور آنکھوں سے لگایا، آنکھیں پھوٹیں، جو ایک حرف بھی پڑھا ہو، تعویذ بنا کر تکیہ میں رکھ دیا۔

حاصل مطالعہ

اس سبق کے مطالعہ سے ہم کو لطائف وظرائف کی ضرورت اور اہمیت کا پتہ چلتا ہے نیز ادیبوں اور شاعروں کی نجی زندگی اور ان کی ادبی اور لسانی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ یقیناً ہماری زبان اردو میں ایسے ماہر اور باکمال شعراء بھی گذرے ہیں جن کے نوکِ زبان پر اشعار کا ایک بہت بڑا خزانہ ہمیشہ چھپا رہتا تھا۔ جو برموقع و برجستہ زبان سے نکل پڑتا تھا، لطیفہ گوئی یا بذلہ سنجی ایک ادبی صلاحیت بھی ہے۔ کبھی کبھی انسان اپنی اداسی دور کرنے یا ذہنی تازگی حاصل کرنے کے لئے ان لطیفوں اور چٹکلیوں کا سہارا ضرور لے لیتا ہے۔

I.(i) الفاظ معنی

لطیفہ	=	ہنسی کی بات	مسخرا	=	ہنسانے والا
متبذل	=	عامیانہ/گھٹیا	شکستہ تحریر	=	خراب تحریر
جوئے شیر	=	وہ دودھ کی نہر جو فرہاد نے کھودی تھی (مراد مشکل کام انجام دینا)			
مترادف	=	برابر	چہ میگوئیاں	=	کانا پوسی
شور وشر	=	ہنگامہ	جولانی طبع	=	طبیعت کی رنگینی
چٹکلہ	=	لطیفہ	ٹھیکہ	=	ذمہ/کانٹراکٹ

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:08 PM

ہیجان وخلفشار	=	پریشانی کا عالم	مدھم	=	دھیما/آہستہ
سیّدزادہ	=	سید خاندان والا	بے روزگاری	=	بے کاری/نکمّہ
بھبتی سوجھنا	=	مثال دینا	شبِ دیجور	=	اماوَس کی رات
حُلیہ	=	شکل وصورت	چین بہ جبیں ہونا	=	ناراض ہونا
دوگھڑی	=	تھوڑی دیر	آنکھیں پھوٹنا	=	اندھا ہوجانا

(ii) واحد جمع

لطیفہ	+	لطیفے/لطائف			
شکایت	+	شکایات	شغل	+	اشغال/مشاغل
مضمون	+	مضامین	خط	+	خطوط
قافیہ	+	قوافی/قافیئے	ردیف	+	ردائف/ردیفے
مال	+	اموال	شاعر	+	شعراء
ادیب	+	اُدباء	مشکل	+	مشکلات
تجویز	+	تجاویز	خبر	+	اخبار
تعمیر	+	تعمیرات	طبع	+	طبائع
شریف	+	شرفاء	شخص	+	اشخاص

(iii) اضداد

عوام	×	خواص	فضول	×	کارآمد
روزگار	×	بے روزگار	سفر	×	حضر
آزاد	×	قید	ملاقات	×	جدائی
گنہگار	×	نیک	تحریر	×	تقریر
شب	×	روز			

(iv) جوڑ ملایئے:

1۔ جگنومیاں	–	حساب برابر
2۔ اُجرت	–	رذیل
3۔ مرزاغالبؔ	–	مسخرہ
4۔ دور کی سوجھی	–	مزدوری
5۔ شریف	–	انشاءاللہ خان انشاؔ

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:08 PM

II. صحیح جواب منتخب کیجئے:

1۔ میر تقی میرؔ دہلی چھوڑ کر..... چلے گئے (بنارس/لکھنو/میرٹھ/اعظم گڈھ)

2۔ تجویز کی جمع..... ہے (تجویزات/تجاویز/تجویزے/تجاویزات)

3۔ دل کے پھپھولے جل اٹھے..... کے داغ سے (چراغ/دل/پیٹھ/سینے)

4۔ ''اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی'' یہ مصرعہ..... کا ہے (جرأتؔ/انشاءؔ/داغؔ/آتشؔ)

5۔ تم نے میرے پاؤں دابے، میں نے تمہارے پیسے دابے..... نے کہا تھا (میر مہدیؔ/میر تقی میرؔ/مرزا غالبؔ/اکبر)

6۔ آخری دنوں میں یہ شاعر اندھے ہو گئے تھے (جرأتؔ/انشاءؔ/آتشؔ/سوداؔ)

7۔ مترادف کے معنی..... ہیں (برابر/کم/زیادہ/غلط)

8۔ سب دیکھ دیکھ اس کو بجاتے ہیں..... (سیٹیاں/تالیاں/گالیاں/جالیاں)

9۔ خواجہ آتشؔ کے ایک شاگرد اکثر کس کی شکایت کرتے تھے؟ (بیماری کی/بے روزگاری کی/بدنامی کی/بے وفائی کی)

10۔ مرزا غالبؔ..... پر پڑے کراہ رہے تھے (کرسی/پلنگ/حصیر/زمین)

III. مختصر ترین سوالات:

1۔ حکومت حجاز نے برطانوی کمپنی کو کس کا ٹھیکہ دیا تھا؟

2۔ ہندوستان میں کاغذی نوٹ سے پہلے کونسے سکّے رائج تھے؟

3۔ اشرف علی خان فغانؔ کی غزل کا قافیہ کیا تھا؟

4۔ ''اندھے کو اندھیرے میں دور کی سوجھی'' یہ مصرعہ کس شاعر کا ہے؟

5۔ ''وہاں کے خدا کو ہمارا بھی سلام کہہ دینا'' کس نے کہا تھا؟

6۔ میر مہدیؔ نے پاؤں دابنے کی اجرت مانگی تو مرزا غالبؔ نے کیا جواب دیا؟

IV. مختصر سوالات :

1۔ غالبؔ نے اپنے بزرگ کے خط کے جواب میں کیا لکھا؟

2۔ حکومت حجاز نے حاجیوں کی مشکلات کو کس طرح دور کرنا چاہتی تھی؟

3۔ لطیفوں کی اہمیت وافادیت پر چند جملے لکھئے۔

4۔ راجہ صاحب کے مسخرے نے کیا کہا تھا؟

5۔ میر کے دہلی چھوڑنے کا حال مختصر لکھئے۔

6۔ خواجہ آتشؔ کے لطیفے کو اپنے لفظوں میں لکھئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:09 PM

7۔ اس شعر کا مطلب بیان کیجئے ۔ حرج کیا ہے روپیہ جو کاغذ کا چلا ہے
شکر کر روٹی تو گیہوں کی رہی

8۔ لطیفہ کسے کہتے ہیں؟ مختصر لکھئے۔

V. تفصیلی سوالات:

1۔ اپنے پسندیدہ ادبی لطیفوں کا حوالہ دیتے ہوئے ایک مضمون لکھئے۔

2۔ ''ادبی لطیفے'' سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیجئے۔

VI. دئے گئے انگریزی جملوں کا اردو میں ترجمہ کیجئے:

1. Art is long and life is short
2. Pen is Mightier than the Sword.
3. After a Storm Comes a Calm.
4. Man Proposes, God Disposes.
5. Anger is a Sworn enemy.

VII. دئے گئے محاورات (Phrases) کے معنی بتایئے اور انھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجئے۔

1۔ ایک انار سو بیمار

2۔ بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی

3۔ پھونک پھونک کر قدم رکھنا

4۔ ذرّے کو آفتاب بنانا

5۔ زبانی جمع خرچ

VIII. عملی کام:

1۔ اپنی اسکول کی لائبریری سے محمد حسین آزاد کی کتاب ''آبِ حیات'' حاصل کر کے مطالعہ کیجئے۔

2۔ ادبی رسائل اور جرائد میں لطیفوں کا ایک مستقل کالم ہوتا ہے، آپ ان کے تراشوں کو جمع کیجئے اور وقتِ ضرورت دوستوں کی محفل میں سنا کر لطف اٹھایئے۔

3۔ پطرسؔ بخاری، فرحت اللہ بیگؔ، رشید احمد صدیقی، اور شوکت تھانویؔ اردو ادب کے مشہور طنز و مزاح نگار ہیں، ان کے بارے میں معلومات جمع کیجئے۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:09 PM

حصّۂ غـزل

اکائی 10

غزل

گوہرؔ مدراسی

شاعر کا تعارف



گوہرؔ کا پورا نام مولوی محمد منور حسین ہے اور گوہرؔ تخلص ہے۔ 1873ء میں مدراس میں پیدا ہوئے۔ عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم والدین سے حاصل کی۔ مدراس یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اردو نیشنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں لکچرر کے عہدے پر مامور ہوئے۔ ملازمت کے دوران آپ کا تحقیقی کارنامہ ''سخن وران بلند فکر'' مشہور زمانہ رہا ہے۔ جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس میں جنوبی ہند اور دکن میں فارسی و اردو شعراء کا تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ فارسی غزلیات کا مجموعہ '' مخزن سعادت'' اردو شعری مجموعہ ''گوہر آبدار'' اور قصائد کا مجموعہ ''باغ رنگین'' آپ کی شعری تصانیف ہیں۔ 14/اپریل 1941 کو حیدرآباد میں آپ کا انتقال ہوا۔

جس میں سودائے محبت ہے وہ سر اچھا ہے
عشق کا داغ ہو جس میں وہ جگر اچھا ہے

تم بھی ہو پردہ نشین یہ بھی ہے پردے کا مکان
میرے دل میں رہو اے جان یہ گھر اچھا ہے

حسن والے ہیں زمانے میں ہزاروں لیکن
سب حسینوں سے مرا رشک قمر اچھا ہے

دل میں گھر کر گیا اور مجھ کو خبر تک نہ ہوئی
لاکھ تیروں سے تیرا تیر نظر اچھا ہے

کبھی بھولے سے خبر لی نہ فلک نے گوہرؔ
اس پہ یہ ناز کہ نالوں میں اثر اچھا ہے

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:09 PM

لفظ کی تحقیق

''رشک قمر'' فارسی زبان سے ماخوذ اسم ہے۔''رشک'' کے آخر پر کسرہ صفت لگا کر عربی اسم ''قمر'' لگانے سے مرکب توصیفی ''رشک قمر'' بنا ہے۔ اس لفظ کو اردو میں سب سے پہلے نسیم دہلوی نے اپنے دیوان میں استعمال کیا ہے۔اس کے معنی ایسا خوب صورت کہ چاند کو بھی رشک آئے۔

تمل ناڈو کے وہ قدیم شعراء جن کی شاعری کا اعتراف شمال کے استاد شعرا نے کیا:

شاطرؔ مدراسی: شاطرؔ مدراسی کی شاعری کا اعتراف مولانا شبلی نعمانی، ڈپٹی نذیر احمد، اکبرؔ الہ آبادی، عبدالحلیم شررؔ، اور منشی ذکاءاللہؔ جیسے اردو کے عظیم شعراء نے کیا۔

شاکرؔ وانمباڑی: شاکرؔ وانم باڑی کی شاعری کی تعریف، داغؔ دہلوی، امیرؔ مینائی، اور جلالؔ لکھنوی جیسے مشہور استاد شاعروں نے کی۔

گوہرؔ مدراسی: گوہرؔ مدراسی کا مجموعہ قصائد ''باغ رنگین'' کتب آصفیہ حیدرآباد کی زینت بنا ہوا ہے۔

I. الفاظ معنی

سودائے محبت	=	محبت کی دیوانگی
پردہ نشین	=	پردے میں بیٹھنے والی
رشک قمر	=	بے حد خوبصورت
فلک	=	آسمان
نالہ	=	فریاد
داغ	=	نشان

II. اضداد

محبت	×	نفرت
اچھا	×	برا
قمر	×	مہر
بھولنا	×	یاد کرنا
فلک	×	زمین

III. مصرعے مکمل کیجئے:

1۔ تم بھی ہو پردہ نشین یہ بھی ہے.....

2۔ .....ہو جس میں وہ جگر اچھا

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:10 PM

3۔ سب حسینوں سے مرا.....

4۔ .....اور مجھ کو خبر تک نہ ہوئی۔

IV. اشعار کی تشریح کیجئے:

حسن والے ہیں زمانے میں ہزاروں لیکن
سب حسینوں سے مرا رشکِ قمر اچھا ہے

جس میں سودائے محبت ہے وہ سر اچھا ہے
عشق کا داغ ہو جس میں وہ جگر اچھا ہے

V. سوالات:

1۔ گوہر مدراسی کا پورا نام لکھئے۔

2۔ گوہر مدراسی کی کوئی دو تصنیفات لکھئے۔

3۔ ''پردے کا مکان'' سے گوہر مدراسی کی مراد کیا ہے؟

4۔ ''رشکِ قمر'' کا معنی بتایئے۔

5۔ اپنے محبوب کے لئے گوہر مدراسی کے نزدیک کونسا گھر اچھا ہے؟

6۔ گوہر مدراسی کو کس چیز کی خبر تک نہ ہوئی؟

اردو ناول کا آغاز وارتقاء:

نذیر احمد کی تصنیف ''مراۃ العروس'' جو 1869ء میں شائع ہوئی۔ عام طور پر اسی کو اردو کا پہلا ناول تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مراۃ العروس کے بعد، بنات النعش، توبۃ النصوح، ابن الوقت، رویائے صادقہ، اور ایامیٰ وغیرہ ناول بھی لکھے ہیں۔

ناول کی ارتقاء کی تاریخ میں رتن ناتھ سرشار کے ناول ''فسانہ آزاد'' کو سنگِ میل کا درجہ حاصل ہے۔ عبدالحلیم شرر کی ''فردوس بریں'' بہت مشہور ہے۔ تاریخی ناولوں کی بنیاد انھوں نے ہی رکھی۔ اس کے علاوہ رسوا نے ''افشائے راز'' ''اختری بیگم'' ''ذات شریف'' ''امراؤ جان'' جیسے ناول لکھے۔ یہ اردو کا پہلا اور مکمل ناول ہے۔ اسی زمانے میں راشد الخیری اور مرزا محمد سعید کے بھی ناول منظر عام پر آئے۔

بیسویں صدی کے اوائل میں پریم چند نے ناول کو حقیقت سے قریب کیا، ''ان کے ناولوں میں ''گئودان'' ''نرملا'' اور ''میدان عمل'' بے حد مقبول ہوئے۔ اس کے بعد سجاد ظہیر، عزیز احمد، قرۃ العین، عصمت چغتائی، شوکت صدیقی، راجندر سنگھ بیدی وغیرہ مشہور ہیں۔ حالیہ ناول نگاروں میں پیغام آفاقی، عبدالصمد، الیاس احمد وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:10 PM

سرسری مطالعہ

اکائی 10

دل ہی تو ہے

سر عبدالقادر

وکلائے شہر میں مسٹر نعیم کی فصاحت کی دھوم تھی۔ پہلے یہ شخص وکالت کرتا تھا۔لیکن بعد میں سرکار کی طرف سے ''اڈوکیٹ جنرل'' مقرر ہوگیا۔ جب کبھی عدالتِ سشن میں کوئی بھاری مقدمہ پیش ہوتا تو ملزم کے خلاف بحث اسی کے سپرد ہوتی تھی۔اس کی گونجتی ہوئی آواز مشہور تھی اور اس کی تقریر کی گرمی اور جوش نہایت پُر تاثیر۔معززینِ شہر جو بطورِ ''جیوری'' کے ملزم کی قسمت کا فیصلہ کرنے بیٹھتے تھے، ہمیشہ اس کی تقریر سے متاثر ہو جاتے تھے۔لب کشا ہونے سے پیشتر وہ ایک نظر حاضرین پر ڈال لیتا تھا۔اس کی صورت گویا اس وقت مجسّم انتقام ہوتی تھی، جس کا فرض تھا کہ ملک کو جرم سے پاک کردے۔ اس کا عدالت کے کمرے میں آکر اپنی کرسی پر بیٹھنا ملزم کو حواس باختہ کر دیتا تھا۔خود دوسرے وکلا اس کی لیاقت کے قائل تھے اور سمجھتے تھے کہ مسٹر نعیم کو خدا نے اس فصاحت کا جو فنِ وکالت کے لئے درکار ہے، خاص حصہ دیا ہے۔

مسٹر نعیم اپنی تمام ہمت اس خدمت میں صَرف کرتا تھا اور اپنی قوت کا استعمال اس سختی کے ساتھ کرتا تھا کہ گویا اس کو نرم دلی اور رحم سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔ ضابطۂ فوجداری ہاتھ میں لئے وہ ہر ملزم کے متعلق حکم مناسب لگا دیتا تھا اور رحم کو اس معاملے میں بالکل دخل نہیں دیتا تھا۔اس کی یہ عادت اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ کسی نے بھی اس کو ہنستے نہیں دیکھا تھا۔اس کی روزمرّہ زندگی ہر قسم کی تفریح سے خالی تھی اور سب خوشیاں چھوڑ کر وہ کام میں محو تھا۔ لوگ اس کی عزت کرتے تھے۔لوگ اس سے ڈرتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ جس بات پر اَڑ جائے، کبھی اس سے ٹلنے والا نہیں، مگر حقیقت یہ تھی کہ مسٹر نعیم کو ایک ایسی مصیبت کا سامنا ہو چکا تھا، جس کا صدمہ اسے اندر ہی اندر گھلائے دیتا تھا اور اس لئے وہ چاہتا تھا کہ سخت محنت سے اپنے غمِ جاں کاہ کو کسی قدر گھٹا دے۔ابتدائے عمر میں اس کی شادی ایک شریف عورت سے ہوئی تھی اور خدا نے اس بیاہ سے ایک لڑکا دیا تھا، جو ماں باپ دونوں کی آنکھ کا تارا تھا۔ان کی جوانی کی خوشی اور ان کے بڑھاپے کی اُمید، مگر شامتِ اعمال سے لڑکا برا اُٹھا اور اس مایوسی نے باپ کا یہ حال کر دیا۔

باپ کی طبیعت کی قدرتی سختی بھی کسی حد تک لڑکے کی خرابی کا باعث ہوئی ہوگی۔کبھی کبھی یہ سوال نعیم کے دل میں کھٹکتا تھا، مگر پھر اسے خیال آتا تھا کہ ماں کی طبیعت کی کمزوری اس ساری خرابی کا باعث ہوئی ہوگی، لیکن ایسے واقعات کے صحیح اسباب کون بتا سکتا ہے اور ذمہ داری کا ٹھیک حصہ دریافت ہونے کا کونسا ذریعہ ہے؟

مسٹر نعیم نے لڑکے کی نافرمانی سے تنگ آکر اس کی اصلاح کی یہ تدبیر سوچی تھی کہ اس کو جہاز پر معمولی ملاحوں میں نوکر کرا دیا جائے تاکہ جہاز کی زندگی کی سختیاں اس کی سرکشی کا علاج بنیں اور جو طبیعت گھر میں ہر طرح کی کوشش سے راہِ راست پر نہیں آسکی، وہ جہاز والوں کے احکام کی پابندی سے مائل بہ اطاعت ہو جائے۔اس نے جب لڑکے کو اپنا یہ فیصلہ سنایا اور کہا کہ '' تمہیں جانا پڑے گا تو لڑکا ناچار بادلِ ناخواستہ گھر سے نکل پڑا مگر سخت اندوہ گیں تھا اور غم و غصہ سے جل رہا تھا۔ماں کی مامتا مشہور ہے۔لڑکے کو رخصت کرتے وقت زار زار رونے لگی، مگر لڑکے کا دل اس بدسلوکی سے پتھر ہو گیا تھا۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:11 PM

اس نے نہ ماں کے آنسوؤں کی پروا کی اور نہ اُن نصائح کی جو باپ نے وقتِ رخصت ضروری سمجھیں۔ دل ہی دل میں کچھ ارادہ کیا اور چل دیا۔ جہاز کی سختی اس سے کہاں جھیلی جاتی۔ پہلے ہی مقام پر جہاں جہاز کنارے لگا، اتر کے سیر کو گیا اور پھر واپس نہ آیا۔ اس دن سے برابر مفقود الخبر تھا۔ چھ سال گزر گئے اور باپ کو معلوم تک نہ تھا کہ بیٹا مر گیا یا جیتا ہے۔

اول اول ماں باپ دونوں بیٹھے اپنی اس بدقسمتی پر افسوس کیا کرتے تھے۔ کبھی بیٹے کو مصیبت میں مبتلا تصور کیا کرتے تھے۔ کبھی ڈرتے تھے کہ کسی قید خانے میں ہوگا۔ کبھی کہتے تھے کہ کاش معلوم ہو جاتا کہ مر ہی گیا ہے۔ چار آنسو تو بہا لیتے۔ اس کش مکش اور قلبی تکلیف نے آخر ماں کی جان لے۔ ماں کو دمِ واپسیں تک بیٹے کی یاد تھی۔ خاوند کو جو آخری وصیت کی، یہ تھی ''اسے معاف کر دو''۔

لڑکا پہلے جا چکا تھا۔ بیوی یوں رخصت ہوئی اور بے چارہ نعیم ہمیشہ کے لئے ان کا ماتم کرنے کو رہ گیا۔ اس حالت میں کام میں دل لگانا اور سخت محنت کرنا، یہی اس کے درد کا درماں تھا اور اس لئے وہ کام میں اس قدر مصروف رہتا تھا۔

آج بھی حسبِ معمول نعیم کاغذات کا پلندا بغل میں دبائے کچہری کو گیا۔ دل میں مضمون تقریر سوچتا تھا کہ قتل کے اس مقدمے میں جو عدالت کے سامنے پیش ہونے کو ہے اور جس کا شہر بھر میں چرچا ہے، یہ باتیں کہنی چاہئیں۔ اس مقدمہ کی شہرت کا زیادہ تر باعث یہ ہوا کہ قاتل نے عدالت میں اپنا نام بتانے اور ارادۂ جرم کی وجہ بیان کرنے سے قطعی انکار کیا۔ سشن کے کمرے میں لوگ صبح سے مقدمہ سننے کے لئے جمع تھے۔ اتنے میں چپراسی نے اعلان کیا ''عدالت بیٹھتی ہے'' اور جج سرخ چغے پہنے کمرے میں داخل ہوئے۔ نعیم ان کے پیچھے تھا۔ وہ آتے ہی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور بغیر ادھر ادھر دیکھنے کے حسبِ عادت اپنے کاغذات میں مصروف ہو گیا تاکہ فردِ قرار دادِ جرم کی تیاری میں اگر کچھ کمی رہ گئی ہو تو پوری ہو جائے اور سرکار کی طرف سے مقدمہ اور مضبوط ہو جائے۔ اتنے میں ملزم بھی داخل ہوا۔ ایک جوان خوش پوش آدمی عین بہارِ شباب میں جس کی ظاہری حالت معمولی مجرموں سے بالکل علحدہ تھی۔

صدرِ عدالت نے سوال کیا: ''تمہارا کیا نام ہے؟''

ملزم: میں پیشتر بھی اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر چکا ہوں۔ میرا سر آپ کی عدالت کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہے، لیکن یہ میرا عزمِ مصمّم ہے کہ میں اپنا راز فاش کئے بغیر مروں گا۔ میرا نام ہرگز کسی کو معلوم نہ ہوگا۔''

اس آواز سے نعیم کانپ اٹھا، کیوں کہ اس کے کان اس آواز سے آشنا تھے۔ اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ بدقسمت ملزم اس کا گم شدہ لڑکا ہے۔

ادھر ملزم نے بھی اپنے باپ کو پہچان لیا۔ اور اس کا دل بھی بے اختیار پگھلا۔ بچپن کے دن اس کی آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ ماں باپ کی ان دنوں کی ناز برداریاں یاد آئیں اور ماضی و حال کا یہ تضاد اس قدر گراں گزرا کہ اسے غش آ گیا۔

نوجوان کو اٹھا کر باہر لے گئے اور مقدمہ ملتوی ہو گیا۔ لوگ بھی اس غیر متوقع حادثے سے متاثر ہو کر گھروں کو چل دئے اور سوچتے جاتے تھے کہ دیکھیں اس عجیب مقدمہ کا انجام کیا ہوتا ہے۔

اڈوکیٹ جنرل اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے اور اس سے چلا نہیں جاتا تھا۔

کمرے کا دروازہ اندر سے بند کیا اور اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ دل سے پوچھنے لگا کہ کیا کیا جائے؟ مدعی بن کر بیٹے کا جرم ثابت کرنا اور اس کی جان لینا تو اسے صاف ناممکن نظر آیا۔ البتہ یہ خیال آیا کہ چپکے سے کوئی عذر کر کے یہ راز جتائے بغیر مقدمہ کسی اور وکیل کے سپرد کر دے، مگر مہرِ پدری نے گوشۂ دل سے آواز دی کہ بیٹا اگر بچ سکے تو کسی نہ کسی طرح اسے بچانا چاہئے۔'' اس کی تائید میں اس مرنے والی کی آخری وصیت یاد آئی کہ ''اسے معاف کر دو۔'' ان الفاظ کا یاد آنا تھا کہ وہ اور سب کچھ بھول گیا۔ نہ یہ خیال رہا کہ لڑکے کے کیا کیا قصور تھے، نہ یہ کہ اب وہ کس جرم کا ملزم

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:12 PM

ہے۔اتنا ہی یاد رہا کہ ''میں باپ ہوں وہ بیٹا ہے۔'' اور وہ اڈوکیٹ جنرل جو سنگ دل مشہور تھا، زار زار رونے لگا۔طبیعت ذرا سنبھلی تو اٹھا اور بے پس و پیش نوکری سے استعفٰی لکھ کر عدالت میں بھیج دیا۔اب کیا تھا؟ آزاد ہے اور اپنی مرضی کا مالک۔اس نے معمولی وکیل کا لباس زیبِ تن کیا اور یہ لفظ کہے:

''اے میری پیاری بیوی! اے مرنے والی!! جس کی یاد میں میں آج تک ماتمی ہوں۔ لے! میں تیرے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ میں نے اسے معاف کر دیا اور میں اس کی طرف سے وکالت کرنے کے لئے عدالت کے روبرو جاتا ہوں۔''

I. مختصر سوالات:

1۔ مسٹر نعیم کے مزاج میں غیر معمولی سختی کا سبب کیا تھا؟

2۔ مسٹر نعیم نے اپنے لڑکے کی اصلاح کی کیا تدبیر سوچی؟

3۔ مسٹر نعیم کی بیوی کی موت کس طرح واقع ہوئی؟

4۔ قتل کے مقدمے کا اصل ملزم کون تھا؟

5۔ مسٹر نعیم کے کردار کا مختصر جائزہ لیجئے۔

6۔ اڈوکیٹ جنرل کسے کہتے ہیں؟

7۔ ماں نے اپنے بیٹے کو کس طرح سے رخصت کیا؟

8۔ مرنے سے پہلے ماں نے اپنے بیٹے کے متعلق کیا وصیت کی تھی؟

9۔ مسٹر نعیم نے معمولی وکیل کا لباس کیوں پہن لیا تھا؟

II. تفصیلی سوالات:

1۔ ''دل ہی تو ہے'' کہانی محبت کی جیت اور فرض کی ہار ہے، تبصرہ کیجئے۔

2۔ '' دل ہی تو ہے'' کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیجئے۔

نئے سال کا پیغام

اپنی ہمت اپنی ہمت سے پورا ہر کام کرو
دنیا میں تم جہاں رہو، ماں باپ کا روشن نام کرو
علم کی عظمت جانو پڑھو لکھو آرام کرو
میں سورج ہوں نئے سال کا میرا نیا پیغام ہے یہ

پہلے کیا کیا بھول ہوئی اب اس کو مت دہراؤ تم
آگے کی منزل ہے روشن آگے قدم بڑھاؤ تم
وقت کی قدر و قیمت سمجھو اس کو کام میں لاؤ تم
میں سورج ہوں نئے سال کا میرا نیا پیغام ہے یہ

شوکت پردیسی

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:12 PM

حصّۂ قواعد

اکائی 10

جنس (مذکر و مؤنث کی قسمیں) (Kinds of Gender)

جنس کی معنی کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں:

1۔ جنس حقیقی　　2۔ جنس غیر حقیقی

1۔ جنس حقیقی : جاندار چیزوں کے مذکر یا مؤنث کو جنس حقیقی کہتے ہیں جیسے: مرد، عورت، بکرا، بکری، بیل، گائے۔ باپ، ماں، بھائی، بہن۔

2۔ جنس غیر حقیقی : بے جان چیزوں کے مذکر اور مؤنث کو غیر حقیقی کہتے ہیں۔ جیسے:

مذکر	مؤنث
لوہا	چاندی
پردہ	چادر
سورج	مورت
گھر	بات

نوٹ : جاندار چیزوں (جنس حقیقی) کی جنسوں میں مذکر اور مؤنث دونوں آتے ہیں۔

بے جان چیزوں (جنس غیر حقیقی) کی جنسوں میں ایسا ہونا ضروری نہیں ہے۔

جنس کی پہچان :

سماعی صورتوں میں (غیر جاندار اشیاء) مذکر یا مؤنث کی کوئی خاص پہچان نہیں ہوا کرتی۔ اس کے باوجود بھی مذکر اور مؤنث کی پہچان کے کچھ قاعدے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور وہ بھی استثنا سے خالی نہیں۔ کچھ اہم قاعدے یہ ہیں:

1۔ جس اسم کے آخر میں ''الف'' یا ''ہ'' ہو وہ عام طور پر مذکر ہوتا ہے۔ جیسے: لڑکا۔ پیالہ، وغیرہ۔

استثناء: دوا، دعا، فضا، والدہ، نگاہ۔ وغیرہ

2۔ جن اسموں کے آخر میں ''ی'' ہوتی ہے وہ اکثر مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے: ٹوپی، گاڑی، وغیرہ۔

استثناء: ہاتھی، پانی، گاڑی، وغیرہ۔

3۔ پہاڑوں اور سیاروں کے نام مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے: ہمالیہ، منددھیاچلی، زحل، مریخ، مشتری۔ استثناء: زمین۔

4۔ عام طور پر دھاتوں کے نام مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے: لوہا، تانبا، سونا

5۔ مہینوں کے نام مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے: رمضان، جنوری

6۔ عربی الفاظ جو تفعیل کے وزن پر آتے ہیں عام طور پر مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے: تعلیم، تحریر، تہذیب۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:12 PM

7۔ اسم کے آخر میں اگر ذیل کے حروف ہوں تو عام طور پر مؤنث ہوتے ہیں۔

حروف	مثالیں مؤنث	استثناء مذکر
ت	عورت،حکمت، ذات	شربت
ل	بھول،چال،کھال	سوال،خیال،چال،وصال
ٹ	بناوٹ،سجاوٹ،ہٹ	مرگھٹ
س	آس، بکواس	قیاس
ن	دلھن،جلن،گھٹن	چلن،ملن
ش	آش،خواہش،بخشش	جوش،خروش۔
گ	آگ،لاگ	سہاگ
گاہ	عیدگاہ،نمازگاہ،سجدہ گاہ	
کار	پھٹکار،للکار، پیکار،پکار، چھنکار	اسم فاعل ترکیبی نہ ہو۔جیسے فن کار

8۔ بعض الفاظ ایک معنی میں مذکر اور دوسرے معنی میں مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے: آب (پانی) مذکر۔ آب (چمک) مؤنث۔

9۔ بعض الفاظ مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے: سانس، فکر نقاب، متاع، بلبل۔

10۔ زبانوں کے نام مؤنث ہوتے ہیں۔جیسے: عربی، فارسی، اردو۔

11۔ پیشہ وروں کے نام مذکر ہوتے ہیں۔جیسے: دھوبی، درزی، مالی، کاریگر ۔

مشقی سوالات:

1۔ تذکیر وتانیث کے عام قواعد کیا ہیں؟ مثالوں کے ساتھ لکھئے۔

2۔ ذیل کے الفاظ کی جنس (مذکر، مؤنث) لکھئے: محبت، افسانہ، داستان، افسوس، خواہش، تعارف، عقیدہ، مزاج۔

3۔ تذکیر وتانیث کی شناخت کرتے ہوئے انہیں الگ الگ کیجئے:
نماز، حکمت، رحم، محفل، انصاف، انقلاب، اصلاح، مناظرہ، فاتحہ، ذات، صفحہ، قوم، نغمہ، تقریر، پیغام، موتی، دماغ، امتحان۔

4۔ مذکر اور مؤنث کی شناخت کے قاعدے مثالوں کے ساتھ لکھئے۔

5۔ بے جان چیزوں کی تذکیر وتانیث کے قاعدے مثالوں کے ساتھ لکھئے۔

6۔ ذیل کے اسموں کو جملوں میں اسطرح استعمال کیجئے کہ ان کی جنس ظاہر ہو جائے:
گھٹا، چاند، محبت، خواہش، لفافہ، موتی، سانس، گھٹن، پھٹکار، نمازگاہ۔

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:13 PM

URDU READER - CLASS 12
List of Authors and Reviewers

Reviewer
Dr. M. Sayeeduddeen
Asst. Professor, Dept of Urdu,
Islamiah College, Vaniyambadi
Vellore District.

Authors
Syed Abdul Khader
P.G. Asst. Islamiah HSS,
Pernambut. Vellore District.

Syed Rizwan
P. G. Assistant, Islamiah Boys' HSS,
Vaniyambadi. Vellore District.

L.S. Mohamed Nasir,
P. G. Assistant, KH Matriculation Boys' HSS,
Melvisharam. Vellore District.

M. Masood Ahmed Qasimi
P. G. Assistant, KH Matriculation Boys' HSS,
Melvisharam. Vellore District.

Syed Mohiuddeen Hussaini
P.G. Asst. Islamiah Boys' HSS
Melvisharam. Vellore District.

Co-ordination
Mohamed Jaweed Akram
B. T. Assistant, Islamiah Boys' HSS,
Vaniyambadi. Vellore District.

A. Palanivel Raj,
Asst. Professor,
SCERT, Chennai.

Art and Design Team

Co-ordination
Ramesh Munisamy

Urdu Typing , Layout
Mohamed Nusrath Sayeed
Urdu Computer, Vaniyambadi.

This book has been printed on 80 G.S.M.
Elegant Maplitho paper.

Printed by offset at:

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:13 PM

NOTES

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:13 PM

NOTES

12th Urdu 19-2000 Unit 6-10
Wednesday, March 06, 2019 6:29:13 PM